39

حضرت محمد ﷺ
کے حالات

تاریخ انبیاء

page is left blank intentionally

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

تاریخ انبیاءؑ

جلد۔۳۹

تحریر **حیدر رضا** ولد **ابو جعفر** (مرحوم)

رَبَّنَا اغْفِرْ لِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾

ترجمہ، اے پروردگار حساب (کتاب) کے دن مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مومنوں کی مغفرت کیجیو۔ (سورۃ ابراہیم۔۴۱)

برائے مہربانی ایک سورۃ فاتحہ پڑھ کر تمام مرحوم مومنین و مومنات، مسلمین و مسلمات، شہدا، لاوارث مرحومین، میرے تمام آباؤواجداد اور بالخصوص نیچے دیئے ہوئے ناموں کی روح کو ایصال فرمائیں، شکریہ

ابو جعفر ولد علی محمد

کنیز سیدہ بنت علی سجاد

حسن جعفر ولد ابو جعفر

اشرف علی ولد محمد علی

محمد شبیر ولد غلام اکبر

بلقیس بانو بنت علی محمد

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِیْ صَغِیْرًا ﴿۲۴﴾

ترجمہ، اور عجز و نیاز سے ان کے آگے جھکے رہو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے پروردگار جیسا انھوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی ان (کے حال) پر رحمت فرما۔ (بنی اسرائیل ۲۴)

"شجرِ طیبہ اور شجرِ خبیثہ"

سالِ تحریر اور تاریخِ مکمل : ۲۰۲۲۔ فروری، ۲۰۲۴

"صراطِ مُستقیم"

سالِ تحریر اور تاریخِ مکمل : ۲۰۱۹۔ اپریل، ۲۰۲۴

"تاریخ انبیاءؑ"

سالِ تحریر اور تاریخِ مکمل : ۲۰۱۴۔ جولائی، ۲۰۲۰

"حق و باطل کے راستے"

ایڈیشن : اوّل

سالِ تحریر اور تاریخِ مکمل : ستمبر۔ ۲۰۰۷

"اللہ کا شعور حاصل کیجیے"

سالِ تحریر اور تاریخِ مکمل : ستمبر۔ ۲۰۰۹

ایڈیشن : اوّل

سالِ طبع : مارچ۔ ۲۰۱۰

مطبع : سندھیکا پرنٹرز

انگلش ترجمہ اور ویب ڈیزائن

ترجمہ اور ڈیزائن : عارف رضا۔ ہانی رضا۔ محمد رضا

ویب سائٹ : https://yk-shia.com/books
https://play.google.com/store/books/author?id=Hyder+Raza

نمبر شمار	عنوان	جلد نمبر
۱	تقریظ	
۲	انبیاءؑ کی تعداد اور اُن کے اُوصیاء	جلد۔۱
۳	صفات و معجزات، صحف انبیاءؑ اور اُن کی تعداد	جلد۔۱
۴	اُولوالعزم کے معنی، انبیائے اُولوالعزم اور اُن کی تعداد	جلد۔۱
۵	نبی و رُسولؐ کے معنی اور عصمت انبیاءؑ	جلد۔۱
۶	حضرت آدم علیہ السّلام اور بی بی حوّا علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۲
۷	حضرت ہابیل علیہ السّلام اور قابیل کے حالات	جلد۔۳
۸	حضرت شیث علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۴
۹	حضرت ادریس علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۵
۱۰	حضرت نوح علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۶
۱۱	حضرت ہود علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۷
۱۲	حضرت صالح علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۸
۱۳	حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۹
۱۴	حضرت اسمٰعیل و اسحٰق علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۰
۱۵	حضرت لُوط علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۱
۱۶	حضرت ذوالقرنین علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۲
۱۷	حضرت یعقوب اور یوسف علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۳
۱۸	حضرت ایّوب علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۴
۱۹	حضرت شعیب علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۵
۲۰	حضرت موسیٰ اور ہارون علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۶
۲۱	حضرت موسیٰ اور خضر علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۷
۲۲	حضرت حزقیل علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۸
۲۳	حضرت الیاسؑ، الیسعؑ اور الیا علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۹

جلد نمبر	عنوان	نمبر شمار
جلد۔۲۰	حضرت اسمٰعیل بن حزقیل علیہ السّلام کے حالات	۲۴
جلد۔۲۱	حضرت ذوالکفل علیہ السّلام کے حالات	۲۵
جلد۔۲۲	حضرت لقمان علیہ السّلام کے حالات	۲۶
جلد۔۲۳	حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام اور طالوت وجالوت کے حالات	۲۷
جلد۔۲۴	حضرت داؤد علیہ السّلام کے حالات	۲۸
جلد۔۲۵	اصحاب سبت کے حالات	۲۹
جلد۔۲۶	حضرت سلیمان علیہ السّلام کے حالات	۳۰
جلد۔۲۷	قوم سبا اور اہل ثرثار کے حالات	۳۱
جلد۔۲۸	ہاروت وماروت کے حالات	۳۲
جلد۔۲۹	حنظلہ اور اصحاب رس کے حالات	۳۲
جلد۔۳۰	حضرت شعیا اور حضرت حیقوق علیہ السّلام کے حالات	۳۳
جلد۔۳۱	حضرت زکّریا و یحییٰ علیہ السّلام کے حالات	۳۴
جلد۔۳۲	حضرت عیسٰے اور بی بی مریم علیہ السّلام کے حالات	۳۵
جلد۔۳۳	حضرت ارمیاؑ، دانیالؑ اور عزیر علیہ السّلام کے حالات	۳۶
جلد۔۳۴	حضرت یونسؑ بنی متی اور انکے پدر بزوگوار علیہ السّلام کے حالات	۳۷
جلد۔۳۵	اصحاب کہف ورقیم کے حالات	۳۸
جلد۔۳۶	اصحاب اخدود کے حالات	۳۹
جلد۔۳۷	حضرت جرجیس علیہ السّلام کے حالات	۴۰
جلد۔۳۸	حضرت خالد بن سنان علیہ السّلام کے حالات	۴۱
جلد۔۳۹	حضرت محمد مصطفٰی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حالات	۴۲
جلد۔۴۰	اُن پیغمبروں کے حالات جن کے ناموں کی تصریح نہیں ہے	۴۳
جلد۔۴۱	بعض بادشاہان زمین کے حالات	۴۴
جلد۔۴۲	بنی اسرائیل اور ان کے علاوہ غیر پیغمبروں کے حالات نادرہ و عجیبہ	۴۵

تقریظ

الحمدللہ، پچھلی کتابوں کی طرح جیسے **"اللہ کا شعور حاصل کیجیے"**، **"حق و باطل کے راستے"**، **"صراطِ مستقیم"** اور **"شجرِ طیبہ شجرِ خبیثہ"** جیسی کامیاب کتابیں تحریر کرنے کے بعد، عوام کی حوصلہ افزائی اور اللہ تعالیٰ کی توفیقات سے ایک اور کاوش **"تاریخ انبیاؑء"** جو کہ **"۴۲ جلدوں"** پر مشتمل ہیں حاضر خدمت ہے۔ اس کتاب میں تمام واقعات علامہ محمدؒ باقر مجلسی علیہ الرحمہ کی کتاب "حیات القلوب" سے لیے گئے ہیں۔ میں نے صرف اتنی کوشش کی ہے کہ انبیاؑء اکرام کی زندگی کے احوال جو کہ قرآن میں بھی بیان ہو چکے ہیں ان کو اور علامہ کی کتاب کے واقعات کو ایک جگہ کیا جائے، ساتھ ہی یہ بھی کوشش کی ہے کہ ان واقعات کو انتہائی مختصر اور آسان لفظوں میں بیان کیا جائے تاکہ اس کتاب سے ہر طبقۂ فکر اور ہر عمر کے لوگ بالخصوص بچے بھی مستفید ہو سکیں اور انبیاؑء کی زندگی سے نصیحت حاصل کر سکیں۔ اگر کسی کو ان واقعے کی مکمل تفصیل یا کسی واقعہ کا حوالہ مقصود ہو، تو علامہ کی کتاب حیات القلوب سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اس کتاب میں یہ بھی کوشش کی گئی ہے کہ تاریخ انبیاؑء اور ان کے احوال زندگی کو اس طرح بیان کیا جائے کہ ایک عام شخص تمام انبیاؑء کے بارے میں باخوبی جان سکے اور ساتھ ہی یہ بھی جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے منتخب نمائندوں نے اعلیٰ مقام اور فضیلت رکھنے کہ باوجود کس کس طرح کے امتحانات کا سامنا کیا، اور کم و بیش تمام انبیاء نے سخت امتحان دیے اور ان پر صبر کیا۔ اس کتاب سے یہ بھی سبق حاصل کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنے نیک بندوں کو ہی امتحانات میں مبتلا کرتا ہے، جب کوئی ان امتحانات پر صبر سے کام لیتا ہے تو کامیابی اس کا مقدر بنتی ہے، اور پھر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کامیابی سے نواز کر اعلیٰ مقام پر فائز کرتا ہے۔ انشاءاللہ، یہ کتاب بھی میری پچھلی کتابوں کی طرح آپ کے لیے مفید ثابت ہو گی اور آپ کے علم و یقین میں بھی اضافے کا باعث بنے گی۔ اس کوشش میں اگر میری طرف سے کسی قسم کی کوئی غلطی ہوئی ہو تو میں اپنے اللہ سے معافی کا طلبگار ہوتے ہوئے آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ مجھے ضرور اطلاع کریں، میں آپ کا شکر گزار ہونگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح راستے پر قائم رکھے اور دین کی صحیح معرفت عطا فرما کر عمل کی توفیق فرمائیں، آمین

تحریر: حیدر رضا ولد ابو جعفر (مرحوم)

رابطہ ای میل: hyderraza@yahoo.com

حوالے: قرآن کا اردو ترجمہ یہاں سے لیے گئے ہیں: http://cityislam.com/quran.htm

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ نَجَّیْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۱﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَیَعْقُوْبَ
نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ ﴿۷۲﴾ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِمْ فِعْلَ
الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ ﴿۷۳﴾ۙ وَلُوْطًا اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّ
نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓىِٕثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِیْنَ ﴿۷۴﴾ۙ وَاَدْخَلْنٰهُ فِیْ
رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۷۵﴾ وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ
مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۶﴾ وَ نَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ
فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ
وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ ﴿۷۸﴾ۙ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا مَعَ
دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِیْنَ ﴿۷۹﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ
مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ
الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ الشَّیٰطِیْنِ مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَیَعْمَلُوْنَ
عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِیْنَ ﴿۸۲﴾ۙ وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ
الرّٰحِمِیْنَ ﴿۸۳﴾ۚۖ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ
عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۸۵﴾ۚۖ وَ
اَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۶﴾ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ
نَّقْدِرَ عَلَیْهِ فَنَادٰى فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖۗ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۷﴾ۚۖ
فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِیَّاۤ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ
رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ﴿۸۹﴾ۚۖ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۫ وَوَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ
زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ﴿۹۰﴾
وَالَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَاۤ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖۤ
اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ٘ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾

ترجمہ، شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اور ابراہیم اور لوط کو اس سرزمین کی طرف بچا نکالا جس میں ہم نے اہل عالم کے لئے برکت رکھی تھی ﴿۷۱﴾ اور ہم
نے ابراہیم کو اسحٰق عطا کئے۔ اور مستزاد برآں یعقوب۔ اور سب کو نیک بخت کیا ﴿۷۲﴾ اور ان کو پیشوا بنایا کہ ہمارے
حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کو نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم بھیجا۔ اور وہ ہماری عبادت کیا
کرتے تھے ﴿۷۳﴾ اور لوط جب ان کو ہم نے حکم (یعنی حکمت ونبوت) اور علم بخشا اور اس بستی سے جہاں کے لوگ
گندے کام کیا کرتے تھے۔ بچا نکالا۔ بے شک وہ برے اور بدکردار لوگ تھے ﴿۷۴﴾ اور انہیں اپنی رحمت کے (محل
میں) داخل کیا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ نیک بختوں میں تھے ﴿۷۵﴾ اور نوح جب (اس سے) پیشتر انہوں نے ہم کو پکارا
تو ہم نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کو اور ان کے ساتھیوں کو بڑی گھبراہٹ سے نجات دی ﴿۷۶﴾ اور جو لوگ
ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے ان پر نصرت بخشی۔ وہ بے شک برے لوگ تھے سو ہم نے ان سب کو غرق کردیا
﴿۷۷﴾ اور داؤد اور سلیمان جب وہ ایک کھیتی کا مقدمہ فیصلہ کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کو چر گئی
(اور اسے روند گئی) تھیں اور ہم ان کے فیصلے کے وقت موجود تھے ﴿۷۸﴾ تو ہم نے فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا۔ اور ہم
نے دونوں کو حکم (یعنی حکمت ونبوت) اور علم بخشا تھا۔ اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد کا مسخر کردیا تھا کہ ان کے ساتھ تسبیح
کرتے تھے اور جانوروں کو بھی (مسخر کردیا تھا اور ہم ہی ایسا) کرنے والے تھے ﴿۷۹﴾ اور ہم نے تمہارے لئے ان کو
ایک (طرح) کا لباس بنانا بھی سکھا دیا تاکہ تم کو لڑائی (کے ضرر) سے بچائے۔ پس تم کو شکرگزار ہونا چاہیئے ﴿۸۰﴾ اور
ہم نے تیز ہوا سلیمان کے تابع (فرمان) کردی تھی جو ان کے حکم سے اس ملک میں چلتی تھی جس میں ہم نے برکت
دی تھی (یعنی شام) اور ہم ہر چیز سے خبردار ہیں ﴿۸۱﴾ اور دیوؤں (کی جماعت کو بھی ان کے تابع کردیا تھا کہ ان) میں
سے بعض ان کے لئے غوطے مارتے تھے اور اس کے سوا اور کام بھی کرتے تھے اور ہم ان کے نگہبان تھے ﴿۸۲﴾ اور
ایوب کو جب انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ مجھے ایذا ہو رہی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے
﴿۸۳﴾ تو ہم نے ان کی دعا قبول کرلی اور جو ان کو تکلیف تھی وہ دور کردی اور ان کو بال بچے بھی عطا فرمائے اور اپنی
مہربانی کے ساتھ اتنے ہی اور (بخشے) اور عبادت کرنے والوں کے لئے (یہ) نصیحت ہے ﴿۸۴﴾ اور اسمٰعیل اور
ادریس اور ذوالکفل یہ سب صبر کرنے والے تھے ﴿۸۵﴾ اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بلاشبہ وہ نیکوکار
تھے ﴿۸۶﴾ اور ذوالنون جب وہ (اپنی قوم سے ناراض ہو کر) غصے کی حالت میں چل دیئے اور خیال کیا کہ ہم ان پر
قابو نہیں پاسکیں گے۔ آخر اندھیرے میں پکارنے لگے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے (اور) بے شک میں
قصوروار ہوں ﴿۸۷﴾ تو ہم نے ان کی دعا قبول کرلی اور ان کو غم سے نجات بخشی۔ اور ایمان والوں کو ہم اسی طرح
نجات دیا کرتے ہیں ﴿۸۸﴾ اور زکریا جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب
سے بہتر وارث ہے ﴿۸۹﴾ تو ہم نے ان کی پکار سن لی۔ اور ان کو یحییٰ بخشے اور ان کی بیوی کو اُن کے (حسن معاشرت
کے) قابل بنادیا۔ یہ لوگ لپک لپک کر نیکیاں کرتے اور ہمیں امید سے پکارتے اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے
﴿۹۰﴾ اور ان (مریم) کو جنہوں نے اپنی عفّت کو محفوظ رکھا۔ تو ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی اور ان کے بیٹے کو
اہل عالم کے لئے نشانی بنادیا ﴿۹۱﴾ یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو میری ہی
عبادت کیا کرو ﴿۹۲﴾

سرورِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰؐ کے حالات

آنحضرت کے نسب کا تذکرہ:

آنحضرت کا مشہور شجرہ نسب یہ ہے کہ محمدؐ بن عبداللہ وہ عبدالمطلب کے بیٹے، وہ ہاشم کے، وہ عبد مناف کے، وہ قصی کے، وہ کلاب کے، وہ مرہ کے، وہ لوی کے، وہ غالب کے، وہ فہر کے، وہ مالک کے، وہ نفیر کے، وہ کنانہ کے، وہ خزیمہ کے، وہ مدرکہ کے، وہ الیاس کے، وہ مضر کے، وہ نزار کے، وہ معد کے، وہ عدنان کے، وہ اوکے، وہ ادر کے، وہ الیسع کے، وہ الہمیسع کے، وہ سلامان کے، وہ البنت کے، وہ حمل کے، وہ قیدار کے، وہ اسمعیل کے، وہ ابراہیمؑ خلیل کے، وہ تارخ کے، وہ ناخور کے، وہ شروغ کے، وہ ارغو کے، وہ فالغ کے، وہ عابر کے، وہ شالخ کے، وہ فینان کے، وہ انوش کے، وہ شیثؑ کے اور وہ حضرت آدمؑ کے فرزند ہیں۔ حضرت اُمِ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ زید ہی ہمیسع ہیں اور ثری بنت۔ اور اعراق الثریٰ اسماعیلؑ ہیں اور ابنؒ بابویہ کی روایت کے مطابق عدنان اوکے، وہ اود کے، وہ زید کے وہ یقدد کے وہ ہمیسع کے وہ بنت کے وہ قیدار بن اسمعیلؑ کے بیٹے ہیں۔ اور ابن عباس کی روایت کے مطابق کہ عدنان بن اوبن اور بن الیّسع بن الہمیسع بن یحشم بن منجز بن سابوغ بن الہمیسع بن بنت بن قیدار بن اسمٰعیلؑ بن ابراہیمؑ بن تارخ بن شروغ بن ارغو بن غابر بن ارفحشد بن متوشلخ بن سام بن نوحؑ بن ملک بن اخنوع بن مہلائیل بن زبازر۔ ایک روایت کے مطابق تارو اور دوسری روایت کے مطابق ایاد بن قینان بن ارد بن ایاد بن قینان بن ارد بن انوش بن شیث بن آدمؑ ہیں۔

ترجمہ، خدانے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجے۔ جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے ﴿۱٦٤﴾ سورۃ آل عمران

زیادہ مشہور یہ ہے کہ حضرت عبد المطلب کا نام شیبتہ الحمد تھا، اور ہاشم کا نام عمرد۔ اور عبد مناف مغیرہ تھے اور قصّی کا نام زید تھا۔ ان کو مجمع بھی کہتے تھے۔ اور قریش کا نام نصر تھا۔ ان میں سے ہر ایک کسی سبب سے ان ناموں سے موسُوم ہوئے۔ اور کہتے ہیں کہ ارغو کا نام ہود تھا اور بعض کا قول ہے کہ اُن حضرت کا نام غابر تھا۔ اور اخنوع حضرت ادریس ہیں۔ اور آنحضرتؐ کی والدہ ماجدہ آمنہ بنت وہب تھیں جو عبد مناف کے بیٹے تھے۔ وہ زہرہ کے فرزند اور وہ کلاب کے بیٹے تھے۔

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نور آسمانوں اور زمین، عرش و کُرسی، الوح و قلم اور بہشت و دوزخ کی خلقت اور تمام پیغمبروں کی پیدائش سے چار لاکھ چوبیس ہزار سال پہلے پیدا کیا۔ پھر اُسی نوُر سے بارہ حجابات یعنی حجاب قدرت، حجاب عظمت، حجاب منت، حجاب رحمت، حجاب سعادت، حجاب کرامت، حجاب منزلت، حجاب ہدایت، حجاب نبوّت، حجاب رفعت، حجاب ہیبت اور حجاب شفاعت خلق فرمائے اور اُس نوُر مقدس کو حجاب قدرت میں بارہ ہزار سال رکھا۔ وہ اُس میں "سبحان ربی الاعلے" کہتا تھا۔ اور حجاب عظمت میں گیارہ ہزار سال رکھا۔ وہ اس میں "سبحان عالم السّر" کہتا رہا۔ اور حجاب منّت میں دس ہزار سال رکھا جس میں وہ "سبحان من ھو قائم لا یلھو" کہتا رہا۔ اور نو ہزار سال حجاب رحمت میں جگہ دی وہ اس میں "سبحان رفیع الاعلے" کہتا رہا۔ اور آٹھ ہزار سال حجاب سعادت میں رکھا جہاں وہ "سبحان من ھو دائم لا یسھو" کہتا رہا پھر حجاب کرامت میں سات ہزار سال رکھا وہاں وہ "سبحان من ھو غنی لا یفتقر" کہتا رہا۔ پھر حجاب منزلت میں چھ ہزار سال رکھا وہاں وہ "سبحان العلیم الکبیر" کہتا رہا۔ پھر حجاب ہدایت میں پانچ ہزار سال رکھا جس میں وہ "سبحان

ترجمہ، لوگو! خدا کے پیغمبر تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے حق بات لے کر آئے ہیں تو (ان پر) ایمان لاؤ (یہی) تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور اگر کفر کرو گے تو (جان رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے اور خدا سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے

﴿۱۷۰﴾ سورۃ النساء

ذی العرش العظیم "کا وظیفہ پڑھتا رہا۔ پھر چار ہزار سال حجاب نبوّت میں رکھا اسمیں وہ "سبحان رب العزۃ عما یصفون "پڑھتا رہا۔ پھر اس کو تین ہزار سال حجاب رفعت میں مقیم کیا۔ وہ اس میں "سبحان ذی الملک والملکوت "پڑھتا رہا۔ پھر دو ہزار سال حجاب ہیبت میں رکھا جس میں وہ "سبحان اللہ و بحمدہ" کہتا رہا۔ پھر ہزار سال حجاب شفاعت میں رکھا جس وہ "سبحان ربی العظیم و بحمدۃ" پڑھتا رہا۔ اس کے بعد آنحضرت کا نام مبارک لوُح پر چمکتا رہا۔ پھر آنحضرتؐ کا نام اطہر عرش پر ظاہر کیا اور ساق عرش پر ثبت فرمایا۔ وہاں وہ سات ہزار سال تک نور افشانی کرتا رہا۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ پھر خدا نے نورِ حضرت رسالتمابؐ کو اُن دریاؤں میں یعنی دریائے عزّت و صبر، دریائے خشوع و دریائے تواضع و دریائے رضا و دریائے وفا و دریائے علم و دریائے پرہیز گاری و دریائے خشیت و دریائے انابت و دریائے عمل و دریائے مزید و دریائے ہدایت و دریائے صیانت و دریائے حیا میں، یہاں تک کہ اُن بیسوں دریاؤں میں غوطہ دیا۔ جب وہ آخری دریا سے باہر آیا تو اس سے خدا نے خطاب فرمایا کہ اے میرے حبیبؐ، اے تمام پیغمبروں سے بہتر اور میری خلقت اوّل اور میرے آخری رسُولؐ میں نے تجھ کو شفیع روزِ جزا قرار دیا۔ یہ سُنکر وہ نور درخشاں سجدے میں گر پڑا۔ جب سجدہ سے سر اُٹھایا تو ایک لاکھ چالیس (چوبیس) ہزار قطرے اُس نُور سے ٹپکے۔ خدا نے ہر قطرے سے ایک ایک پیغمبر کی خلقت فرمائی، جن کے نور حضرت سرورِ کائناتؐ کے نوُر کے گرد طواف کرتے تھے۔ پھر خدا نے ان سب کو ندا دی کہ آیا مجھ کو پہچانتے ہو؟ یہ سُنکر نُورِ آنحضرتؐ نے سب سے پہلے کہا "تو خدا ہے وہ کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو واحد ہے تیرا کوئی شریک نہیں تو ربّ الارباب ہے اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔" تو خدا نے فرمایا کہ تو میرا برگزیدہ، میرا دوست اور میری مخلوق میں سب سے بہتر ہے۔ اور تیری اُمّت تمام اُمّتوں سے افضل ہے۔ پھر آنحضرتؐ کے نوُر سے خدا نے ایک جوہر پیدا کیا اور اُس کو دو حصّوں میں تقسیم

ترجمہ، آسمان اور زمین کا اور جو ان دونوں کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے۔ تو اسی کی عبادت کرو اور اسی کی عبادت پر ثابت قدم رہو۔ بھلا تم کوئی اس کا ہم نام جانتے ہو ﴿۶۵﴾ سورۃ مریم

فرمایا۔ ایک حصّہ پر بنظر ہیبت نگاہ ڈالی تو وہ آب شیریں ہو گیا۔ پھر دوسرے حصّہ کو نگاہِ شفقت سے دیکھا اور اُس سے عرش کو خلق فرمایا، اور پانی پر رکھا۔ پھر نورِ عرش سے کرُسی کو اور نوُرِ کرسی سے لوُح کو اور نوُرِ لوَح سے قلم کو پیدا کیا اور قلم کو وحی فرمایا کہ میری توحید لکھ تو وہ کلامِ الٰہی سُنکر ہزار سال تک مدہوش رہا۔ جب ہوش میں آیا تو عرض کی پالنے والے کیا لکھوں۔ فرمایا لکھ "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" جب قلم نے نام محمدؐ سُنا تو سجدہ میں گر پڑا۔ اور کہا" سبحان الواحد القہار سبحان العظیم الاعظم"۔ پھر سر اُٹھا کر شہادتیں تحریر کیا اور عرض کی خداوندا محمدؐ کون ہیں جن کے نام کو اپنے نام سے اور جن کی یاد کو اپنی یاد سے تو نے متصل فرمایا ہے؟ خدا نے وحی فرمائی کہ اے قلم، اگر وہ نہ ہوتا تو نہ تجھ کو خلق کرتا نہ دُنیا پیدا کرتا۔ وُہی ہے (نجات کی) خوشخبری دینے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا۔ وہی نوُر بخشنے والا چراغ، وہی شفاعت کرنے والا اور وہی میرا دوست ہے۔ یہ سُنکر قلم آنحضرتؐ کے نام کی حلاوت سے (وجد میں آکر) بولا "السلام علیک یارسول اللہ"۔ آنحضرتؐ نے جواب میں فرمایا" وعلیک السلام منی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ "اُسی روز سے سلام کرنا سُنّت اور جواب سلام دینا واجب قرار پایا۔ پھر خداوند عالم نے قلم کو حکم دیا کہ لکھ میرے قضاو قدر کو جن کو قیامت تک پیدا کرتا رہوں گا۔ اس کے بعد خدا نے کچھ فرشتوں کو پیدا کیا تا کہ وہ روزِ قیامت تک محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات بھیجیں اور اُن کے شیعوں کے لئے استغفار کیا کریں۔ پھر خدا نے نورِ محمد صلعم سے بہشت کو پیدا کیا اور اُس کو چار صفتوں تعظیم، جلالت، سخاوت اور امانت سے زینت دی اور بہشت کو اپنے دوستوں اور اطاعتگذاروں کیلئے مقرر فرمایا۔ پھر آسمانوں کو اُس دھوئیں سے جو پانی سے اُٹھا تھا پیدا کیا اور اُس کے جھاگ سے زمینوں کو خلق فرمایا۔ اس وقت زمینیں متحرک تھیں تو پہاڑوں کو پیدا کیا تا کہ زمینوں کو قرار ہو۔ اور ایک فرشتے کو خلق فرمایا جس نے زمین کو اُٹھائے رکھا۔ پھر ایک سنگ عظیم پیدا کیا۔ جس پر اُس فرشتے کا پَیر ٹھہرے۔ اور ایک

ترجمہ، وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے۔ اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں ﴿۳۳﴾ سورۃ التوبۃ

بہت بڑی گائے پیدا کی اور اُس پتھر کو اُس کی پُشت پر رکھا۔ اور ایک بہت بڑی مچھلی خلق فرمائی جس کی پُشت پر گائے کھڑی ہوئی۔ وہ مچھلی پانی پر ہے، پانی ہوا پر، اور ہوا پاریکی میں ہے اور تاریکی کے نیچے جو کچھ ہے اس کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر عرش کو نورِ فضل و نورِ عدل سے منوّر فرمایا۔ فضل سے عقل و علم و حلم و سخاوت کو پیدا کیا۔ اور عقل سے خوف و بیم، علم سے رضا و خوشنودی، حلم سے مودّت، سخاوت سے محبت کو پیدا کیا۔ اور ان تمام صفتوں کو طینت محمدؐ و آل محمدؐ میں خمیر دیا۔ اس کے بعد اُمّت محمدؐ میں سے مومنین کی روحوں کو خلق فرمایا۔ پھر آفتاب و ماہتاب، ستارے، رات اور دن، روشنی اور تاریکی اور تمام فرشتوں کو محمدؐ کے نُور سے پیدا کیا۔ اور آنحضرتؐ کے نور مقدّس کو بہتر ہزار سال تک ساکن رکھا پھر اس نُور کو ستر ہزار سال تک بہشت میں ساکن کیا۔ پھر ستّر ہزار سال تک سدرۃ المنتہیٰ میں ساکن کیا۔ پھر ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ آسمان اوّل پر لایا اور وہ وہاں قائم رکھا جب تک کہ حضرت آدمؑ کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ زمین پر جا کر ایک مٹھی خاک لائیں جس سے آدمؑ کا جسم تیار ہو۔ اس وقت ابلیس لعین سبقت کر کے زمین پر پہنچا اور زمین سے بولا کہ خدا چاہتا ہے کہ تیری مٹی ایک مخلوق پیدا کرے، اور اس کو آگ سے معذّب فرمائے۔ اگر فرشتے تجھ سے مٹی لینے آئیں تو کہنا کہ میں خدا کی پناہ چاہتی ہوں کہ مجھ سے کچھ لے جاؤ جس کو آگ میں ڈالا جائے۔ غرض جبرئیلؑ نازل ہوئے تو زمین نے پناہ مانگی۔ وہ واپس چلے گئے اور عرض کی پالنے والے زمین نے تیری پناہ چاہی لہٰذا میں نے اُس پر رحم کیا۔ اسی طرح میکائیلؑ و اسرافیلؑ آئے اور واپس گئے۔ اس کے بعد خدا نے عزرائیلؑ کو بھیجا، زمین نے اُن سے بھی بدستور پناہ طلب کی۔

ترجمہ، تمہارا پروردگار تو خدا ہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش (تخت شاہی) پر قائم ہوا وہی ہر ایک کا انتظام کرتا ہے۔ کوئی (اس کے پاس) اس کا اذن حاصل کیے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکتا، یہی خدا تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو۔ بھلا تم غور کیوں نہیں کرتے ﴿۳﴾ سورۃ یونس

عزرائیلؑ نے کہامیں بھی خدا کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ اُس کا حکم نہ مانوں۔ پھر اوپر، نیچے اور تمام رُوئے زمین سے سفید و سیاہ و سُرخ اور نرم و سخت مٹی لی۔ اسی سبب سے فرزندانِ آدمؑ کے اخلاق اور رنگ مختلف ہوئے۔ خدا نے عزرائیلؑ پر وحی کی کہ تم نے کیوں نہ رحم کیا۔ جس طرح اور فرشتوں نے رحم کیا تھا؟ عرض کی پالنے والے تیری اطاعت اس پر رحم سے بہتر تھی۔ پھر وحی فرمائی کہ میں چاہتا ہوں کہ اس خاک سے ایک مخلوق پیدا کروں، جس میں انبیاء اور نیک بندے، اور اشقیا اور بدکار ہوں گے۔ اور تم کو ان تمام کی رُوحوں کے قبض پر میں نے مقرر کیا۔ پھر جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ وہ طینت سفید و نورانی جو پیغمبر آخرالزمان صلعم کی ہے اور تمام مخلوقات کی اصل ہے، لائیں، جبرئیلؑ تمام ملائکہ کروبیاں و ملائکہ صافان و سبحان کے ساتھ مقام ضریح مقدس آنحضرتؐ کے پاس آئے اور اس کو آب تسنیم و آب تعظیم و آب تکریم و آب تکوین و آبِ رحمت و آبِ خوشنودی و آبِ عفو سے خمیر کیا۔ تو خدا نے آنحضرتؐ کے سینہ کو شفقت سے ہاتھوں کو سخاوت سے، دل کو صبر و یقین سے، شرمگاہ کو عفت سے، پیروں کو شرف سے اور آپ کے نفسوں کو خوشبوں سے پیدا کیا۔ پھر اُس طینت کو آدمؑ کی طینت کے ساتھ مخلوط کیا۔ جب آدمؑ کا قالب تیار ہو گیا تو فرشتوں کو وحی کی کہ میں مٹی سے ایک بشر پیدا کروں گا۔ جب اُس میں رُوح پُھونک دُوں تو تم سب اُس کے سامنے سجدہ کرنا۔ فرشتوں نے جسم آدمؑ کو بہشت میں لے جا کر رکھا۔ اور حکم خالق کے منتظر رہے کہ حکم ملے گا تو سجدہ کریں گے۔ اس کے بعد رُوح آدمؑ کو حکم دیا کہ ان کے بدن میں داخل ہو۔ رُوح نے جسم کو تنگ دیکھ کر داخل ہونے سے کراہت کی تو خدا نے حکم فرمایا کہ کراہت کے ساتھ داخل ہو اور کراہت کے ساتھ ہی جسم سے نکلنا۔ غرض رُوح داخل ہوئی اور آنکھوں تک پہنچی۔ آدمؑ اپنے جسم کو دیکھ رہے تھے اور فرشتوں کی تسبیح سُنتے تھے۔

ترجمہ، اور آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزوں کا علم خدا ہی کو ہے اور تمام امور کا رجوع اسی کی طرف ہے۔ تو اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو تمہارا پروردگار اس سے بے خبر نہیں ﴿۱۲۳﴾

سورة هود

جب وہ اُن کے دماغ تک پہنچ، تو اُن کو چھینک آئی۔ خدا نے اُن کو گویا فرمایا، تو انہوں نے "الحمدللہ" کہا۔ اور وہ پہلا کلمہ تھا جو آدمؑ کی زبان سے ادا ہوا۔ خدا نے بذریعہ وحی فرمایا "رحمک اللہ" اے آدمؑ میں نے تم کو رحمت کے لئے پیدا کیا ہے اور اپنی رحمت کو تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے مقرر کیا ہے جبکہ وہ بھی تمہاری طرح کہیں۔ اسی سبب سے چھینکنے والے کے لئے دُعا کرنا سُنّت قرار پایا۔ اور شیطان پر کوئی امر چھینکنے والے کے واسطے دُعا کرنے سے زیادہ گراں نہیں۔ پھر آدمؑ نے اوپر کی جانب دیکھا کہ عرش پر "لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا ہے اور اسمائے اہلبیتؑ بھی لکھے ہوئے پائے۔ پھر رُوح اُن کی پنڈلیوں تک پہنچی اور قبل اس کے کہ پنجوں تک پہنچے انہوں نے چاہا کہ کھڑے ہو جائیں لیکن نہ ہو سکے۔ اسی سبب سے خدا نے فرمایا ہے "خلق الانسان من عجل" یعنی انسان جلدی کرنے والا پیدا کیا گیا ہے۔ اسی طرح وہ نور رفعت و جلال کیساتھ گھومتا رہا یہاں تک حق تعالیٰ نے اُس کو پُشت آدمؑ میں جگہ دی۔ پھر وہ منتقل ہوتا ہوا اصلب نوح میں پہنچا۔ اسیطرح وہ ایک کے بعد دوسرے طاہر صلبوں میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ خدا نے اس کو صلب عبداللہ بن عبد المطلب میں ظاہر فرمایا اور اس کو چھ کرامتوں سے گرامی فرمایا۔ اس کو پیراہن خوشنودی پہنایا، ردائے ہیبت سے آراستہ کیا، تاج ہدایت اسکے سر پر رکھکر اسکو رفعت کی بلندی پر پہنچایا۔ اور اس کے بدن کو جامہ رفعت پہنایا۔ اور محبت کا کمربند اس کی کمر میں باندھا۔ اور نعلین خوف دبیم اس کے پاؤں میں ڈالی، اور عصائے منزلت ہاتھ میں دیا۔ ایک روایت کے مطابق امام جعفر صادقؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ قبل اس کے کہ حق تعالیٰ آسمان و زمین اور روشنی و تاریکی کو پیدا کرے، آپ حضرات کہاں تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا عرش کے گرد ہم نُور کے چند اجسام تھے، اور خدا کی حمد کیا کرتے تھے۔ پچیس ہزار سال قبل اس کے کہ خدا نے آسمان و زمین و روشنی و

ترجمہ، (اے محمد ﷺ) اور پیغمبروں کے وہ سب حالات جو ہم تم سے بیان کرتے ہیں ان سے ہم تمہارے دل کو قائم رکھتے ہیں۔ اور ان (قصص) میں تمہارے پاس حق پہنچ گیا اور یہ مومنوں کے لیے نصیحت اور عبرت ہے (۱۲۰) سورۃ ھود

تاریکی خلق فرمائے۔ جب خدانے آدمؑ کو پیدا کیا، ہم کو اُن کے صلب میں جگہ دی اور ہمیشہ پاک صلب سے پاکیزہ رحم میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ پھر وحی کی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کے پاس جاؤ اور کہو کہ "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا اقرار کریں۔ اُس پیراہن خوشنودی کی اصل چھ جوہروں سے تھی۔ لمبائی یاقوت کی۔ اس کی آستینیں مرواریدکی اس کے دامن بلور زرد کے۔ اور بغل کے ٹکڑے زبرجد کے۔ اُس کا گریبان مرجان سُرخ کا اور گریبان کے چاک نُور پروردگار عالم سے بنے ہوئے تھے۔ خدانے آدمؑ کی توبہ اُسی پیراہن کے سبب سے قبول کی۔ اسی کی برکت سے یوسفؑ کو یعقوبؑ سے ملایا۔ یونسؑ کو اسی کی کرامت کے سبب مچھلی کے شکم سے نجات دی۔ اسی پیراہن کوئی اور پیراہن نہ تھا بلکہ محمدؐ کا پیراہن تھا۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت رسالتؐ پناہ نے فرمایا کہ بے شُبہ خدانے مجھ کو اور علیؑ کو اور فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو دُنیا کی خلقت سے سات ہزار سال پہلے خلق فرمایا جبکہ نہ آسمان تھا نہ زمین، نوُر تھا نہ ظلمت، نہ آفتاب وماہتاب تھے، نہ بہشت ودوزخ ہی کا وجود تھا اور ہم زیر عرش تھے اور خدا کی تسبیح و تحمید و تقدیس و تمجید کرتے تھے اور اُس وقت جبکہ کوئی تسبیح کرنے والا دوسرا نہ تھا اور اُس کی تقدیس کرتے تھے جبکہ ہمارے سوا کوئی اور تقدیس کرنے والا نہ تھا اور ملائکہ ہماری تسبیح سُنکر تسبیح کرتے تھے۔ پوُچھا اُس وقت آپ حضرات کس کے مثل و مانند تھے؟ فرمایا جب خدانے چاہا کہ ہم کو خلق فرمائے، اُس نے ایک کلام ایجاد کیا اُس سے ایک نوُر پیدا کیا۔ پھر دوسرا کلام خلق کیا۔ اُس سے ایک رُوح پیدا کی اور اُس نور کو اس رُوح کے ساتھ مخلوط کیا اور اُس سے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو پیدا کیا۔ الغرض ہم نُور کے چند اجسام تھے۔ جب خدانے

ترجمہ، کہہ دو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ (یہ کہ) میں غیب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس حکم پر چلتا ہوں جو مجھے (خدا کی طرف سے) آتا ہے۔ کہہ دو کہ بھلا اندھا اور آنکھ والے برابر ہوتے ہیں؟ تو پھر تم غور کیوں نہیں کرتے ﴿۵۰﴾ سورۃ الأنعام

چاہا کہ ہماری صورت خلق فرمائے، ہم کو نور کا ایک ستون بنا کر صلب آدمؑ میں جگہ دی۔ پھر اس کو باپ دادا کے صلبوں سے ماؤں کے رحموں میں منتقل کرتا رہا۔ (غرض یہ کہ) ہم کو نجاست، شرک و زنا سے ہمیشہ پاک رکھا جو زمانہ کفر میں ہوتا تھا۔ اور ہر زمانہ میں چند گروہ ہم پر ایمان لانے کے سبب سعادت مند ہوتے رہے، اور چند گروہ جو ہم پر ایمان نہیں لائے شقی و بد بخت ہوتے رہے۔ جب ہم کو صلب عبد المطلب میں لایا، اُس نور کے دو حصّے کئے۔ نصف عبد اللہ کے صلب میں اور دوسرا نصف صلب ابو طالب میں قرار دیا۔ مجھ کو پیغمبری اور برکت عطا فرمائی اور علیؑ کو فصاحت و شجاعت بخشی۔ اور ہم دونوں کے لئے اپنے اسمائے مقدمہ میں سے دو نام مشتق کئے خداوند صاحبِ عرش محمود ہے اور میں محمدؐ ہوں۔ اور خداوند بزرگوار اعلےٰ ہے اور میرا بھائی علیؑ ہے۔ مجھ کو رسالت و پیغمبری کے لئے مقرر فرمایا اور علیؑ کو وصایت و امامت اور لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکم کرنے کو مقرر کیا۔ الغرض میرا نور رحم آمنہؑ میں منتقل ہوا۔ اور نصف دیگر فاطمہٰ بنت اسد کے رحم میں آیا۔ آمنہؑ سے میں پیدا ہوا اور فاطمہٰ سے علیؑ۔ پھر وہ تمام عمود نور میری طرف واپس آیا اور میری بیٹی فاطمہؑ پیدا ہوئی۔ پھر وہ تمام عمود نور علیؑ کی جانب منتقل ہوا اور حسنؑ و حسینؑ نور کے دونوں حصوّں سے پیدا ہوئے۔ اسی طرح میرا نور حسینؑ کے فرزندوں میں اماموں کی جانب تا قیامت پھرتا رہے گا۔ اور جب خدا نے چاہا کہ تمام خلق کو پیدا کرے تو میرے نور کو شگافتہ کیا، اور اُس سے عرش کو خلق فرمایا۔ عرش میرے نور سے ہے اور میرا نورِ خدا کے نور سے

ترجمہ، مگر جو لوگ ان میں سے علم میں پکے ہیں اور جو مومن ہیں وہ اس (کتاب) پر جو تم پر نازل ہوئی اور جو (کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں (سب پر) ایمان رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا اور روز آخرت کو مانتے ہیں۔ ان کو ہم عنقریب اجر عظیم دیں گے ﴿۱٦٢﴾ (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور ان سے پچھلے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔ اور ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولادِ یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف بھی ہم نے وحی بھیجی تھی اور داؤد کو ہم نے زبور بھی عنایت کی تھی ﴿۱٦٣﴾ سورۃ النساء

ہے اور میرا نوُر عرش سے افضل ہے۔ اس کے بعد میرے بھائی علیؑ کے نوُر کو شگافتہ کیا، اس سے فرشتوں کو پیدا کیا۔ فرشتے علیؑ کے نوُر سے ہیں اور نوُرِ علی، نوُرِ خدا سے ہے اور علیؑ فرشتوں سے افضل ہیں۔ پھر میری بیٹی فاطمہؑ کا نور شگافتہ کیا اس سے آسمانوں کو اور زمین کو خلق فرمایا۔ تو آسمان و زمین فاطمہؑ کے نوُر سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور فاطمہؑ کا نوُر، خدا کے نوُر سے ہے اور فاطمہؑ آسمان و زمین سے افضل ہیں۔ اس کے بعد میرے فرزند حسنؑ کے نوُر کو شگافتہ کیا۔ اس سے آفتاب و ماہتاب کو خلق فرمایا۔ آفتاب و ماہتاب میرے فرزند حسنؑ کے نوُر سے عالم وجود میں آئے ہیں اور حسنؑ کا نوُرِ خدا کے نوُر سے خلق ہوُا ہے اور آفتاب و ماہتاب سے افضل ہے۔ پھر خدا نے میرے فرزند حسینؑ کا نوُر شگافتہ کیا، اس سے بہشت اور حورُوں کو خلق فرمایا۔ بہشت اور حوریں میرے فرزند حسینؑ کے نوُر سے پیدا کی گئی ہیں اور میرے فرزند حسینؑ کا نورِ خدا کے نوُر سے ہے اور میرا فرزند حسینؑ بہشت اور حورُوں سے بہتر ہے۔ منقول ہے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ اپنی یگانگی میں یکتا تھا۔ اُس کے سوا کوئی نہ تھا۔ پھر اُس نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ کو خلق کیا پھر ہزار دہر و روزگار کے بعد تمام چیزوں کو پیدا کیا۔ اور اُن ذوات مقدسہ کو ان کی خلقت پر گواہ بنایا اور ان کی اطاعت تمام مخلوقات پر واجب قرار دی اور اُمور خلق اُن کے سپرد فرمایا۔ لہٰذا وہ مشیت الٰہی کے سوا کوئی کام پسند نہیں کرتے اور کوئی ارادہ نہیں کرتے۔ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اُس طینت سے خلق کیا جو ایک گوہر تھا عرش کے نیچے۔ اُسی کی باقی طینت سے امیر المومنینؑ کو خلق فرمایا اور امیر المومنینؑ کی باقی طینت سے ہم اہل بیت کو پیدا کیا، اور ہماری باقی ماندہ طینت سے ہمارے شیعوں کے دل خلق کئے۔ اسی سبب سے اُن کے دل ہماری طرف مائل اور ہمارے مشتاق ہوتے ہیں، اور ہمارے قلوب اُن پر مہربان ہیں جیسے باپ اپنے فرزند پر مہربان

ترجمہ، جس طرح (منجملہ اور نعمتوں کے) ہم نے تم میں تمھیں میں سے ایک رسول بھیجے ہیں جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور تمہیں پاک بناتے اور کتاب (یعنی قرآن) اور دانائی سکھاتے ہیں، اور ایسی باتیں بتاتے ہیں، جو تم پہلے نہیں جانتے تھے (۱۵۱) سورۃ البقرۃ

ہوتا ہے۔ ہم ان کے لئے سب سے بہتر ہیں اور وہ ہمارے لئے۔ اور رسُول خدا ہمارے لئے تمام لوگوں سے بہتر ہیں، اور ہم آنحضرتؐ کے نزدیک ہر ایک سے بہتر ہیں۔ منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے محمدؐ و علیؑ اور ان کی ذریّت سے گیارہ اماموں کو اپنے نور عظمت سے پیدا کی تو وہ نورِ خدا کے پر تو میں اس کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے تھے اور عبادت کرتے تھے قبل اس کے کہ وہ خلق میں کسی کو پیدا کرے۔ (مؤلف فرماتے ہیں کہ اُن ذوات مقدسہ کے انوار کی خلقت کے بارے میں حدیثیں بہت ہیں جو کہ کتاب "امامت" اور "بحار" میں موجود ہیں)۔

اسی طرح کی ایک روایت حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ رُوح سو (۱۰۰) سال تک آدمؑ کے سر میں رہی۔ سو سال تک آدمؑ کے سینہ میں۔ سو سال تک پُشت میں۔ سو سال تک رانوں میں۔ سو سال تک پنڈلیوں میں اور سو سال تک پنجوں میں ٹھہری۔ پھر جب آدمؑ درست ہو کر کھڑے ہو گئے تو خدا نے ان کے سجدہ کا فرشتوں کو حکم دیا۔ لیکن ہم کو سجدہ کا حکم نہ تھا، وہ جمعہ بعد ظُہر کا وقت تھا۔ فرشتے عصر تک سجدہ میں مشغول رہے مگر ابلیس نے انکار کیا۔ اس وقت خدا نے اس سے فرمایا کہ تونے سجدہ کرنے سے تکبّر کیا یا بلند مرتبہ لوگوں میں سے تو بھی ہو گیا، یعنی اُن پانچ بزرگواروں میں سے جن کے نام سراپردۂ عرش میں تحریر ہیں۔ پھر آدمؑ نے اپنی پُشت کی جانب سے ایک آواز خدا کی تسبیح و تقدیس کی سُنی جو طائروں کی آواز کے مانند تھی تو پُوچھا پالنے والے یہ کیسی آواز ہے فرمایا کہ اے آدمؑ یہ محمدؐ عربی کی تسبیح کی آواز ہے جو بہترین اوّلین و آخرین ہیں۔ سعادت اُس کے لئے جو اُس کی اطاعت و پیروی کرے اور بدبختی اُس کی ہے جو ان کی مخالفت کرے۔ لہٰذا اے آدمؑ یہ میرا عہد لو اور اس کو عفیفہ عورتوں کی پاک و طاہر رحموں اور

ترجمہ، اور جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ان کو بھی اور (اے محمد ﷺ) تم کو بھی ہم نے حکم تاکیدی کیا ہے کہ خدا سے ڈرتے رہو اور اگر کفر کرو گے تو (سمجھ رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ اور خدا بے پروا اور سزاوار حمد و ثنا ہے ﴿۱۳۱﴾ سورة النساء

پاک مردوں کے پاکیزہ صلبوں کے سوا کسی اور جگہ مت سپرد کرنا۔ آدم نے عرض کی پالنے والے اس مولود کے سبب سے میری عزّت میرا حُسن و وقار تُو نے بڑھا دیا۔ پھر خدا نے آدمؑ کی طینت کے ایک حصّہ سے حوّا کو پیدا کیا اور آدمؑ نیند غالب کردی۔ جب آپ بیدار ہوئے تو حوّا کو اپنے سرہانے دیکھا۔ پوُچھا تم کون ہو؟ کہا میں حوّا ہوں۔ خدا نے مجھ کو تمہارے واسطے پیدا کیا ہے۔ وہ بولے کتنی پاکیزہ صورت ہے تمہاری۔ پھر خدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ یہ میری کنیز ہے اور تم میرے بندہ ہو۔ تم کو میں نے اُس مکان کے لئے پیدا کیا ہے جس کا نام بہشت ہے۔ لٰہذا مجھ کو ہر حیثیت سے پاک سمجھتے رہو اور میری حمد و ثنا کرتے رہو۔ اے آدمؑ مجھ سے حوّا کی خواستگاری کرو اور اس کا مہرادا کرو۔ عرض کی پالنے والے اس کا مہر کیا ہے فرمایا اس کا مہر یہ ہے کہ دس مرتبہ محمدؐ و آلِ محمد پر صلوٰۃ بھیجو۔ آدمؑ نے کہا پروردگار اس نعمت کے عوض جب تک زندہ رہوں گا تیرا شکر اور تیری حمد و ثنا کرتا رہوں گا۔ غرض خدا نے آدمؑ سے حوّا کو تزویج کیا۔ قاضی خود خالق تھا۔ عقد کرنے والے جبریلؑ تھے اور گواہ ملائکہ مقربین تھے، پھر فرشتے آدمؑ کی پُشت کی جانب کھڑے ہوئے۔ آدمؑ نے پوچھا معبود فرشتے میرے پیچھے کیوں کھڑے ہیں؟ خدا نے فرمایا اس لئے کہ نورِ محمدؐ کو دیکھیں جو تمہارے صلب میں ہے۔ عرض کی پالنے والے اس نوُر کو میرے صلب سے میرے سامنے قرار دے تاکہ فرشتے میرے سامنے کھڑے ہوں۔ غرض فرشتے ان کے سامنے صف بستہ کھڑے ہوئے۔ پھر آدمؑ نے خدا سے التجا کی کہ اس نوُر کو ایسی جگہ قرار دے کہ وہ بھی دیکھ سکیں۔ تو خدا نے اس نور کو اُن کی شہادت کی اُنگلی میں قائم فرمایا اور علیؑ کے نوُر کو درمیانی اُنگلی میں اور فاطمہؑ کے نوُر کو اُس کے بعد کی اُنگلی میں اس کے بعد نورِ حسنؑ کو سب سے چھوٹی اُنگلی میں،

ترجمہ، (جس طرح ہم اور پیغمبر بھیجتے رہے ہیں) اسی طرح (اے محمدؐ) ہم نے تم کو اس امت میں جس سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں بھیجا ہے تاکہ تم ان کو وہ (کتاب) جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے پڑھ کر سنا دو اور یہ لوگ رحمٰن کو نہیں مانتے۔ کہہ دو وہی تو میرا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ﴿۳۰﴾ سورۃ الرعد

اور نورِ حسینؑ کو انگوٹھے میں قرار دیا۔ بہر حال یہ انوار آفتاب کے مانند حضرت آدمؑ کی انگلیوں سے چمکتے رہے اور آسمان، زمین، عرش و کرسی، اور سراپردہ ہائے عظمت و جلال سب کے سب اُن سے روشن و منوّر ہوگئے۔ جب حضرت آدمؑ حضرت حوّا سے مقاربت کرنا چاہتے اُن کو وضو کرنے کا حکم دیتے اور خود بھی پاک و طاہر اور خوشبو سے معطّر ہوتے۔ اور کہتے تھے کہ خدا اس نور کو تمہیں روزی کرے گا اور یہ خدا کی امانت و میثاق ہے۔ غرض وہ نور آدمؑ کی انگلیوں میں رہا یہاں تک کہ حضرت حوّا کے پیٹ میں جناب شیثؑ آتے تو وہ نورِ حضرت حوّا کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔ اور فرشتے حوّا کو آکر مبارکباد دیا کرتے تھے۔ جب حضرت شیثؑ پیدا ہوئے، آنحضرت کا نور ان کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔ تو جبریلؑ نے ان کے اور حوّاؑ کے درمیان ایک پردہ لٹکا دیا اور ان کی آنکھوں سے پوشیدہ کر دیا۔ جب وہ بالغ ہوئے آدمؑ نے ان کو طلب فرما کر کہا اے فرزند نزدیک ہے کہ میں تم سے جُدا ہوں لہٰذا میرے پاس آؤ تا کہ میں تم سے عہد و پیمان لوں جس طرح خدا نے مجھ سے لیا تھا۔ پھر آدمؑ نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا، خدا نے اُن کا مطلب سمجھا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ تسبیح و تقدیس سے رُک جائیں اور اپنے پروں کو سمیٹ لیں۔ ساکنانِ بہشت اپنے بالاخانوں سے متوجّہ ہوئے۔ بہشت کے تمام دریا ساکن ہوگئے۔ نہریں جاری ہو گیئں اور پتیوں کی آوازیں اُٹھیں۔ غرض سب کے سب حضرت آدمؑ کی آواز سُننے کی جانب متوجہّ ہوئے۔ اور خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ اے آدمؑ کہو جو کہنا چاہتے ہو۔ تو آدمؑ نے کہا اے خدا اسے ہر نفس اور روشنی بخشنے والے آفتاب و ماہتاب کے خالق تو نے جس طرح چاہا مجھے پیدا کیا اور مجھے اُس نور مقدس کو سُپرد فرمایا جس سے میں نے برکتیں اور کرامتیں مشاہدہ کیں پھر وہ نور میرے فرزند

ترجمہ، اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی زبان کا فرمان نازل کیا ہے۔ اور اگر تم علم (ودانش) آنے کے بعد ان لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے چلوگے تو خدا کے سامنے کوئی نہ تمہارا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا ﴿۳۷﴾ اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم سے پہلے بھی پیغمبر بھیجے تھے۔ اور ان کو بیبیاں اور اولاد بھی دی تھی۔ اور کسی پیغمبر کے اختیار کی بات نہ تھی کہ خدا کے حکم کے بغیر کوئی نشانی لائے۔ ہر (حکم) قضا (کتاب میں) مرقوم ہے ﴿۳۸﴾ سورۃ الرعد

شیثؑ کی جانب منتقل ہوا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اس سے عہد و پیمان لوں جس طرح تو نے مجھ لے لیا تھا، اور اس پر تجھ کو گواہ کرتا ہوں۔ خدا کی جانب سے آواز آئی۔ کہ ہاں اے آدمؑ اپنے فرزند شیثؑ سے عہد لو اور جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور تمام فرشتوں کو گواہ قرار دو۔ پھر خدا نے جبرئیلؑ کو حکم دیا تو وہ ستّر ہزار فرشتوں کے ساتھ زمین پر آئے ہر ایک علم تسبیح ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے۔ اور جبرئیلؑ کے ہاتھوں میں پارچۂ حریر اور ایک قلم تھا جس کو خدا نے اپنی قدرت سے پیدا کیا تھا۔ پھر جبرئیلؑ نے آدمؑ کی طرف رُخ کیا اور کہا خدا آپؑ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اپنے فرزند کے لئے خلافت و نبوّت اور عہد کی ایک تحریر لکھئے اور اس پر جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور تمام فرشتوں کی گواہی لیجئے۔ غرض تحریر لکھی گئی اور جبرئیلؑ نے اُس پر مہر لگائی، اور حضرت شیثؑ کے سپرُد کیا۔ اور ان کو دو سرخ لباس پہنائے جن کا نوُر آفتاب سے زیادہ روشن اور آسمان کے رنگ سے زیادہ خوشگوار تھا۔ دونوں لباس نہ کاٹے گئے تھے نہ سیئے گئے تھے۔ بلکہ خدا نے فرمایا کہ ہو جا اور وہ تیار ہو گئے۔ غرض نورِ محمدیؐ ہر وقت جبین شیثؑ میں چمکتا رہا۔ انہوں نے ایک حوریہ محاولۂ بیضا کو تزویج کیا۔ جبرئیلؑ نے اُس حوریہ کا شیثؑ کے ساتھ عقد کیا۔ جب انہوں نے اُس کے ساتھ مقاربت کی تو انوش پیٹ میں آئے۔ اس وقت ایک منادی نے ندا کی کہ اے بیضا تجھ کو خوشی اور مبارک ہو کہ خدا نے بہترین اوّلین و آخرین اور سیّد الانبیاء کا نوُر تیرے سپُرد فرمایا۔ جب انوش پیدا ہوئے اور بالغ ہوئے شیثؑ نے عہد و پیمان ان کے سپُرد کیا اور نوُر محمدیؐ اُن کے فرزند قینان کی جانب منتقل ہوا۔ اُن سے مہلائیل کی طرف اُن کے سپُرد کیا اور نوُر محمدیؐ اُن کے فرزند قینان کی جانب منتقل ہوا۔ اُن سے مہلائیل کی طرف اُن سے بازو کی جانب اُن سے اخنوخ کی طرف منتقل ہوا جن کو ادریسؑ بھی کہتے ہیں، اور ادریسؑ سے متوتسلخ کے پاس پہنچا۔ ادریسؑ نے ان

ترجمہ، تو تم اپنے پروردگار کی تسبیح کہتے اور (اس کی) خوبیاں بیان کرتے رہو اور سجدہ کرنے والوں میں داخل رہو ﴿۹۸﴾ اور اپنے پروردگار کی عبادت کئے جاؤ یہاں تک کہ تمہاری موت (کا وقت) آجائے ﴿۹۹﴾ سورۃ الحجر

سے عہد واقرار لیا۔ ان سے ملک کی جانب اور اُن سے حضرت نوحؑ کی طرف منتقل ہوا۔ نوحؑ سے سام۔ سام سے اُن کے فرزند ارفحشد اور اُن سے اُن کے بیٹے عابر اور اُن سے قالع اُن سے ادغواُن سے شارغ اُن سے ناخور اور اُن سے تارخ کی جانب پھر اُن سے حضرت ابراہیمؑ کی جانب منتقل ہوا۔ ان سے حضرت اسمٰعیلؑ، پھر اُن سے قیدار، اور اُن سے ہمیسع اُن سے بنت اُن بنت اُن سے سحب ان سے اود، اُن سے عدنان، اُن سے معد، اُن سے نزار، ان سے مغیر، ان سے الیاسؑ، ان سے مدرکہ، ان سے خزیمہ، ان سے کنانہ اور ان سے قصّے، ان سے لوی، ان سے غالب، ان سے فہر، ان سے عبد مناف اور اُن سے جناب ہاشم کی جانب منتقل ہوا جن کو عمرو العلا کہتے تھے۔ آنحضرت صلعم کا نوُر اُن سے ساطع تھا اس حد تک کہ جب وہ مسجد الحرام میں داخل ہوتے تھے۔ کعبہ اُن کے نوُر سے روشن ہو جاتا تھا۔ اور ہمیشہ آپ کے چہرہ اقدس سے روشنی آسمان کی جانب بلند ہوتی تھی۔ جب آپؐ کی والدہ ماجدہ عاتکہ پیدا ہوئیں۔ ان کے دونوں طرف دو گیسو تھے جس طرح حضرت اسمٰعیلؑ کے تھے۔ جن سے نوُر آسمان کی طرف بلند ہوتا تھا۔ اہل مکّہ ان کا یہ حال دیکھ کر تعجّب کرتے تھے۔ ہر طرف سے عرب کے قبیلے مکّہ میں آنے لگے۔ کاہن سب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ بتوّں کی زبانوں پر حضرتؐ کی فضیلت جاری ہوگئی۔ حضرت ہاشمؑ جس پتھر اور سنگریزے کی طرف سے گزرتے تھے وہ بقدرت الٰہی گویا ہو کر ندا دیتے کہ اے ہاشم آپ کو خوشخبری ہو کہ آپؐ کی اولاد میں بہت جلد ایک فرزند ہوگا جو خدا کے نزدیک بہت بلند مرتبہ اور مخلوق کے نزدیک نہایت عزّت والا ہوگا یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو خاتم المرسلین ہیں۔ حضرت ہاشمؑ اگر تاریکی میں گذرتے تھے تو آپؐ کے نوُر سے ہر طرف روشنی ہو جاتی تھی۔ جب عبد مناف کی وفات کا وقت آیا انہوں نے جناب ہاشم سے عہد وپیمان لیا کہ حضرت رسالتمآبؐ کا نوُر سوائے زن مُسلمہ وصالحہ ونجیبہ کے رحم کے کہیں اور سپرُد نہ کریں۔ ہاشمؑ نے اقرار کیا۔ اُس وقت کے بادشاہ آرزو اور تمنّا کرتے تھے کہ

ترجمہ، اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم سے نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے۔ اور عہد بھی اُن سے پکا لیا (۷) سورۃ الاحزاب

اپنی لڑکی حضرت ہاشمؑ کے نکاح میں دیں۔ اور کثیر مال اُن کے لئے بھیجتے تھے کہ شاید وہ اُن سے رشتہ کرنے پر راضی ہو جائیں۔ ہاشمؑ ہر روز کعبہ کے پاس آتے تھے۔ سات مرتبہ طواف کرتے تھے اور کعبہ کے پردہ سے لپٹ جایا کرتے تھے۔ جو شخص اُن کے پاس آتا اُن کی عزّت کرتا۔ وہ برہنہ لوگوں کو کپڑے پہناتے، بھُوکوں کو کھانا کھلاتے، اور پریشان حال لوگوں کی حاجتیں برلاتے، قرض داروں کے قرض ادا کرتے، جس شخص پر کوئی دیت ہوتی وہ خود ادا کرتے تھے۔ اُن کا دروازہ کسی آنے والے کے لئے بند نہ ہوتا۔ اگر کبھی ولیمہ کرتے یا لوگوں کو کھانا کھلاتے تو اس قدر کافی انتظام کرتے کہ لوگ اپنے جانوروں اور طائروں کے لئے لے جاتے۔ اس طرح آپ کے لطف و کرم کا شہرہ تمام عالم میں ہو گیا اور اہل مکّہ کی بادشاہی آپ کے لئے مسّلم ہو گئی۔ کعبہ کی کُنجیاں، حاجیوں کو کھانا کھلانا، چاہ زمزم، کعبہ کی تولیت، حاجیوں کی مہمانداری اور تمام امور مکّہ آپ سے متعلّق ہو گئے۔ نزار کا علم، اسمٰعیلؑ کی کمان، ابراہیمؑ کا پیراہن، شیثؑ کی نعلین اور نوحؑ کی انگشتری آپ کو میراث میں ملی۔ وہ حاجیوں کو گرامی رکھتے تھے اور ان کی حاجتیں پُوری کرتے تھے۔ جب ذی الحجہ کا چاند طلوع ہوتا لوگوں کو جمع کر کے خُطبہ پڑھتے اور فرماتے کہ لوگو! تم کو خدا کی جانب سے امان ہے تم اس کے گھر کے ہمسایہ ہو۔ اس موسم میں خانۂ خدا کی زیارت کے لئے لوگ آتے ہیں۔ وہ خدا کے مہمان ہوتے ہیں اور مہمان دوسروں کی بہ نسبت عزّت کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ خدا نے تم کو اس کرامت و بزرگی سے مخصوص فرمایا ہے۔ عنقریب دُور دُور مقامات سے ہر درہ اور عمیق جگہوں سے حاجی آتے ہوں گے جن کے بال بکھرے ہوں گے اُن کے جسم غبار

ترجمہ، اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر (اس کا یہ حال تھا کہ) جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اس کی آرزو میں (وسوسہ) ڈال دیتا تھا۔ تو جو (وسوسہ) شیطان ڈالتا ہے خدا اس کو دور کر دیتا ہے۔ پھر خدا اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ اور خدا علم والا اور حکمت والا ہے ﴿۵۲﴾ غرض (اس سے) یہ ہے کہ جو (وسوسہ) شیطان ڈالتا ہے اس کو ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں ذریعہ آزمائش ٹھہرائے۔ بے شک ظالم پرلے درجے کی مخالفت میں ہیں ﴿۵۳﴾ سورۃ الحج

سے بھرے ہوں گے۔ تو اُن کی مہمانی کرو ان کی ہر طرح امداد کے لئے تیار رہو، تاکہ خدا تم کو دوست رکھے۔ حضرت ہاشمؑ کی ان نصیحتوں کے سبب اکابر قریش ان کاموں کے لئے بڑی بڑی رقمیں حاضر کرتے۔ حضرتؑ چمڑے کی حوض نصب کرتے جن کو حاجیوں کے پینے کے لئے آبِ زمزم سے بھر دیا کرتے تھے۔ ساتویں ذی الحجہ سے اُن کی ضیافت شروع کرنے اور ان کے لئے کھانا منٰی و عرفات میں پہنچایا کرتے تھے۔

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آبائے عظام واجداد کرام کے حالات:

ایک سال مکّہ میں قحط پڑا، لوگوں کے پاس حاجیوں پر صرف کرنے کے لئے کچھ نہ تھا۔ جناب ہاشمؑ کے پاس چند اُونٹ تھے جن کو آپؑ نے شام بھیج کر فروخت کرا دیا اور ان کی تمام قیمت حاجیوں کی ضیافت میں صرف کر دی اور ایک وقت کا کھانا اپنے واسطے نہ رکھا۔ اس سبب سے آپؑ کے کرم کا شہرہ اطراف عالم میں ہو گیا اور آپ کی سخاوت کا چرچا ہر طرف پھیل گیا۔ جب آپؑ کی جوانمردی و سخاوت کا حال نجاشی بادشاہِ حبش اور قیصر بادشاہِ رُوم نے سُنا آپؑ کی خدمت میں نامۂ تہنیت لکھا اور آپ کے پاس ہدیئے روانہ کئے اور استدعا کی کہ ان کی لڑکیوں سے عقد کرلیں۔ شائد نورِ محمدؐی ان کی جانب منتقل ہو جائے۔ اس لئے کہ کاہنوں، راہبوں اور ان کے عالموں نے ان کو خبر دی تھی کہ یہ نور جو حضرت ہاشمؑ کی جبین مبارک میں ہے نورِ خاتم المرسلینؐ ہے۔ لیکن حضرت ہاشمؑ نے قبول نہیں فرمایا، اور اپنی قوم کی ایک نجیب عورت سے عقد کر لیا۔ جس سے لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکوں کے نام اسد، مضر، عمرو، اور صیفی تھے اور لڑکیوں کے نام صعصعہ، رقیہ۔ خلاوہ۔ اور شعشا تھے۔ لیکن آنحضرتؐ کا نور اقدس آپ کی جبین انور میں

ترجمہ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہے ﴿۴۰﴾ الأحزاب

بدستور چمکتا رہا اس لئے بہت رنجیدہ تھے۔ ایک رات خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اسی حال میں خدا سے بتضرع وزاوی دُعا کی کہ ان کو جلد ایک فرزند عطا فرمائے جو نورِ حضرت رسالتمآبؐ حامل ہو۔ اُسی حال میں ان کو نیند آ گئی۔ انہوں نے خواب میں ایک ہاتف کی آواز سُنی کہ سلمیٰ دُختر عمرو کی جو طاہرہ و مطہرہ اور گناہوں سے پاک و مبرّا ہے خواستگاری کرو اور مہر گراں اس کو دو۔ عورتوں میں اس کے مثل نہیں ہے۔ اس سے جو فرزند تمہارا ہو گا وہ نورِ سیدؐ الانبیا کا حامل ہو گا۔ جناب ہاشم بیدار ہوئے اور اپنے چچا کے لڑکوں اور اپنے بھائی مطلب کو جمع کیا، اور اپنا خواب اُن سے بیان کیا۔ اُن کے بھائی مطلب نے کہا اے بھائی وہ عورت جس کا نام آپ نے بتایا وہ قبیلۂ بنی نجّار کی ہے اور اپنی قوم میں عفت، نجابت اور کمال حُسن و جمال میں مشہور و معروف ہے۔ اس کے قبیلہ والے بھی اہل کرم، مہمان نواز اور صاحبانِ عفت ہیں۔ لیکن آپ اُن سے نسب و شرافت میں افضل ہیں۔ اور تمام بادشاہ آپ سے رشتہ کی تمنّا رکھتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کا ارادہ یہی ہے تو اجازت دیجئے تاکہ ہم چل کر آپ کے لئے اس کی خواستگاری کریں۔ ہاشمؑ نے کہا کہ حاجت جس کی ہوتی ہے اسی کی کوشش سے پوری ہوا کرتی ہے۔ میرا خود ارادہ ہے کہ شام کی طرف تجارت کے لئے جاؤں اور راستہ میں اس کی خواستگاری کروں۔ پھر آپ نے سامان سفر تیار کیا اور اپنے بھائی مطلب اور اپنے چچا کے لڑکوں کو لے کر مدینہ طیبّہ کی جانب متوجّہ ہوئے کیونکہ قبیلۂ بنی نجّار وہیں رہتا تھا۔ جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے نورِ محمدیؐ نے جو آپ کی جبین اقدس سے لامع تھا۔ تمام مدینہ کو منوّر کر دیا، اور اس کے عکس نے مدینہ کے تمام گھروں کو روشن کر دیا۔ یہ دیکھ کر تمام اہل مدینہ خود آپ کی طرف بڑھے اور پُوچھا آپ کون ہیں کہ حُسن و جمال میں آپ سے بہتر ہم نے کسی کو نہیں

ترجمہ، (اے اہل مکہ) جس طرح ہم نے فرعون کے پاس (موسیٰ کو) پیغمبر (بنا کر) بھیجا تھا (اسی طرح) تمہارے پاس بھی (محمدؐ) رسول بھیجے ہیں جو تمہارے مقابلے میں گواہ ہوں گے ﴿۱۵﴾ سو فرعون نے پیغمبر کا کہنا نہ مانا تو ہم نے اس کو بڑے وبال میں پکڑ لیا ﴿۱۶﴾ اگر تم بھی (ان پیغمبروں کو) نہ مانو گے تو اس دن سے کیونکر بچو گے جو بچّوں کو بوڑھا کر دے گا ﴿۱۷﴾ سورۃ المزمل

دیکھا تھا، خاص کر اس صاحب نور کو جس کی شعاعوں نے تمام دُنیا کو منّور کر رکھا ہے۔ مطلبؑ نے فرمایا کہ ہم خانۂ خدا کے رہنے والے اور ساکنانِ حرم معبود ہیں۔ ہم فرزندانِ لوی بن غالب ہیں اور یہ ہمارا بھائی ہاشم بن عبد مناف ہے۔ ہم اس کے لئے خواستگاری کے واسطے تمہارے پاس آئے ہیں۔ تم لوگ جانتے ہو کہ میرے اس بھائی سے رشتہ کی خواہش اطراف و جوانب کے تمام بادشاہوں نے کی، لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اور خود رغبت کی ہے کہ سلمٰی کو تم سے طلب کرے۔ سلمٰی کے والد بزرگوار بھی اس مجمع میں موجود تھے انہوں نے جواب دینے میں سبقت کی اور کہا آپ لوگ صاحبانِ شرافت و عزّت، فخر و شرف، سخاوت و فتوت اور صاحبان جود و کرم ہیں۔ اور وہ عفیفہ جس کی آپ خواستگاری کرنا چاہتے ہیں میری دُختر ہے وہ خود اپنے نفس کی مالک و مختار ہے۔ کل وہ قبیلہ کے شرفا کی عورتوں کے ساتھ بنی قینناع میں گئی ہے۔ اگر آپ لوگ یہاں قیام فرمائیں تو آپ کی عنایت و نوازش ہوگی۔ اگر اسی طرف چلنا چاہیں تو آپ کو اختیار ہے۔ اب فرمائیے کہ آپ میں سے کون صاحب اس کی خواستگاری کرنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ اس کے خواستگار یہ ہیں جن کے چہرہ سے نور ساطع ہے اور شعاع ظاہر ہے۔ یہ چراغ بیت اللہ الحرام ہیں اور تاریکیوں کے روشن کرنے والے مصباح۔ اور صاحب جود و کرم۔ یہ ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ پدرِ سلمٰی نے کہا بہت بہتر بہت مناسب۔ ان کی توجہّ سے ہم کو بلند مرتبہ حاصل ہوا اور ہمارا سر اوج رفعت پر پہنچ گیا۔ ہم کو ان کی طرف اُس سے زیادہ رغبت ہے جس قدر ان کو ہماری طرف ہے لیکن وہ اپنی آپ مالک ہے ہم آپ کے ساتھ اُس کے پاس چلیں گے۔ لیکن اے بہترین زوار اور اے قبیلۂ نزار ابھی تو آپ قیام کیجئے۔ غرض ان لوگوں کو نہایت عزّت و احترام کے ساتھ ٹھہرایا، اور طرح طرح کی ضیافتوں اور مہمانوازیوں سے ممتاز کیا۔ اُونٹ ذبح کئے اور اُن کے لئے متعدد خوان تیار کئے اور تمام اہل مدینہ، قبیلہ اوس و خزرج کے لوگ حضرت ہاشمؑ کے نور و جمال

ترجمہ، یہ خدا کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو سچائی کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں (اور اے محمد ﷺ) تم بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہو ﴿۲۵۲﴾ سورۃ البقرۃ

کے مشاہدہ کیلئے آنے لگے۔ علمائے یہود کی نظر جب اُس نورُ پر پڑی تواُن کی نگاہوں میں دُنیا تاریک ہو گئی، کیونکہ توریت میں اُنہوں نے پڑھا تھا کہ یہ نورُ پیغمبر ؐ آخرالزمان کی علامت ہے۔ تو وہ اس کو دیکھ کر ملول و گریاں ہوئے ان کے عوام نے اُن سے دریافت کیا کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے۔ وہ بولے کہ اس شخص کی علامت ہے جو بہت جلد ظاہر ہو گا اور (اپنے مخالفین کا) خون بہائے گا۔ فرشتے لڑائیوں میں اس کی مدد کریں گے۔ تمہاری کتابوں میں اس کا نام ماحی ہے اور یہ اُسی کا نُور ظاہر ہو رہا ہے۔ تمام یہودی یہ سُنکر گریاں ہوئے اور سب کے سینوں میں ہاشمؑ کی طرف سے کینہ بھر گیا۔ اُسی روز سے آنحضرتؐ کے نورُ کو گل ُکرنے کا ارادہ کر لیا۔ دوسرے روز صبح ہوتے ہی ہاشمؑ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا، کہ فاخرہ لباس پہنیں، اپنے سروں پر خود رکھیں، زرہ سینوں پر باندھیں، اور علم نزار بلند کریں۔ اس کے بعد ان لوگوں نے حضرت ہاشمؑ کو اپنے گھیرے میں لیا جس طرح ستاروں کے درمیان چاند ہوتا ہے۔ غلام آگے تھے اور ان کے متابعت کرنے والے ان کے پیچھے روانہ ہوئے۔ اس شان سے بنی قینّاع کی طرف چلے۔ سلمٰی کے پدر بزرگوار اپنی قوم کے بڑے بڑے لوگوں اور یہودیوں کی ایک جماعت کے ساتھ انکی خدمت میں ہمراہ ہوئے۔ جب وہ بازار کے قریب پہنچے وہاں شہر، اور دیہات کے لوگ دُور و نزدیک سے آئے ہوئے تھے وہ سب اپنے اپنے کام چھوڑ کر حضرت ہاشمؑ کے نورُ جمال کے دیکھنے میں محو ہو گئے۔ لوگ ہر طرف سے اُن کی جانب دوڑے۔ سلمٰی بھی اُنہی کے درمیان کھڑی ہوئی۔ حضرت ہاشمؑ کے جمال مبارک کو دیکھ رہی تھیں۔ اسی اثنا میں ان کے باپ ان کے پاس آئے اور کہا کہ میں تم کو اس امر کی خوشخبری دیتا ہوں جو تمہارے لئے مسرّت و شادمانی اور فخر و عزّت کا باعث ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟ ان

ترجمہ، (اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے ﴿۳۱﴾ کہہ دو کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر نہ مانیں تو خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا ﴿۳۲﴾

سورۃ آل عمران

کے والد نے کہا اے سلمٰی یہ آفتاب اوجِ عزّت اور ماہِ بُرج کرامت و رفعت جس کو تم دیکھتی ہو، تمہاری خواستگاری کے لئے آیا ہے، اور اطراف عالم میں کرم و سخاوت اور عفت و کفایت میں مشہور ہے۔ جناب سلمٰی نے یہ سُنکر انتہائی حیا کے سبب سر جُھکا لیا۔ ان کے باپ نے ان کی خاموشی سے ان کی رضا و خوشنودی کو سمجھ لیا۔ اِدھر جناب ہاشمؑ نے سُرخ ریشمی خیمہ ایک طرف نصب کرایا، اور اس کے گرد قناتیں لگائیں۔ اور اس میں جلوہ افروز ہوئے۔ بازار والے ہر طرف نصب کرایا، اور اس کے گرد قناتیں لگائیں۔ اور اس میں جلوہ افروز ہوئے۔ بازار والے ہر طرف سے اُن کے پاس حالات دریافت کرنے کے لئے جمع ہوئے اور حقیقت معلوم ہونے کے بعد اُن کے سینوں کی بھٹی میں حسد کی آگ مشتعل ہوئی کیونکہ سلمٰے حُسن و جمال، عفت و آداب اور حُسن واخلاق میں یکتائے زمانہ تھیں۔ اُسی وقت شیطان ملعُون ایک مرد پیر کی صورت میں سلمٰے کے پاس آیا اور بولا میں ہاشم کے ہمراہیوں میں سے ہوں اور تمہاری نصیحت و خیر خواہی کے واسطے آیا ہوں۔ یہ شخص اگرچہ حُسن و جمال میں بہت زیادہ ہے لیکن عورتوں سے بہت کم رغبت رکھتا ہے۔ اور جس عورت سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اس کو دو مہینے سے زیادہ اپنے ساتھ نہیں رکھتا۔ بہت سی عورتوں نے نکاح کیا اور طلاق دے دی۔ اس میں بہادری اور شجاعت تو نام کو نہیں۔ نہایت بُزدل اور ڈرنے والا آدمی ہے۔ سلمٰے نے کہا اگر یہ صحیح ہے جو تم کہتے ہو، تو اگر خیبر کے قلعوں کو میرے واسطے سونے اور چاندی سے بھر دیا جائے تب بھی میں اس کی جانب رُخ نہ کروں گی۔ یہ سُنکر ابلیس ملعُون کو ڈھارس ہوئی۔ پھر ہاشمؑ کے ساتھیوں میں سے ایک دوسرے شخص کی صورت میں سلمٰے کے پاس آیا اور اسی طرح کی بیہودہ جھوٹی باتیں کیں۔ پھر تیسری مرتبہ ایک

ترجمہ، مومنو! خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں خدا اور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے ﴿۵۹﴾ سورۃ النساء

تیسرے شخص کی صورت میں آکر ایسا ہی بیان کیا۔ جب سلمٰے کے والد آئے تو سلمٰے کو رنجیدہ اور ملول دیکھا۔ پوُچھا کیوں غمگیں ہو یہ وقت تو سرور و شادمانی کا ہے کہ تم کو ابدی عزّت و کرامت میّسر ہوئی ہے۔ سلمٰے نے کہا، باباجان آپ مجھ کو ایسے شخص سے تزویج کرنا چاہتے ہیں جو عورتوں کی جانب رغبت نہیں رکھتا، بہت طلاق دیا کرتا ہے اور جنگ میں بزُدلی ظاہر کرتا ہے۔ یہ سُنکر وہ بہت ہنسے اور بولے اے سلمٰے یہ شخص ہر گزان صفات سے متصف نہیں جو تم بیان کرتی ہو۔ اس کے جُود و کرم کی تو لوگ مثال دیا کرتے ہیں اس کو مہانوں کی ضیافت کی زیادتی کے سبب ہاشمؑ کہتے ہیں ۔اس نے ہر گز کسی عورت کو طلاق نہیں دی ہے۔ وُہ شجاعت و بہادرِی میں تو مشہور زمانہ ہے۔ خوش مزاجی اور شیریں کلامی میں اس کا کوئی نظیر نہیں۔ جس نے تم سے اس کی مذّمت کی ہے وہ یقیناً شیطان ہے۔ غرض دوسرے روز سلمٰے نے جو ہاشمؑ کو دیکھا اُس نورُ کی محبّت میں جو اُن کے جبین مُبارک میں درخشاں تھا، بےتاب ہو گیئں۔ اور ان کے پاس ایک پیغامبر کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ کل آپ میری خواستگاری کیجئے۔ اور جس قدر مہر آپ سے میرے اعزا طلب کریں آپ انکار نہ کیجئے گا۔ میں اپنے مال سے اس میں آپ کی مدد کروں گی۔

دوسرے دن جناب ہاشمؑ اپنے اصحاب کے ہمراہ پدرِ سلمٰے کے خیمہ میں آئے۔ ہاشمؑ اور مطلب اور اُن کے چچازاد بھائی سب صدر خیمہ میں بیٹھے۔ تمام اہل مجلس حیرت سے ہاشمؑ کے حسُن و جمال کو دیکھنے میں محو تھے کہ مطلب نے گفتگو شروع کی۔ اور کہا اے صاحبانِ عزّت و کرامت و فضل و نعمت ہم اہل بیت اللہ الحرام اور صاحبان مشاعر عظام ہیں۔ لوگوں کے گروہ در گروہ ہماری طرف آیا کرتے ہیں۔ آپ لوگ خود بھی ہماری قدر و منزلت جانتے ہیں۔ اور آپ لوگوں پر نورُ درخشندۂ محمدؐی ظاہر ہے جس کو خدا نے ہم سے مخصوص فرمایا ہے۔ ہم فرزندانِ لوی

ترجمہ، یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں ہمیں خوب معلوم ہے اور تم ان پر زبردستی کرنے والے نہیں ہو۔ پس جو ہمارے (عذاب کی) وعید سے ڈرے اس کو قرآن سے نصیحت کرتے رہو ﴿۴۵﴾ سورۃ ق

بن غالب ہیں اور وہ نورُ آدمؑ سے منتقل ہوتا ہوا ہمارے باپ عبد مناف تک پہنچا اور اُن سے میرے بھائی ہاشمؑ کی جانب منتقل ہوا ہے۔ اور اب خداوند عالم نے اُس نعمت کو تمہاری طرف بھیجا ہے۔ اب ہم اُس فرزند گرامی کے لئے تمہارے پاس خواستگاری کے واسطے آئے ہیں۔ اس کلام کے جواب میں عمرو پدر سلمٰے نے کہا آپ لوگوں کے لئے تحیّت و اکرام و اجابت و اعظام ہے۔ ہم نے آپ کا خطبہ قبول کیا اور آپ کی دعوت منظور کی۔ لیکن ہم اپنی قدیم رسم یعنی زیادتی، مہر پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہیں اس امرِ عظیم کے لئے جس کے آپ خواہشمند ہیں۔ اگر ہم میں پہلے سے یہ رواج نہ ہوتا تو میں اس کا اظہار نہ کرتا۔ جناب مطلب نے فرمایا ہم سو اونٹ جن کی آنکھیں سیاہ اور بال سرُخ ہیں مہر میں دیتے ہیں۔ اُسی مجمع میں ابلیس بھی تھا پدر سلمٰے کے پاس آیا اور رو کر کہنے لگا کہ مہر اور زیادہ ہونا چاہیے۔ تو سلمٰی کے باپ نے کہا اے بزرگوار و آپ کے نزدیک ہماری لڑکی کی اتنی ہی قدر و منزلت ہے۔ مطلب نے کہا ہزار مثقال سونا اور اضافہ کرتا ہوں۔ شیطان نے پھر زیادتی مہر کے لئے پدر سلمٰی کو اشارہ کیا۔ انہوں نے کہا اے جوان ہمارے مقابلہ میں یہ بھی کم ہے۔ مطلب نے فرمایا اچھا ایک خروار عنبر، دس جائمہ سفید مصری اور دس جائمہ عراق اور اضافہ کرتا ہوں۔ شیطان نے پھر اشارہ کیا۔ پدر سلمٰے نے کہا آپ نے احسان فرمایا اور اب نزدیک ہو چکے ہیں کچھ اور کرامت فرمائیے۔ مطلب نے کہا پانچ کنیزیں خدمت کے لئے بھی حاضر کرتا ہوں۔ شیطان نے پھر مہر کی زیادتی کے لئے کہا۔ سلمٰے کے والد نے کہا آپ جو کچھ دیں گے وہ سب آپ ہی کے پاس واپس جائے گا۔ مطلب نے کہا دس اوقیہ مشک اور پانچ قدح کافور بھی اضافہ کیا، اب راضی ہوئے؟ شیطان نے پھر وسوسہ ڈالنا چاہا تو سلمٰے کے پدر نے ڈانٹ کر کہا اے بڈھے دُور ہو تو نے مجھے اس مجلس میں شرمندہ کیا۔ مطلب نے بھی اس کو ملامت کی اور خیمہ سے نکال دیا۔ اُسی

ترجمہ، اور جو شخص سیدھا رستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالف کرے اور مومنوں کے رستے کے سوا اور رستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے ﴿۱۱۵﴾

کے ساتھ یہودی بھی مغموم و محزون باہر چلے گئے۔اس کے بعد سلمٰی کے باپ سے یہودیوں کے سردار نے کہا کہ وہ (ابلیس) مردِ پیر شام و عراق کے عقلمندوں میں سے ہے کیوں اس کے مشورہ پر تم نے عمل نہ کیا اور ہم راضی نہیں ہیں کہ اپنی لڑکی کو ایسے مفلس کو دیں جس کے مانند ہمارے ملک میں نہ ہوگا۔ یہ سُنتے ہی چار سو یہودیوں نے جو وہاں موجود تھے تلواریں کھینچ کر کھڑے ہو گئے۔ اُدھر حرم کے سرداروں نے بھی (جناب ہاشم کی ہمراہی میں) جو چالیس اشخاص تھے، تلواریں نکال لیں۔ مطلب نے یہودیوں کے سردار پر حملہ کیا اور ہاشم نے ابلیس لعین پر۔ وہ بھاگا۔ لیکن ہاشمؑ نے پکڑ لیا اور اٹھا کر بلند کیا، پھر زمین پر پٹکا۔ اور حضرت رسالتمآبؐ کا نُور اُس پر چمکا تو اس نے ایک نعرہ مارا، اور تیز ہوا کے مانند ہاشمؑ کے ہاتھ سے نکل گیا۔ پھر مطلب کو دیکھا، انہوں نے یہودیوں کے سردار کو دو ٹکڑے کر دیا تھا۔ پھر ہاشمؑ اور ان کے ساتھیوں نے بہت سے یہودیوں کو قتل کیا۔ مدینہ میں یہ خبر پہنچی تو عورتیں اور مرد سب اس طرف دوڑے۔ جب ستر یہودی قتل ہو چکے تو باقی ماندہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت سرورِ کائناتؐ کے بارے میں ان کی عداوت اور زیادہ مضبوط ہو گئی۔ ہاشمؑ نے کہا میرے خواب کی تعبیر ظاہر ہو گئی۔ پدر سلمٰی نے کہا بس اب ان کو جانے دیجیے اور شادی کو رنج واندوہ سے تبدیل نہ کیجیے۔ یہ سُنکر ہاشمؑ اپنے خیمہ میں واپس گئے اور ولیمہ کا انتظام کیا اور تمام حاضرین کو کھانا کھلایا۔ سلمٰی کے والد سلمٰی کے پاس آئے اور کہا دیکھا تم نے ملامت کی پرواہ نہ کیجیے۔ غرض سلمٰی کے والد سادات مکّہ کے پاس آئے اور کہا اے بُزرگوارانِ حرم خدا را رنج و کدورت دل سے دُور کیجیے، میری لڑکی آپ کی خدمت میں ہدیہ ہے۔ مجھے ہاشم کی شجاعت۔ اگر میں اُن سے التماس نہ کرتا تو یہودیوں میں سے کوئی زندہ نہ رہتا۔ سلمٰی نے عرض کی، بابا جان جس امر میں میری بھلائی دیکھیے اُس کو عمل میں لایئے۔ اور کینوں کی اور کوئی خواہش و آرزو (مہر و مال کی) نہیں ہے۔ مطلب نے کہا ہم نے جو کہہ دیا اُس پر اور زیادہ کر کے

ترجمہ، کہہ دو کہ جس (دن) کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے میں نہیں جانتا کہ وہ (عن) قریب (آنے والا ہے) یا میرے پروردگار نے اس کی مدت دراز کر دی ہے ﴿۲۵﴾ سورۃ الجن

دیں گے۔اور ہاشم سے کہا کیوں بھائی جو کچھ میں نے (مہر کے بارے میں) کہہ دیا ہے آپ اُس پر راضی ہیں؟ کہا ہاں، پھر ایک دوسرے سے مصافحہ کیا، اور سلمٰی کے والد نے ہاشم و مطلب پر اور ان کے تمام ہمراہیوں پر مال کثیر اور عنبر و مشک و کافور نثار کیا۔ پھر سب لوگ وہاں سے مع سامان و اسباب مدینہ میں آئے۔ وہاں اُس بہترین عبد مناف کا اس گوہر صدف کرامت کے ساتھ رفاف ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد سلمٰی کو جب ہاشمؑ کے اخلاق پسندیدہ سے پوری واقفیت ہو گئی تو جو کچھ مہر میں ہاشمؑ سے حاصل ہوا تھا۔ ان کو کچھ اضافہ کے ساتھ واپس کر دیا۔ اُسی شب نطفہ پاک عبدالمطلب کا گوہر شاہوار صدف طاہرہ سلمٰی میں قرار پایا، اور نورِ محمدیؐ سلمٰی کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔ تمام مدینہ والے سلمٰی کو اس کرامتِ عظمٰی پر مبارکباد دیتے تھے۔ اس نور روشن و منّور سے سلمٰی کا حُسن و جمال زیادہ سے زیادہ ہو گیا۔ مدینہ کی عورتیں اُن کے حُسن کو دیکھنے آتیں اور اُن کے نور و ضیا کو دیکھ کر حیران رہ جاتیں۔ وہ جس سنگریزے اور پتھر کی طرف سے گزرتیں سب اُن پر سلام کرتے اور مبارکباد دیتے۔ اور اکثر و بیشتر وہ اپنی داہنی جانب سے "السلام علیک یا خیر البشر" کی آواز سُنتیں۔ اور یہ تعجب خیز باتیں ہاشمؑ سے بیان کرتیں، لیکن اپنی قوم سے پوشیدہ رکھتیں۔

ایک رات جناب سلمٰی نے ایک منادی کی آواز سُنی جو اُن سے کہہ رہا تھا کہ تم کو خوشخبری ہو کہ خدا نے تم کو ایسا فرزند روزی کیا ہے جو تمام شہروں اور دیہاتوں کے لوگوں سے بہتر ہے۔ اس کے بعد سلمٰی نے ہاشمؑ کو اپنی قربت کا موقع نہ دیا۔ ہاشمؑ اس کے بعد چند روز تک مدینہ میں اور مقیم رہے پھر اُن سے رخصت ہوئے اور کہا اے سلمٰی میں نے وہ امانت تمہارے سُپرد کی ہے جس کو حق تعالٰی نے آدمؑ کو سُپرد فرمایا تھا اور آدمؑ نے شیثؑ کو سُپرد کیا۔ اسی طرح اکابرِ دین

ترجمہ، (اے محمد ﷺ) تم ان لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہو بلکہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے۔ اور (مومنو) تم جو مال خرچ کرو گے تو اس کا فائدہ تمہیں کو ہے اور تم جو خرچ کرو گے خدا کی خوشنودی کے لئے کرو گے۔ اور جو مال تم خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دے دیا جائے گا اور تمہارا کچھ نقصان نہیں کیا جائے گا، ﴿۲۷۲﴾ سورۃ البقرۃ

ایک دوسرے کو سُپرد کرتے چلے آئے یہاںتک کہ یہ نوُر بزرگ ہم کو ملا جس سے ہمارا شرف زیادہ ہوگیااور بحکمِ خدااَب میں نے اس نور کو تمہارے سپرُد کر دیاہے اور تم سے عہد وپیمان لینا چاہتاہوں کہ اس کی حفاظت ونگرانی کرنا۔اگر میری غیر موجودگی میں اس کا ظہور ہو تواس کواپنی آنکھ سے زیادہ پیارااوراپنی جان سے زیادہ عزیز رکھنا۔اور جہاں تک ممکن ہولوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنا کیونکہ اس سے حسد کرنے والے اور دشمن بہت ہیں۔خاص کر یہودی جن کی عداوت پہلے ہی سے ظاہر ہے۔اور اگراس سفر سے میں واپس نہ آؤں اور میری وفات کی خبر تم کو پہنچے، تو اس کی محافظت اور ناز برداری میں کسی طرح کی کمی نہ کرنا۔جب وہ سن شباب کو پہنچے اس کو حرِم خدامیں واپس بھیج دینااوراس کے چچاؤں سے دُور نہ رکھنا کیونکہ حرِم خداہماری عزّت ونصرت کی جگہ ہے۔سلمٰے نے کہامیں نے آپ کی تمام باتیں دل وجان سے منظور کیں، لیکن آپ کی جدُائی سے دل پر سخت صدمہ وملال ہے۔خدا سے دُعا کرتی ہوں کہ وہ جلد آپ کو میرے پاس واپس لائے۔اس کے بعد ہاشمؑ نے اپنے بھائیوں اور تمام عزیزوں کو جمع کیااور فرمایااے میرے بھائیو اور عزیزو! موت وہ راستہ ہے جس سے کسی شخص کو چارہ نہیں۔اب میں تم سے جُداہوتاہوں،اور نہیں خبر کہ پھر تمہارے پاس واپس آؤں گا یانہیں۔لہٰذا وصیّت کرتاہوں کہ تم آپس میں متحد رہنا اور ہرگزایک دوسرے سے جُدانہ ہوناکہ تمہاری ذلّت وخواری کا سبب ہو۔کیونکہ بادشاہوں اور ان کے علاوہ اور لوگوں کواور دشمنوں کو تمہاری عزّت ومنزلت کے بارے میں حسد وطمع ہے۔ میں اپنے بھائی مطلب کو تم پر اپنا خلیفہ بناتاہوں کیونکہ وہ دُنیامیں سب سے زیادہ مجھے عزیز وپیارا ہے۔اگر میری وصیّت کو مانو تواس کواپنا پیشوا سمجھو۔اور کعبہ کی کنجیاں،چاہ زمزم ہمارے دادا نزار کا علَم جو کچھ پیغمبروں کے تبرکّات ہم تک پہنچے ہیں یہ سب اس کو سُپرد کردو تو مظفر وسعادت مندر ہوگے۔دوسری وصیّت یہ ہے کہ جو فرزند سلمٰے کے شکم میں ہے اس کی شان وعزّت بہت بلند

ترجمہ، وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجاتا کہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو براہی لگے ﴿۹﴾ سورۃ الصف

ہے، اُسکا بہت خیال رکھنا۔ غرض کسی معاملہ میں میرے قول کی مخالفت نہ کرنا۔ ان لوگوں نے کہا ہم نے آپ کی باتیں سُنیں اور اطاعت کی۔ لیکن آپ کی وصّیت نے ہمارے دلوں کو توڑ دیا۔ پھر ہاشمؑ وہاں سے شام کی جانب روانہ ہوئے۔ جب اپنے کاموں سے فارغ ہوئے اپنے سامان تجارت کو فروخت کیا اور ضروری اشیاء خرید کیں اور سلمٰی کے لئے تحفے اور ہدیئے لے کر مدینہ کی جانب سفر کیا۔ لیکن راہ میں بیمار ہوگئے اور ٹھہر گئے۔ دوسرے روز بیماری میں شدّت ہوئی تو اپنے رفیقوں، غلاموں اور ملازموں سے فرمایا کہ مجھے موت کے آثار نظر آرہے ہیں، اس بیماری سے مجھ کو نجات ملنا دشوار معلوم ہوتا ہے لہٰذا آپ لوگ مکّہ کی جانب واپس جایئے اور جب مدینہ میں پہنچیں تو سلمٰے کو میرا اسلام کہہ دیں۔ اور تعزیّت کریں۔ اور میرے فرزند کے بارے میں کہہ دیں کہ مجھے اُس کی فکر کے سوا کوئی فکر و غم نہیں۔ پھر دو روز کے بعد جب کہ موت کے آثار اُن پر ظاہر ہوئے فرمایا کہ قلم و دوات اور کاغذ لاؤ اور مجھے بٹھا دو۔ پھر خدا کے نام کے بعد لکھنا شروع کیا کہ یہ نامہ جس کو ایک بندۂ ذلیل نے لکھا ہے جبکہ خدا کا فرمان اس کو پہنچا تھا کہ نشائے فانی دُنیا سے دار بقائے آخرت کی جانب سفر کے لئے تیار ہو جا۔ لہٰذا ایسے وقت میں جبکہ موت کی کشمکش میں میری جان پھنسی ہوئی ہے جس سے کسی کو مفر نہیں ہے۔ میں اپنے اموال تمہارے پاس بھیجتا ہوں جس کو آپس میں برابر تقسیم کر لینا اور اس عفیفہ کریمہ کو جو تم سے دُور ہے اور تمہارا نوُر اور تمہاری عزّت اس کے پاس ہے یعنی سلمٰے کو فراموش نہ کرنا۔ اور میں تم کو اُس کے فرزند کے احترام کے بارے میں وصیّت کرتا ہوں۔ اس کے حق کی رعایت کرنا اور میرے فرزندوں کو میرا اسلام و پیام پہنچا دینا۔ اور سلمٰے کو میرا اسلام کہنا اور کہہ دینا کہ افسوس میں تمہاری ملاقات و محبت سے سیر

ترجمہ، اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ نے کہا کے اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے (یعنی) تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمدؐ ہوگا ان کی بشارت سناتا ہوں۔ (پھر) جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے (٦) سورۃ الصف

نہیں ہوا۔ اور افسوس صد افسوس کہ اپنے فرزند کے دیدار سے محروم رہا۔ اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں روز قیامت تک تم پر ہوں۔ پھر اُس خط پر اپنی مہر کر کے اُن کے سُپرد کیا، اور کہا مجھے لٹادو۔ وہ جب لٹائے گئے تو آسمان کی جانب نظر کی اور کہا اے میرے پروردگار کے رسول اور قاصد بحقِ نورِ مصطفیٰ جس کا ئیں حامل تھا میرے ساتھ نرمی کر و یہ فرمان اور بآسانی عالمِ بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ پھر لوگوں نے ان کو غسل و کفن دے کر شام میں دفن کر دیا اور مکّہ روانہ ہوئے۔ مدینہ میں داخل ہوئے تو نالہ و فریاد کی آوازیں بلند کیں، جن کو سُنکر اہل مدینہ عورتیں اور مرد سب اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑے۔ سلمیٰ اُن کے باپ اور عزیزوں نے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ سلمیٰ فریاد کرنے لگیں کہ اے میرے سرتاج اِکرم و عزّت تمہاری موت سے مٹ گئی۔ افسوس تمہارے مرنے کے بعد اس بچے کا کیا حال ہو گا جس کو تم نے دیکھا تک نہیں، نہ اس کا لذّت فرزندی سے آشنا ہوئے اسی بیقراری داز خودرفتگی کے عالم میں سلمیٰ نے ہاشمؑ کی تلوار کھینچ کر ان کے اُونٹوں اور گھوڑوں کو پے کر دیا۔ اور سب کی قیمت اپنے مال سے ادا کر دی۔ اور ہاشمؑ کے وصی سے کہا کہ مطلب کو میری طرف سے دُعا کہنا اور کہنا کہ میں تمہارے بھائی کے عہد پر قائم ہوں ان کے بعد دوسرے مرد میرے اُوپر حرام ہیں۔ غرض وہاں سے رُخصت ہو کر وہ قافلہ مکّہ پہنچا، وہاں بھی ہاشمؑ کی خبرِ وفات سُنکر کہرام برپا ہوا۔ عورتوں نے بال کھول دیئے، گریبان چاک کر دیئے، درو دیوار سے آوازِ گریہ بلند ہوئی۔ جب اُن کا وصیّت نامہ کھول کر پڑھا گیا، لوگوں کے رنج و غم میں

ترجمہ، اور اگر ہم انہیں حکم دیتے کہ اپنے آپ کو قتل کر ڈالو یا اپنے گھر چھوڑ کر نکل جاؤ تو ان میں سے تھوڑے ہی ایسا کرتے اور اگر یہ اس نصیحت پر کاربند ہوتے جو ان کو کی جاتی ہے تو ان کے حق میں بہتر اور (دین میں) زیادہ ثابت قدمی کا موجب ہوتا ﴿٦٦﴾ اور ہم ان کو اپنے ہاں سے اجر عظیم بھی عطا فرماتے ﴿٦٧﴾ اور سیدھا رستہ بھی دکھاتے ﴿٦٨﴾ اور جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے ﴿٦٩﴾

سورة النساء

اور اضافہ ہوا۔ غرض اہل مکّہ نے ہاشمؑ کی وصیّت کے مطابق جناب مطلب کو اپنا رئیس اور پیشوا بنا لیا، اور عُلم اکرم نزار اور سقایۂ زمزم در فائدہ حاجیانِ حرم اور کمانِ اسمٰعیلؑ اور نعلمینِ شیثؑ اور پیراہنِ ابراہیمؑ اور انگشتریٔ نوحؑ اور تمام تبرکات انبیا علیہم السّلام جو کچھ اُن کے پاس تھا سب جناب مطلب کے سُپرد کر دیا۔

سلمٰی کے وضعِ حمل کا زمانہ آیا۔ جو تکلیفین عورتوں کو اس وقت ہوُا کرتی ہیں سلمٰے پر اُن کا مطلق اثر نہ ہوا تھا۔ اس وقت ایک آواز ہاتف کی آئی کہ اے بنی نجار کی عورتوں کی زنیت اپنے فرزند کو پردہ میں رکھو اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کرو کہ ان کی آنکھیں اس کے دیدار سے سعاوتمند ہوں۔ جب سلمٰے نے یہ آواز سُنی دروازے بند کر دیئے اور پردے لٹکا دیئے اور اپنے حال کی کو اطلاع نہ ہونے دی۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک نوُر کا پردہ زمین سے آسمان تک اُس پر ڈال دیا گیا تاکہ شیاطین اس کے نزدیک نہ آنے پائیں۔ اس وقت شیبتہ الحمد پیدا ہوئے اور نورِ محمدؐی اُن کی پشیانی میں جلوہ گر ہوا۔ وہ پیدا ہوتے ہی مسکرائے سلمٰے نے ان کو گود میں لیا تو ان کے سر میں سفید بال دیکھےٗ اس لئے ان کا نام شیبتہ الحمد رکھا، سلمٰے نے ان کو ایک مہینہ تک پوشیدہ رکھا۔ کسی کو ان کی ولادت کی خبر نہ ہونے پائی۔ ایک مہینہ کے بعد عزیزوں اور قابلہ عورتوں کو معلوم ہوا تو مبارکباد کو آئیں، اور مولود کے تعجّب خیز حالات سُن کر سب کو حیرت ہوئی۔ وہ دو مہینے کے ہوئے تو چلنے لگے۔ یہودیوں نے جب ان کو دیکھا، ان کی طرف سے کینہ اور ملال سے بیتاب ہوئے۔ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ وہ نور جو اُن سے ظاہر ہے نورِ پیغمبرؐ آخر الزمان ہے جو ان یہودیوں کو قتل کریں گے اور ان کے دینوں کو باطل کریں گے۔ سات سال کی عمر میں وہ نہایت قوی و دلیر جوان معلوم ہونے لگے۔ بڑے سے بڑا بوجھ اُٹھا لیتے۔ لڑکوں کو ہاتھوں پر بلند کر کے زمین پر پٹک دیتے

ترجمہ، جس سے خدا اپنی رضا پر چلنے والوں کو نجات کے رستے دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے اندھیرے میں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا اور ان کو سیدھے رستہ پر چلاتا ہے ﴿١٦﴾ سورۃ المائدۃ

تھے۔(شیبہ کوان کے چچا مطلب اپنے ساتھ مکّہ لے گئے اور ان کی پرواش کی، اور یہودیوں کے شر سے ان کی حفاظت دی اور ان کو قتل ہونے سے محالف رکھا جو کہ یہودیوں چاہتے تھے)۔ جب مطلب شیبہ کو لے مکّہ کی جانب روانہ ہوئے اور شیبہ کا آفتاب جمال مکّہ کے دروازوں پر طالع ہوا اور آپ کے نوُر کی چُھوٹ وہاں کے پہاڑوں پر پڑی، تومکّہ روشن ہو گیا جس کو دیکھ کر اہل مکّہ کو حیرت ہوئی، اور وہ اپنے گھروں سے نکل کر دوڑے۔ مطلبؑ دیکھا کہ ایک لڑکے کو لئے آرہے ہیں۔ پوچھا یہ کون ہے؟ آپ نے مصلحتہ فرمایا یہ میرا غلام ہے اسی سبب سے شیبہ کا نام عبد المطلب ہو گیا۔ حضرت مطلب ان کو گھر لائے اور مدّتوں ان کی قدر و منزلت کو پوشیدہ رکھا۔ لوگ نہیں جانتے تھے کہ وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا ہوں گے۔ پھر قریش کے درمیان ان کی بڑی عزّت ہو گئی اور اُن کے ذریعہ ہر معاملہ میں ان کو برکت حاصل ہوتی تھی، ہر مصیبت وبلا میں ان کے سبب سے پناہ ملتی تھی۔ ہر قحط و سختی میں وہ نورِ جناب رسولؐ خدا سے متوسّل ہوتے تھے اور خداوندِ عالم وہ سختیاں اُن سے دفع فرماتا تھا، اور اُس نور سے معجزات ظاہر ہوتے رہتے تھے۔ حضرت عبد المطلب کی فضیلت میں بہت سی حدیثّیں وار ہوئی ہیں اور آپ کو دس ناموں سے جانا جاتا تھا اور بادشاہانِ وقت ان کو انہی ناموں سے پہچانتے تھے۔ عامر، شیبتہ الحمد، سید البطحا، ساقی الحج، ساقی الغیث، غیث الوری فی العام الحدب، ابوالشادۃ العشرۃ عبد المطلب، حافر زمزم۔ حضرت جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قیامت کے روز وہ ایک اُمّت کے مانند تنہا محشور ہوں گے۔ کیونکہ وہ اپنی قوم میں تنہا (موحد) تھے۔ اُن سے پیغمبروں کی علامت اور بادشاہوں کی ہیبت ظاہر ہو گی۔ اور دوسری معتبر و صحیح حدیث میں فرمایا کہ عبد المطلب پہلے شخص ہیں جو بداء کے قائل ہوئے۔ وہ قیامت میں بادشاہوں کے حُسن اور پیغمبر کی علامت سے محشور ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ عبد المطلب نے ایک روز جناب رسولؐ خدا کو اپنے اُونٹوں کے پیچھے روانہ کیا۔ ان کو واپس آنے میں

ترجمہ، جس شخص سے اس روز عذاب ٹال دیا گیا اس پر خدا نے (بڑی) مہربانی فرمائی اور یہ کھلی کامیابی ہے ﴿١٦﴾ سورۃ لأنعام

دیر ہوئی تو بیتاب ہو گئے اور ان کی تلاش میں آدمی بھیجے، اور کعبہ کی زنجیروں کو پکڑ کر خدا کی بارگاہ میں گریہ وزاری شروع کی کہ اے پالنے والے اپنے ماننے والوں کو جن کے متعلق تو نے وعدہ کیا ہے کہ ان کو تمام ادیان پر غالب کرے گا کیا ہلاک کر دے گا۔ اگر ایسا کرے گا تو پھر دوسرا امر اس کے بارے میں تیری مشیت میں واقع ہوا ہے۔ حضرتؐ واپس آئے تو دیکھتے ہی حضرتؐ کو گود میں لے کر پیار کیا۔ اور فرمایا اے فرزند آیندہ تجھ کو کسی کام کے لئے کبھی نہ بھیجوں گا۔ ڈرتا ہوں کہ دشمن تجھ کو کہیں ہلاک نہ کر دیں۔ اسی طرح منقول ہے کہ حضرت سرورؐ عالم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ حضرت عبدالمطلب نے جاہلیت کے زمانہ میں پانچ سُنتیں مقرر کیں جن کو خدا نے اسلام میں جاری و قائم رکھا۔ اوّل یہ کہ سوتیلی ماؤں کو لڑکوں پر حرام قرار دیا جس کے بارے میں خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ "اُن عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے آباؤ اجداد نے نکاح کیا ہو (آیت ۲۲، سورۂ النسا)"۔ دوسرے یہ کہ انہوں نے خزانہ پایا تو اس میں سے پانچواں حصّہ راہ خدا میں دے دیا جسکے متعلق خدا فرماتا ہے "یاد رکھو کہ جب تمہیں مالِ غنیمت حاصل ہو تو اس میں سے پانچوان حِصّہ خدا کے لئے صرف کرو (آیت ۴۱، سورۂ انفال)"۔ تیسرے یہ کہ جب چاہ زمزم کو کھودا تو اس کو حاجیوں کا سقایہ قرار دیا تو خدا نے فرمایا "اَجَعَلْتُم سِقَایَۃَ الحَآجِّ (آیت ۱۹، سورۂ توبہ)"۔ چہارم یہ کہ آدمی کے مار ڈالنے کا خونبہا سو اُونٹ مقرر کیا اور پانچویں یہ کہ قریش میں طواف کی کوئی تعداد مقرر نہ تھی، آپ نے سات مرتبہ طواف کرنا مقرر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ عبدالمطلب نے نہ کبھی جوّا کھیلا، نہ بتّوں کی پرستش کی، نہ اُن جانوروں کو کھایا جو بتّوں کے لئے کاٹے گئے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے پدر ابراہیمؑ کے دین پر قائم ہوں۔ امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ واللہ نہ میرے باپ نے بتوں کی پرستش کی، نہ میرے دادا

ترجمہ، کہہ دو کہ سب (نتائج اعمال) کے منتظر ہیں سو تم بھی منتظر رہو۔ عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ (دین کے) سیدھے رستے پر چلنے والے کون ہیں اور (جنت کی طرف) راہ پانے والے کون ہیں (ہم یا تم) ﴿۱۳۵﴾

سورۃ طٰہٰ

عبدالمطلب نے، نہ میرے جد بزرگ جناب ہاشمؑ نے، نہ عبد مناف نے۔ بلکہ وہ لوگ کعبہ کی جانب رُخ کرکے نماز پڑھتے تھے، اور دین ابراہیمؑ پر قائم تھے اور آنحضرتؐ کے دین سے متمسک رہے۔

علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرت کے آباؤاجداد، دادی، نانی وغیرہ آدمؑ سے لے کر آنحضرتؐ کے والدین تک سب مسلمان تھے اور آنحضرتؐ کا نور کسی مشرک کے صلب اور کسی مشرکہ کے رحم میں قرار نہیں پایا۔ آنحضرتؐ کے اور آپؐ کے باپ دادا اور ماؤں کے نسب میں کسی قسم کا شُبہ نہیں ہے۔ اور خاصہ و عامہ کے طریقہ سے متواتر حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں بلکہ احادیث متواترہ سے ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ کے آباؤاجداد سب کے سب انبیاؤ اوصیا اور حاملانِ دینِ خدا رہے ہیں۔ اور فرزندانِ اسمٰعیلؑ جو آنحضرتؐ کے اجداد تھے وہ سب حضرت ابراہیمؑ کے اوصیا تھے۔ ہمیشہ مکّہ کی بادشاہی، خانہ کعبہ کی پردہ پوشی اور اس کی تعمیر وغیرہ کی خدمت اُنہی لوگوں سے متعلق رہی ہے۔ وہ لوگ مرجع انام رہے ہیں۔ قومِ ابراہیمؑ انہی میں سے تھی۔ شریعتِ موسٰےؑ و عیسٰے علیہاالسّلام اور شریعتِ ابراہیمؑ فرزندانِ اسمٰعیل کے لئے منسوُخ نہیں ہوئی تھی۔ وہ لوگ شریعت کے محافظ تھے اور ایک دوسرے کو وصّیت کرتے اور آثار انبیا سپُرد کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ عبدالمطلب تک پہنچا۔ جناب عبدالمطلب نے ابوطالب کو اپنا وصی قرار دیا۔ اور ابوطالب نے بہت سی کتابیں آثارِ انبیا اور ان کے تبرکّات آنحضرتؐ کی بعثت کے بعد ان کو سُپرد فرمایا۔

ترجمہ، اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) لوٹ کر لاؤ اس میں سے پانچواں حصہ خدا کا اور اس کے رسول کا اور اہل قرابت کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم خدا پر اور اس (نصرت) پر ایمان رکھتے ہو جو (حق و باطل میں) فرق کرنے کے دن (یعنی جنگ بدر میں) جس دن دونوں فوجوں میں مڈھ بھیڑ ہوگئی۔ اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر نازل فرمائی۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۴۱) سورۃ الانفال

ابن عباس سے منقول ہے کہ کسی کے واسطے کعبہ معظمہ کے سامنے مسند نہیں بچھائی گئی سوائے عبدالمطلب کے، اُن کی مَسند پر اُن کے احترام واکرام کے سبب سے کوئی شخص نہیں بیٹھتا تھا۔ لیکن جب سرورِ عالم تشریف لاتے تھے اور اُن کی مسند پر بیٹھنا چاہتے اور اُن کے چچا وغیرہ اُن کو روکنا چاہتے تو عبدالمطلب فرماتے کہ چھوڑو میرے فرزند کو کہ اس کی شان بزرگ ہے۔ وہ عنقریب تمہارا سیّد و سردار ہوگا۔ میں اس کی پیشانی سے بزرگی و سرداری کا نور مشاہدہ کرتا ہوں۔ وہ تمام خلق کا پیشوا ہوگا۔ پھر ان کو گود میں لیتے اور اُن کی پُشت پر ہاتھ پھیرتے اور بار بار پیار کرتے، اور فرماتے کہ میں نے کبھی اس کے رُخسار سے نرم و پاکیزہ تر اور اس کے جسم سے بہتر نہیں دیکھا۔ پھر اس کو اپنے کاندھے پر سوار کرکے سات مرتبہ کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ چھ سال کے ہوئے آپکی مادرِ گرامی آمنہ نے ابوا میں جو مکّہ و مدینہ کے درمیان ایک منزل ہے انتقال فرمایا جبکہ آنحضرتؐ کو اُن کے خالوؤں (عرب خالو، ماموں کو کہتے ہیں) کے پاس جو بنی عدی سے تھے لے گئے۔ جب آنحضرتؐ باپ ماں دونوں کی طرف سے یتیم ہوگئے تو حضرت عبدالمطلبؑ کی شفقت و مہربانی آنحضرتؐ پر زیادہ بڑھ گئی۔ چونکہ عبد اللہؑ و ابوطالبؑ حقیقی بھائی تھے اس لئے ابوطالبؑ سے فرمایا کرتے کہ اس فرزند کی عزّت و شان بہت بلند ہے لہٰذا اس کی حفاظت کرنا، کیونکہ وہ بے ماں باپ کا تنہا اور اکیلا ہے اس پر مثل ماں کے مہربان رہنا تاکہ کوئی تکلیف اور صدمہ اس کو نہ پہنچے۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو حضرت سرورِ کائنات کو سینہ پر بٹھایا، ان کو پیار کرتے اور روتے تھے۔ پھر ابوطالبؑ کی جانب رُخ کرکے بولے اس یگانہ روزگار کی حفاظت و نگہبانی کرنا جس نے باپ کی خوشبو نہیں سُونگھی ہے نہ ماں کی شفقت کا لُطف اٹھایا ہے۔ اس کو اپنے جگر کا ٹکڑا سمجھنا۔ میں نے اپنے فرزندوں میں اس کی حفاظت کے لئے تم کو منتخب کیا ہے۔ اس سبب سے کہ اس کا باپ اور رحم ایک باپ ماں سے ہو۔ اے ابوطالب

ترجمہ، اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور پیغمبر خدا کے فرمان پر چلتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے (۵۶) سورۃ النور

اگر تمہارے سامنے اس کی جلالت و عظمت کا ظہور ہو جس کو میں خوب جانتا ہوں، تو جہاں تک ممکن ہو اس کی پیروی کرنا اور اپنے ہاتھ و زبان اور مال سے اس کی مدد کرنا۔ خدا کی قسم وہ بہت جلد تمہارا سردار ہوگا اور اس کو بادشاہی و عظمت حاصل ہوگی کہ ویسی رفعت و منزلت ہمارے باپ داداؤں میں سے کسی کو میّسر نہیں ہوئی ہے۔ اے فرزند کیا تم نے میری وصیت قبول کی؟ ابو طالبؑ نے کہا ہاں، قبول و منظور کیا، اور میں نے خدا کو اپنے اس عہد پر گواہ کیا۔ یہ سُنکر عبد المطلبؑ نے ابو طالبؑ کا ہاتھ پکڑ کر اقرار و پیمان کو مضبوط کیا اور کہا اب موت مجھ پر آسان ہو گئی اور بار بار آنحضرتؐ کو پیار کرتے رہے۔ اور کہتے جاتے تھے کہ میں نے ایسی پاکیزہ خوشبو اپنے فرزندوں میں سے کسی کی نہیں پائی۔ کاش میں تمہارے زمانہ (نبوّت و رسالت) تک زندہ رہتا۔ یہ کہتے ہوئے آپ کی رُوح مقدس ملاء اعلٰے کی جانب پرواز کر گئی۔ اُس وقت حضرت رسولِؐ خدا آٹھ سال کے تھے۔ پھر ابو طالبؑ نے آپ کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھا، اور رات و دن میں کسی وقت اُن سے جُدا نہ ہوتے تھے۔ اور کسی کا اعتبار نہ کرتے تھے۔ حضرتؐ کو اپنے پاس سلاتے تھے۔

حضرت رسولؐ خدا کے نور کے معجزات میں سے ایک معجزہ اصحاب فیل کا بھی ہے جو حضرت عبد المطلبؑ کے زمانے میں ظاہر ہوا۔ منقول ہے کہ جب بادشاہ حبشہ اُبرہہ بن الصباح نے خانہ کعبہ برباد کرنے کا ارادہ کیا اور مکّہ معظمہ کے نواح میں پہنچا، تو اہل مکّہ کے مال لوُٹ لئے۔ جن میں حضرت المطلبؑ کے اُونٹ بھی تھے۔ حضرت عبد المطلبؑ، بادشاہ کے پاس گئے تو وہ آپ کے نور و تجلّٰی اور حسن و جمال اور ہیبت و وقار کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ پوچھا کہ آپ کے آباؤ اجداد میں بھی یہ نوُر تھا؟ فرمایا ہاں۔ اُبرہہ نے کہا کہ آپ لوگ اس فخر و شرف کے سبب پھر تو تمام خلق پر

ترجمہ، اور ہم نے اس قرآن کو سچائی کے ساتھ نازل کیا ہے اور وہ سچائی کے ساتھ نازل ہوا اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو صرف خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے ﴿۱۰۵﴾ الإسراء

فائق ہیں اور آپ کو اپنی قوم کا سردار و بزرگ ہونا ہی چاہیئے اور آپؑ کو اپنے تخت پر بٹھایا اور پوچھا
کہ آپ کس غرض سے تشریف لائے ہیں۔ میں نے آپ کی سخاوت و شرف کا شہرہ سُنا ہے اور
اب آپ کے جمال و جلال اور عظمت و ہیبت کا مشاہدہ کر لیا، آپ کی جو حاجت ہو میں اُس کے رو
کرنے کو تیار ہوں۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ تیرے سپاہی میرے اُونٹ ہنکا لائے ہیں وہ
مجھے واپس دلادے۔ اُبرہہ نے کہا میں آپ کے خانۂ شرف و منزلت کو برباد کرنے آیا ہوں اور
آپ کی قوم کو فنا کرنا چاہتا ہوں جو اس گھر کے سبب سے تمام عالم پر فخر کرتے ہیں اور ہر ایک سے
ممتاز ہو رہے ہیں۔ آپ نے اُس کے بارے میں کچھ نہیں کہتے اور اپنے اُونٹ مجھ سے واپس
مانگتے ہیں۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ میں اُس گھر کا مالک نہیں ہوں میں اپنے اُونٹوں کا مالک ہوں
میں اپنے مال کے بارے میں تجھ سے کہنے آیا ہوں۔ اس گھر کا مالک ہر ایک سے زیادہ قوّت والا اور
بلند ہے۔ وہ خود اپنے مکان کی حفاظت و حمایت کرنے کا دوسروں سے زیادہ حق دار ہے۔ یہ سُنکر
اُبرہہ نے آپ کے اُونٹ واپس دے دیئے۔ پھر عبدالمطلبؑ واپسی کے وقت اُن کے بڑے ہاتھی
کے پاس سے گزرے جس کا نام محمود تھا۔ فرمایا اے محمود! کیا تو جانتا ہے کہ تجھ کو اس لئے لائے
ہیں کہ تو اپنے پروردگار کے گھر کو ضائع و برباد کرے، کیا تو ایسا کرے گا؟ ہاتھی نے اپنے سر سے
اشارہ کیا کہ نہیں۔ (ہاتھیوں کی تعداد میں بھی اختلاف ہے، بعضوں نے کہا کہ وہ صرف ایک
ہاتھی تھا جس کو محمود کہتے تھے، بعض آٹھ ہاتھی بیان کرتے ہیں اور بعض بارہ)۔ الغرض اُبرہہ
لشکر جرّار اور بلند ہاتھیوں کے ساتھ حرمِ خدا کی بربادی کی جانب متوّجہ ہوا۔ جب کعبہ کے قریب

ترجمہ، آفتاب کی روشنی کی قسم ﴿۱﴾ اور رات (کی تاریکی) کی جب چھا جائے ﴿۲﴾ کہ (اے محمدؐ)
تمہارے پروردگار نے نہ تو تم کو چھوڑا اور نہ (تم سے) ناراض ہوا ﴿۳﴾ اور آخرت تمہارے لیے پہلی
(حالت یعنی دنیا) سے کہیں بہتر ہے ﴿۴﴾ اور تمہیں پروردگار عنقریب وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ تم
خوش ہو جاؤ گے ﴿۵﴾ بھلا اس نے تمہیں یتیم پا کر جگہ نہیں دی؟ ﴿۶﴾ اور رستے سے ناواقف
دیکھا تو رستہ دکھایا ﴿۷﴾ اور تنگ دست پایا تو غنی کر دیا ﴿۸﴾ تو تم بھی یتیم پر ستم نہ کرنا ﴿۹﴾ اور
مانگنے والے کو جھڑکی نہ دینا ﴿۱۰﴾ اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کرتے رہنا ﴿۱۱﴾ سورۃ الضحیٰ

پہنچا ہاتھی اُس میں داخل ہونے سے رُک گیا اور جب اُس پر جبر و سختی کرتے تو زمین پر لیٹ گیا۔ اُدھر حضرت عبدالمطلبؑ نے اپنے فرزند حضرت عبداللہ جو رسولؐ خدا کے والد تھے، ان کو بلوایا اور فرمایا کہ ابو قبیس پہاڑ پر چڑھ کر دریا کے چاروں طرف دیکھو اور اس طرف سے جو کچھ آتا ہو دکھائی دے مجھے آکر بتاؤ۔ حضرت عبداللہ کوہِ ابو قبیس پر گئے تو دیکھا کہ ابابیل پرندے سیل دریا اور شب تار کے مانند چلے آرہے ہیں، ہر ایک کی چونچ میں ایک کنگری ہے، انگلیوں کے سرے کے برابر جو ایک دوسرے پر رکھنے سے ملتے ہیں یا اس سے بھی چھوٹی۔ یہ طائر ابو قبیس پر بیٹھتے اور پھر وہاں سے اُڑتے اور سات مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے، اور سات مرتبہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے، پھر وہ حبشہ کے لشکر کی جانب روانہ ہوئے۔ جناب عبداللہ نے آکر حضرت عبدالمطلبؑ کو بتایا تو آپ نے اہلِ مکّہ سے فرمایا کہ اُن کے لشکر کی طرف جاؤ اور اپنے حصّہ کا مال غنیمت لے آؤ، جب اہلِ مکّہ وہاں پہنچے دیکھا کہ وہ سب سڑی ہوئی لکڑی کے مانند مردہ پڑے ہیں۔ ان طائروں میں سے ہر ایک اپنی چونچ اور دونوں پنجوں میں ایک ایک پتھر لئے ہوئے ہیں اور ہر پتھر سے ایک ایک سپاہی کو مار ڈالتے ہیں۔ جب ان سب کو ہلاک کر چکے تو وہ پرندے واپس چلے گئے اس سے پہلے کسی نے ایسے طائر نہیں دیکھے تھے اور نہ بعد میں دیکھے۔ جب وہ سب ہلاک ہو چکے تو عبدالمطلبؑ خانۂ کعبہ میں آئے اور اُس کے پردہ کو پکڑ کر چند اشعار پڑھے جن کے مضامین اس نعمت عظمیٰ کے شکر و حمد پر مشتمل تھے

ایک روایت کے مطابق کعبہ میں سونے کے دو ہرن اور پانچ تلواریں تھیں۔ جب قبیلہ جرہم ہر قبیلہ خزاعہ والے غالب ہوئے اور انہوں نے چاہا کہ حرمِ خدا اپنے قبضہ میں کر لیں،

ترجمہ، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا ﴿۱﴾ کیا ان کا داؤں غلط نہیں کیا؟ (گیا) ﴿۲﴾ اور ان پر جھلڑ کے جھلڑ جانور بھیجے ﴿۳﴾ جو ان پر کھنگر کی پتھریاں پھینکتے تھے ﴿۴﴾ تو ان کو ایسا کر دیا جیسے کھایا ہوا بھس ﴿۵﴾ سورة الفیل

تو جرہم کے لوگوں نے وہ تلواریں اور سونے کے دونوں ہرن چاہ زمزم میں ڈال دیئے اور اُس کنویں کو پتھروں اور مٹی سے پاٹ دیا اس طرح کہ اس کا نشان تک باقی نہ رکھا تاکہ وہ لوگ نکال نہ سکیں۔ جب حضرت عبد المطلب کے دادا قبیلہ خزاعہ پر غالب ہوئے اور مکّہ کو ان کے قبضہ سے نکال لیا تو چاہ زمزم اُن پر مشتبہ رہا اور اس کا پتہ ان کو نہ چل سکا۔ یہاں تک کہ حضرت عبدالمطلبؑ کا زمانہ آیا اور وہ ریاست مکّہ معظمہ کے مالک ہوئے۔ ایک رات کعبہ کے نزدیک سو رہے تھے کہ خواب میں دیکھا کوئی کہہ رہا تھا کہ برہ کو کھودو، جب بیدار ہوئے تو برہ کو نہ سمجھ سکے۔ دوسری رات پھر یہی خواب دیکھا کہ طیبہ کو کھودو، تیسری رات پھر یہی دیکھا کہ مضنونہ کو کھودو۔ آخر چوتھی رات اس نے خواب میں بتایا کہ زمزم کو کھودو جس کا پانی کبھی ختم نہ ہوگا اور حاجیوں کو جس قدر چاہو پلاؤ۔ جب عبدالمطلبؑ نے یہ خواب دیکھا تو اپنے خوابوں کی تعبیر سمجھے اور زمزم کی جگہ ان کو معلوم ہوگئی۔ قریش سے بیان کیا کہ میں نے چاہ زمزم کھودنے کے بارے میں خواب دیکھا ہے آؤ اس کو کھودیں تو ان لوگوں نے منظور نہ کیا تو خود اس کے کھودنے میں مشغول ہوئے۔ اس وقت آپ کے ایک ہی فرزند حارث تھے جنہوں نے اُن کا ہاتھ بٹایا۔ اس دور نے عبدالمطلبؑ نے کعبہ کے دروازہ پر آکر دُعا کی اور نذر کی کہ خدا ان کو دس لڑکے عطا فرمائے تو ان میں سے ایک لڑکے کو اس کی راہ میں قربان کریں گے جس سے سب سے زیادہ محبت ہوگی۔ ایک بار پھر کنوئیں کے کھودنے میں مشغول ہوئے کہ طلائی ہرنوں کے سینگ اور سر ظاہر ہوا۔ جب اس کو باہر نکالا تو اس پر نقش کیا ہوا تھا "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ فلان خلیفۃ اللہ"۔ فقرہ آخر سے مراد یہ ہے کہ صاحب الامر علیہ السلام خلیفۂ خدا ہیں۔ آپ ایک بار پھر کنوئیں کے کھودنے میں مشغول

ترجمہ، کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان خدا ہی گواہ کافی ہے۔ وہی اپنے بندوں سے خبر دار (اور ان کو) دیکھنے والا ہے ﴿۹۶﴾ اور جس شخص کو خدا ہدایت دے وہی ہدایت یاب ہے۔ اور جن کو گمراہ کرے تو تم خدا کے سوا اُن کے رفیق نہیں پاؤ گے۔ اور ہم اُن کو قیامت کے دن اوندھے منہ اندھے گونگے اور بہرے (بنا کر) اٹھائیں گے۔ اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جب (اس کی آگ) بجھنے کو ہوگی تو ہم ان کو (عذاب دینے کے لئے) اور بھڑکا دیں گے ﴿۹۷﴾ سورۃ الاسراء

ہوئے تو دو ہرن، بہت سی تلواریں اور چند زرہیں آپ نے پائیں۔ پھر یہاں تک کہ حضرت اسمٰعیلؑ کی بنیاد اس میں ظاہر ہوئی تو سمجھے کہ پانی تک پہنچ چکے ہیں اور اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ آپ کی صدائے تکبیر سُنکر قریش بولے کہ اس سرمایۂ فخر و کرامت میں ہمارا بھی حصّہ ہے۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ تم نے اس کے کھودنے میں تو میری مدد نہ کی، لہٰذا یہ میرے اور میرے فرزندوں کے لئے قیامت تک مخصوص ہے۔ پھر حضرت عبدالمطلبؑ نے عمرہ کے لئے احرام باندھا اور مکہ میں داخل ہوئے اور ان ہرنوں اور تلواروں کو لئے ہوئے اکیس بار طواف کیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت رسالتمآبؐ کا وہ قول کے بارے میں کہ "میں دو ذبیح کا فرزند ہوں" امام رضاؑ نے فرمایا کہ وہ دو ذبیح اسمٰعیلؑ بنی ابراہیمؑ اور عبداللہ بن عبدالمطلبؑ ہیں۔ حضرت اسمٰعیلؑ وہ فرزند حلیم تھے جنکی بشارت خدا نے ابراہیمؑ کو دی تھی۔ دوسرے ذبیح کا قصّہ یوں ہے کہ حضرت عبدالمطلبؑ نے کعبہ کے دروازے سے ایک مرتبہ لپٹ کر یہ دُعا مانگی کہ خداوند تعالیٰ دس فرزند عطا فرمائے تو نذر کی کہ اگر یہ نعمت ان کو حاصل ہو جائے گی تو اُن میں سے ایک لڑکے کو راہِ خدا میں قربان کریں گے۔ اس کے بعد عورتوں سے نکاح کرنا شروع کیا اور چھ عورتوں سے شادی کی، جن سے دس لڑکے پیدا ہوئے۔ اُن میں سے ہر ایک عورت حسن و جمال سے آراستہ اور اپنی قوم میں باعزّت تھی۔ ایک منعہ دختر خارث کلابیہ تھیں، دوسری سمراتی بنت عنیدق وطلیقیہ، تیسری ہاجرۂ خزاعیہ، چوتھی سعد دختر حبیب کلابیہ، پانچویں ہالہ بنت وہب اور چھٹی فاطمہ دختر عمرو مخزومیہ تھیں۔ فاطمہ سے ابوطالب اور حضرت رسالتمآب کے والد عبداللہ پیدا ہوئے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ زبیر بھی فاطمہ کے بطن سے تھے۔ باقی دوسری اولادیں، دوسری عورتوں سے تھیں۔ خدا نے ان کو دس لڑکے عنایت فرمائے جن کے نام یہ بیان کیئے ہیں عبداللہ، ابوطالب، زبیر،

ترجمہ، (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تم کو فتح دی۔ فتح بھی صریح وصاف ﴿۱﴾ تاکہ خدا تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے اور تمہیں سیدھے رستے چلائے ﴿۲﴾ اور خدا تمہاری زبردست مدد کرے ﴿۳﴾ سورۃ الفتح

حمزہ، حارث، عیداق، مقوم، حجل، ضرار، عباس اور عبد العزی جس کو ابو لہب بھی کہتے تھے۔ حارث سب سے بڑے تھے بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ مقوم اور حجل ایک ہی تھے۔ الغرض عبد المطلبؑ نے فرمایا کہ خدا نے میری التجا پوری کر دی مجھے بھی چاہیے کہ اپنی نذر پوری کروں۔ اس لئے اپنے فرزندوں کو جمع کیا اور خانہ کعبہ میں جا کر تین مرتبہ قرعہ ڈالا تو ہر مرتبہ جناب عبد اللہ پدر جناب رسولؐ خدا کے نام قرعہ نکلا جو اُن کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز اور پیارے تھے۔ پھر توان کو لٹا کر ذبح کا ارادہ کیا۔ یہ خبر جب اکابر قریش کو پہنچی۔ سب آپ کے پاس جمع ہوئے اور عبد المطلبؑ کو اُن کے اس ارادہ سے روکنے کی کوشش کی۔ جناب عبد المطلبؑ کی بیٹی عاتکہ نے کہا، بابا اپنے اور خدا کے درمیان اپنے فرزند کے ذبح کے بارے میں عذر قائم کیجئے فرمایا وہ کس طرح؟ عاتکہ نے کہا یہ آپ کے اُونٹ جو حرم میں چرتے ہیں ان کے اور اپنے فرزند کے درمیان قرعہ ڈالیے اور ہر مرتبہ زیادہ کرتے جائیے یہاں تک کہ خدا راضی ہو۔ عبد المطلبؑ نے دس اُونٹوں اور جناب عبد اللہ کے درمیان قرعہ ڈالا۔ قرعہ عبد اللہ کے نام نکلا، پھر دس اُونٹوں کا اضافہ کر کے قرعہ ڈالا، اور جناب عبد اللہ کے نام نکلا۔ یہاں تک کہ سو اُونٹوں تک اضافہ کیا تو قرعہ اُونٹوں کے نام نکلا۔ یہ دیکھ کر تمام قریش نے تکبیر کی صدا بلند کی۔ زبیر اور ابو طالب اور ان کی بہنوں نے عبد اللہ کو سینہ سے لگاتا اور پیار کرتا اور اُن کی سلامتی پر سجدہ شکر بجالائے۔ عبد المطلبؑ نے خزورہ میں جو صفا و مردہ کے درمیان واقع ہے نحر کیا اور ہر ایک کو ان کا گوشت دیا۔ یہ بھی حضرت عبد المطلبؑ کی سُنتّوں میں سے ایک سنّت تھی جس کو خدا نے اسلام میں جاری کیا کہ ہر مسلمان کا خون بہا سو اُونٹ ہو گا۔

حضرت عبد المطلبؑ کی تمام ازواج میں فاطمہ مخزومیہ سب سے زیادہ نجیب، سب

ترجمہ، تو تم لوگ خدا کی طرف بھاگ چلو میں اس کی طرف سے تم کو صریح رستہ بتانے والا ہوں ﴿۵۰﴾ اور خدا کے ساتھ کسی اَور کو معبود نہ بناؤ۔ میں اس کی طرف سے تم کو صریح رستہ بتانے والا ہوں ﴿۵۱﴾ سورۃ الذاریات

سے زیادہ صالح اور نیک تھیں۔ جب جناب عبداللہ پدر جناب رسُول خدا کا نطفہ قرار پایا اور وہ نورُ جو عبدالمطلبؑ کی پیشانی میں جلوہ گر تھا فاطمہ کی جانب منتقل ہوا۔ اور جب حضرت عبداللہ پیدا ہوئے وہ نور روشن ان کی جبین اقدس سے ساطع ہوا اس حد تک کہ تمام آسمانوں کے گوشے روشن ہو گئے۔ حضرت عبدالمطلبؑ اُس نور کے اُن زنِ عفیفہ کی جانب منتقل ہونے سے بہت خوش ہوئے۔ اور کاہن اور اہل کتاب سبھی حرکت میں آئے۔ اور محزون و مغموم ہوئے۔ یہودیوں کے علما کے پاس ایک جبّہ تھا جس کو وہ حضرت یحییٰؑ کا جبہ کہتے کہ وہ حضرت اپنی شہادت کے وقت پہنے ہوئے تھے اور آنحضرتؐ کے خون سے آلودہ تھا۔ یہودیوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ جس اُس جبّہ سے خُون کا ایک قطرہ ٹپکے گا تو اُس پیغمبر کے ظاہر ہونے کا وقت ہو گا جو راہ خدا میں تلوار کھینچ کر جہاد کرے گا۔ اُن لوگوں نے اُس جبّہ کے پاس آکر دیکھا تو اس سے خون ٹپک رہا ہے تو سمجھ گئے کہ پیغمبرؐ آخر الزمان کے ظاہر ہونے کا وقت قریب آگیا اس سبب سے بہت رنجیدہ ہوئے اور ایک جماعت کو مکّہ روانہ کیا کہ حضرت سرورِ کائناتؐ کے پیدا ہونے کا حال معلوم کریں۔ اس وقت جناب عبداللہ پیدا ہو چکے تھے اور ایک روز میں اس قدر بڑھتے اور بڑے ہوتے کہ دوسرے لڑکے جس قدر دو ماہ میں بڑے ہوتے ہیں۔ اُن کو دیکھنے لوگ جوق جوق آیا کرتے، اور اُن کے حُسن و جمال اور نُور کو دیکھ کر تعجّب کیا کرتے۔ (حضرت عبداللہ سب سے چھوٹے تھے اور آپ اپنے والد کے بہت فرمانبردار تھے اور سب کے دل عزیز تھے۔ اسی لئے عبدالمطلبؑ نے خدا کی راہ میں آپ کو قربان کرنے کا انتخاب کا تھا اور آپ بھی اپنے والد کے کہنے پر قربان ہونے کے لئے تیار تھے۔ اس وقت آپ کی عمر گیارہ سال کی تھی)۔ الغرض جب یہودیوں اور کاہنوں کو نااُمیدی ہوئی اور عبداللہ کو صحیح و سلامت دیکھ لیا تو آنحضرتؐ کے روکنے کی تدبیروں میں مشغول

ترجمہ، جن لوگوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر توکل کئے رکھتے ہیں ﴿۴۲﴾ اور ہم نے آپ سے پہلے بھی مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے سو تم اہلِ ذکر سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں خود (کچھ) معلوم نہ ہو ﴿۴۳﴾ سُوْرَۃُ النَّحْلِ

ہوئے۔ان میں ایک تدبیر یہ تھی کہ اُن میں ایک رئیس نے جس کو ریان کہتے تھے دعوت کی اور کھانے میں زہر ملا دیا اور چند عورتوں کو دے کر عبدالمطلبؑ کے گھر فاطمہ کے لئے ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ فاطمہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے رشتہ دار اولادِ عبد مناف سے ہیں۔ عبداللہ کی سلامتی سے ہم لوگوں کو بہت مسرّت ہوئی اور یہ کھانا ہم نے اُسی خوشی میں تیار کیا ہے اور آپ لوگوں کا حصّہ لائے ہیں۔ جب عبدالمطلبؑ نے کھانا چاہا تو حضرت رسالتمآبؐ کے نورِ اقدس کے اعجاز سے وہ گویا ہوا کہ مجھے نہ کھاؤ مجھ میں زہر ملا دیا گیا ہے۔اس وقت ان لوگوں نے سمجھا کہ یہ دشمنوں کا مریب تھا اور کھانے کو زمین میں دفن کر دیا۔ حضرت عبداللہ جب بالغ ہوئے تو نُورِ نبوّت ان کی پیشانی میں جلوہ گر ہو ہر طرف کے بڑے بڑے شرفاو امرا نے آرزو کی کہ اپنی اپنی لڑکیوں کا آپ سے عقد کر دیں اور آپ کے نُور سے فیض یاب ہوں کیونکہ وہ حسن و جمال میں یکتائے روزگار تھے۔ دن میں جس طرف سے گزر جاتے تھے لوگ آپ کے جسم اقدس سے مشک و عنبر کی خوشبو سُونگھتے تھے اور اگر رات کے وقت نکلتے تو آپ کے چہرے کے نور سے در و دیوار روشن ہو جاتے تھے۔ اہلِ مکّہ ان کو مصباح حرم (کعبہ کا چراغ) کہتے تھے۔ مختصر یہ کہ گوہرِ نُورِ رسالت پناہ صدف آمنہ بنت وہب کی قسمت میں تھا اور جناب عبداللہ کا نکاح اُن سے ہوا۔ اس تزویج مبارک کا سبب یہ ہوا کہ جب علمائے اہل کتاب نے اس فخر عقلائے روزگار نے ظہور کے آثار مشاہدہ کئے، سب کے سب شام میں جمع ہوئے اور پیغمبرؐ آخر الزمان کے ظہور کے بارے میں گفتگو کی۔ اور اپنے ایک عالم کے پاس اُرون میں گئے جو سب سے زیادہ بزرگ و مُسن تھا۔ اس نے ان لوگوں سے پُوچھا کہ تمہارے آنے کا کیا سبب ہے اور تم لوگ اس

ترجمہ، کہہ دو کہ خدا کی فرمانبرداری کرو اور رسول خدا کے حکم پر چلو۔ اگر منہ موڑو گے تو رسول پر (اس چیز کا ادا کرنا) جو ان کے ذمے ہے اور تم پر (اس چیز کا ادا کرنا) ہے جو تمہارے ذمے ہے اور اگر تم ان کے فرمان پر چلو گے تو سیدھا رستہ پالو گے اور رسول کے ذمے تو صاف صاف (احکام خدا کا) پہنچا دینا ہے ﴿۵٤﴾ سورۃ النور

قدر پریشان و مضطرب کیوں ہو؟ انہوں نے کہا ہم نے اپنی کتابوں کو دیکھا اور اس میں اس پیغمبرؐ
جلیل کے اوصاف پڑھے جس کی فرشتے مدد کریں گے اور ہم اور ہمارا دین اس کے ہاتھوں زائل و
برباد ہوگا۔ آپ سے اس کے بارے میں مشورہ کرنے آئے ہیں ممکن ہے اس کے روکنے کی کوئی
تدبیر آپکی سمجھ میں آئے۔ اُس عالم نے کہا جو شخص اس امر کو مٹانا چاہے جس کو قائم کرنے کا ارادہ
خدا نے کیا ہو تو وہ شخص جاہل و مفرور ہے جو کچھ تم لوگوں نے دیکھا اور پڑھا ہے وہ واقع ہو کر رہے
گا، اس کا روکنا ممکن نہیں۔ اسکے عزیزوں میں سے اس کا ایک وزیر ہوگا جو ہر امر میں اس کا معین و
مددگار ہوگا۔ ان لوگوں نے اس عالم کی گفتگو سُنی تو حیران رہ گئے۔ ان میں سے ایک عالم ہیو بانامی
اُٹھا جو بڑا کافر، سرکش و شجاع تھا۔ اور بولا یہ شخص بڈھا ہو گیا ہے اور پیری کے سبب اس کی عقل
زائل ہو گئی ہے۔ اس کی باتیں مت سُنو میں کہتا ہوں کہ جس درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا
جاتا ہے پھر کبھی وہ سرسبز نہیں ہوا کرتا۔ مناسب ہے کہ اس شخص کو ہلاک کردو جس سے وہ پیغمبر
پیدا ہونے والا ہے اور اس کی طرف سے بیخوف ہو جاؤ اس کی تدبیر یہ ہے کہ کچھ مال خرید و
تجارت کے بہانے سے مکّہ جاؤ وہاں تمہارا مقصود حاصل ہو جائے گا اور میں بھی تمہارے ساتھ چلتا
ہوں۔ اپنی تلواروں کو زہر میں بُجھالو اور سفر کا انتظام کرو۔ اُن ملعونوں نے اس کافر بدبخت کی
رائے پسند کی اور مکّہ معظمہ کیلئے مناسب مال خرید کئے اور روانہ ہوئے جب مکّہ کے قریب پہنچے ایک
ہاتف کی آواز سُنی جو کہہ رہا تھا کہ اے بدترین انسانوں! بہترین شہر میں جا رہے ہو اور بہترین خلقِ
خدا کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ جو شخص خدائے جبّار کی تقدیر پر غالب ہونا ہو چاہتا ہے اس
کی بازگشت آتش جہنم کی طرف ہوتی ہے اور وہ دُنیا و عقبےٰ میں خائن و نقصان اُٹھانے والا ہوتا ہے۔
یہ وحشت خیز آواز اور ایسی باتیں سُنکر وہ دوڑے اور چاہتے تھے کہ واپس چلے جائیں۔ پھر ہیو بانے

ترجمہ، اور (اے محمد ﷺ اس وقت کو یاد کرو) جب کافر لوگ تمہارے بارے میں چال چل رہے
تھے کہ تم کو قید کر دیں یا جان سے مار ڈالیں یا (وطن سے) نکال دیں تو (ادھر تو) وہ چال چل رہے
تھے اور (اُدھر) خدا چال چل رہا تھا۔ اور خدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے ﴿۳۰﴾ سورۃ الأنفال

شیطانی وسوسوں کے ساتھ ان کو اس سفر پر قائم رکھا۔ راستہ میں جو لوگ ملتے تھے وہ ملاعین جناب عبداللہ کا حال پوچھتے، وہ عبداللہ کے حُسن و جمال اور کمال کی تعریف کرتے جس سے اُن کا حسد اور بڑھ جاتا۔ غرض وہ سب مکّہ میں داخل ہوئے اور تاجروں کو اپنے مال دکھائے اور قمت بہت زیادہ طلب کی تاکہ وہ نہ خریدیں، اور مکّہ میں قیام کا عذر و بہانہ اُن کے لئے موجود رہے اور موقع کے منتظر تھے۔ ایک رات جناب عبداللہ نے خواب میں دیکھا اور اپنے پدر عبدالمطلبؑ سے بیان کیا کہ چند بندر برہنہ تلواریں ہاتھوں میں لئے انکو حرکت دے رہے ہیں اور مجھ پر حملہ کر رہے ہیں یہاں تک کہ میں ہَوا میں بلند ہو گیا اور آسمان کی جانب سے ایک آگ نازل ہوئی جس نے ان تمام بندروں کو جلا کر خاک کر دیا۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا اے فرزند خداوند عالم تجھ کو تمام بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔ تجھ سے حسد کرنے والے بہت ہیں اس نور کے سبب جو تیری پیشانی میں ہے، لیکن اگر تمام اہلِ زمین اتفاق کر لیں تب بھی تجھ کو ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ کیونکہ یہ نورِ امانت پیغمبرؐ آخر الزمان ہے اور خدا اس کا محافظ ہے۔ منقول ہے کہ عبداللہ بن سلام کہا کرتا تھا کہ واللہ ہم پیغمبر خدا محمدؐ کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جتنا کہ اپنے لڑکوں کو پہچانتے ہیں کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں اُن کی تعریف پڑھی ہے اور اس میں ہم کو مطلق شک نہیں، لیکن اپنے لڑکوں کے بارے میں ممکن ہے کہ اُن کے متعلق شک ہو۔ اور سید ابن طاؤس نے حسّان بن ثابت سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھے یاد ہے جبکہ میں سات سال کا تھا یہودیوں کے ایک عالم کو میں نے سُنا جو ایک ٹیلہ پر کھڑا شور مچا رہا تھا اور یہودیوں کو پکار رہا تھا۔ جب وہ سب جمع ہوئے تو کہنے لگا کہ آج رات ایک ستارہ طالع ہُوا ہے جو پیغمبر آخر الزمان حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور پر دلالت کرتا ہے۔

ترجمہ، کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ جو شخص خدا اور اس کے رسول سے مقابلہ کرتا ہے تو اس کے لیے جہنم کی آگ (تیار) ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا۔ یہ بڑی رسوائی ہے ﴿٦٣﴾

سورۃ التوبۃ

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک عورت فاطمہ مرّہ کی بیٹی تھی جس نے انبیاؤ علمائے گزشتہ کی بہت سی کتابیں پڑھی تھیں۔ایک روز حضرت عبداللہ اُس کی طرف سے گزرے، اُس عورت نے پوچھا آپ ہی ہیں جن کا فدیہ سواُونٹ آپ کے والد صاحب نے دیا ہے؟ فرمایا، ہاں۔اس نے کہا کیا اچھا ہو کہ آپ مجھ سے عقد کرلیں اور صرف ایک مرتبہ مجھ سے قربت فرمائیں۔ میں سواُونٹ اس کے عوض آپ کو دُونگی۔ حضرت عبداللہ نے توجہ نہ کی۔ جب نطفہ طیّبہ حضرت رسالت پناہ صلعم رحم آمنہ میں منعقد ہو گیا پھر حضرت عبداللہ ایک روز اُسی عورت کی طرف سے گزرے لیکن اس کی وہ پہلی خواہش نہ پائی۔ اس کا سبب دریافت کیا۔ اُس نے کہا جس امر کے واسطے میں آپ کو چاہتی تھی وہ تقدیر الٰہی کے سبب دوسرے کے نصیب میں تھا۔ وہ اس نورِ خداوندی سے بہرہ ور ہوئی۔ روایت ہے کہ جب وقت آیا کہ وہ نور عبداللہ کی جانب سے منتقل ہوا اس قدر روشن و درخشاں ہوا کہ کسی کی طاقت نہ تھی کہ رات کے وقت ان کے روئے تاباں پر نظر کر سکے، وہ جس پتھر یا درخت کی جانب سے گزرتے تھے، وہ سب آپ کی طرف سجدہ میں گرپڑتے تھے اور حضرتؐ کو سلام کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ نے سوئے بہشت رحلت فرمائی جناب رسالت مآب صلعم کی عمر مبارک دوماہ کی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ سات مہینے کے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ ابھی پیدا نہ ہوئے تھے۔ اور جب حضرت آمنہؑ کی وفات ہوئی حضرتؐ کا سن مبارک چار سال کا تھا۔ ایک روایت ہے کہ حضرت چھ سال کے تھے اور ایک روایت کے مطابق دوسال چار مہینے کے تھے۔ اُن کا انتقال ابوا میں ہوا جو مکّہ و مدینہ کے درمیان ایک منزل ہے اور جب حضرت عبدالمطلبؑ نے وفات پائی تو آنحضرتؐ کی عمر شریف آٹھ سال آٹھ ماہ اور آٹھ روز کی تھی۔ عبدالمطلبؑ ایک سخت مرض مُبتلا ہوئے تو ان کی خواہش کے مطابق ایک تخت پر ان کو لٹا کر کعبۂ معظّمہ کے پردوں کے

ترجمہ، اے پیغمبر! کافروں اور منافقوں سے لڑو۔ اور ان پر سختی کرو۔ اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے ﴿۷۳﴾ سورۃ التوبۃ

سامنے لائے انکے نو فرزند انکے چاروں طرف آکر بیٹھے اور رو رہے تھے۔ جناب رسولِ خدا بھی آکر عبد المطلبؑ کے پاس تخت پر بیٹھ گئے۔ ابو لہب علیہ اللّعنتہ نے چاہا کہ ان کو ہٹادے، عبد المطلبؑ نے اس کو ڈانٹا کہ اے عبد العزیٰ تُو اس بر گزیدۂ خدا کی عداوت دل سے دُور نہ کرے گا۔ اس کے بعد حضرت ابو طالبؑ کی جانب رُخ کر کے سرورِ عالم صلعم کے بارے میں بہت وصیّتیں کیں اور اپنی تمام اولاد کو آنحضرتؐ کی تعظیم و تکریم کے بارے میں بہت تاکیدیں کیں۔ اور فرمایا کہ عنقریب اس کی عظمت و جلالت تم پر واضح ہو جائے گی۔ پھر بیہوش ہو گئے، جب ہوش میں آئے اکابر قریش کو مخاطب فرما کر کہا کیا تم لوگوں پر میرا کوئی حق ہے؟ سب لوگوں نے کہا کیوں نہیں آپ کا ہم تمام چھوٹے بڑے پر حق ہے خدا آپ کو جزائے خیر دے اور سکرات موت آپ پر آسان کرے آپ ہمارے کیا اچھے امیر و سروار اور بزرگ تھے، عبد المطلبؑ نے کہا کہ میں تم کو اپنے فرزند محمدؐ کے حق میں وصیّت کرتا ہوں کہ اُس کی عزّت کرنا اور اپنا سردار سمجھنا اور اُس کے حق کی رعایت اور اُس کی تعظیم میں کمی نہ کرنا۔ سب لوگوں نے کہا ہم نے سُنا اور جان و دل سے قبول کیا۔ پھر جان کنی کا عالم حضرت پر طاری ہوا۔ حضرت سرورِ کائنات کو گود میں لیا اور فرمایا اے فرزند سعادتمند میرے پاس سے الگ مت ہو۔ جب تک تم میرے پاس ہو مجھے راحت و آرام ہے۔ یہ کہہ رہے تھے کہ آپکی رُوح اقدس جوارِ رحمت پروردگار کی طرف پرواز کر گئی۔ روایت خاصہ و عامہ میں وارد ہوا ہے جناب سرورؐ عالم اپنے پدر بزرگوار جناب عبداللہ کی قبر پر آئے۔ دو رکعت نماز پڑھی اور آپ کو ندا کی۔ دیکھا کہ عبداللہ قبر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرتؐ کو دیکھ کر بولے "اشھد ان لاالہ الااللہ وانک بنی اللہ ورسولہ" پھر پیغمبرؐ نے فرمایا یہ علیؑ آپ کے ولی ہیں۔ اسی طرح حضرتؐ بی بی آمنہ کی قبر پر آئے اور ان سے بھی یہ سوال کیا کہ آپ کا ولی کون ہے انہوں نے پوچھا اے فرزند تمہارا ولی کون ہے؟ فرمایا یہ علیؑ ابن ابی طالب آپ کے ولی ہیں۔

ترجمہ، کہہ دو کہ میں تم کو حکم خدا کے مطابق نصیحت کرتا ہوں۔ اور بہروں کو جب نصیحت کی جائے تو وہ پکار کر سنتے ہی نہیں ﴿٤٥﴾

سورۃ الأنبیاء

جناب آمنہ نے بھی کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ علیؑ میرے ولی ہیں۔(مؤلف فرماتے ہیں کہ ان روایتوں سے ظاہر ہوا کہ آنحضرتؐ کے والدین خدا کی وحدانیت اور آنحضرتؐ کی رسالت پر ایمان رکھتے تھے۔ان کا قبر میں بلانا اس لئے تھا کہ اُن کا ایمان علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت کے اقرار سے کامل تر ہو جائے)۔روایت یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو یتیم اس لئے کر دیا تھا اور کم سنی میں آپ کے باپ مان کو دُنیا سے اُٹھا لیا تھا تا کہ خدا کی اطاعت کے سوا کسی کی اطاعت اُن پر لازم نہ ہو اور کسی کا کوئی حق سوائے خدا کے آنحضرتؐ پر نہ رہے۔

منقول ہے کہ اہل عرب ہمیشہ کچھ نہ کچھ دین ابراہیمیؑ کی متابعت کرتے رہے اور صلۂ رحم عمل میں لاتے رہے۔مہمانوں کی خاطر مدارات کیا کرتے اور کعبہ کا حج کیا کرتے تھے انکا قول تھا کہ مال یتیم سے پرہیز کرو کیونکہ وہ رسی کے مانند ہے جو انسان کو باندھ دیتی ہے۔وہ بہت سی حرام چیزوں سے عذاب کے خوف سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ وہ جب کبھی کوئی فعل حرام عمل میں لاتے بہت جلد کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہو جاتے تھے۔حرم کے درختوں کی چھال اپنے اُونٹوں کی گردنوں میں لٹکا دیتے اور چھوڑ دیتے تھے۔پھر اُن اُونٹوں کو کوئی شخص چُرا لینے اور لے لینے کی جرات نہیں کرتا تھا اور نہ کسی دوسرے درخت کی چھال انکی گردنوں میں لٹکا سکتا تھا۔اگر کوئی ایسا کرتا بہت جلد اس کو سزا مل جایا کرتی تھی۔لیکن آج ان کو مہلت دے دی گئی ہے اور خداوندِ عالم جلد ان کی گرفت نہیں کرتا اور عذاب میں مبتلا نہیں فرماتا بلکہ آخرت پر اُٹھا رکھتا ہے۔ایک مرتبہ اہل شام نے کعبہ پر چڑھائی کی اور کوہِ ابو قبیس پر کعبہ کو برباد کرنے کے لئے منجنیق نصب کی تو خدا نے اُن پر چڑیوں کے پروں کے مانند ایک ابر بھیجا جس میں سے بجلی گری جس نے ستر۷۰ آدمیوں کو جلا کر خاک کر دیا جو منجنیق کے گرد موجود تھے۔روایت کے مطابق ایک

ترجمہ، (وہ یہ) کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور میں اس کی طرف سے تم کو ڈر سنانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں (۲)

سورۃ ھود

شخص حضرت رسالت مآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ میرے یہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی، میں نے اس کی پرورش کی جب وہ بالغ ہوئی میں نے اس کو اچھے اچھے کپڑے اور زیور پہنائے اور ایک کنویں پر لے گیا اور اس میں ڈال دیا۔ اس کا آخری کلمہ جو میں نے سُنا "ہائے بابا جان" تھا۔ اب فرمایئے اس کا کیا کفارہ ہے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا تیری ماں ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ پوچھا کوئی خالہ ہے؟ وہ بولا ہاں خالہ ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنی خالہ ساتھ نیکی کر کہ وہ بمنزلۂ ماں ہے۔ شائید اس کا کفارہ ہو جائے۔ راوی نے حضرت صادقؑ سے پُوچھا کہ کس زمانہ میں یہ فعل شنیع ہوتا تھا؟ فرمایا بعثت سرورِ کائنات سے پہلے زمانہ جاہلیّت میں لوگ اپنی لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے تاکہ دشمن کبھی ان کو قید کر کے لے جائیں اور اُن سے اولاد حاصل کریں جو ہمارے واسطے ننگ و عار کا سبب ہے۔

آنحضرتؐ کے نُور مبارک کی خلقت کا ذکر:

منقول ہے کہ تبع ادس و خزرج دو قبیلوں کو یمن سے ساتھ لایا تھا اور ان کو مدینہ میں آباد کیا تھا اور اُن سے کہا تھا کہ انتظار کرو عنقریب ایک پیغمبر ظاہر ہو گا جس کے اوصاف میں نے سُنے ہیں۔ وہ مکّہ میں مبعوث ہو گا اور مدینہ میں ہجرت کر کے آئے گا۔ اگر میں اسکے زمانہ تک زندہ رہا تو اُس پر ایمان لاؤں گا اور اس کے ساتھ دشمنوں سے لڑوں گا۔ دوسری حدیث کے مطابق کہ یہودیوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ محمدؐ کی ہجرت عیر و اُحد کے درمیان ہو گی۔ لہٰذا اُن کی تلاش میں

ترجمہ، (اور اپنے) پیغمبر (بھی بھیجے ہیں) جو تمہارے سامنے خدا کی واضح المطالب آیتیں پڑھتے ہیں تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ہیں ان کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے آئیں اور جو شخص ایمان لائے گا اور عمل نیک کرے گا ان کو باغہائے بہشت میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہیں ہیں ابدالآباد ان میں رہیں گے۔ خدا نے ان کو خوب رزق دیا ہے ﴿۱۱﴾

سورۃ الطلاق

نکلے اور ایک پہاڑ پر پہنچے جس کو حداد کہتے تھے اور حداد اور اُحد ایک ہی ہے وہ اس کے چاروں طرف متفرق ہو گئے کچھ فدک میں آباد ہوئے کچھ خیبر میں جابسے اور بعض نیما میں مقیم ہو گئے۔ اور جو لوگ نیما میں رہتے تھے ایک مدّت کے بعد اپنے دوستوں سے ملنے کے مشاق ہوئے اور قبیلۂ قیس کے ایک اعرابی سے چند اُونٹ کرایہ پر لئے۔ اعرابی نے کہا میں آپ لوگوں کو عیر و اُحد کے درمیان سے لے چلتا ہوں۔ انہوں نے کہا جب اُس مقام پر پہنچا ہم کو بھی آگاہ کرنا۔ غرض وہ جب مدینہ کے درمیان پہنچا اُنکو بتایا کہ یہ کوہِ عیر ہے اور دو کوہِ اُحد ہے۔ یہ سُنکر وہ لوگ اُونٹوں سے اُترے اور بولے کہ ہم منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ اب تمہارے اُونٹوں کی ہم کو ضرورت نہیں ہے۔ جہاں چاہو چلے جاؤ اور اپنے دوستوں کو لکھا جو فدک اور خیبر میں تھے کہ ہم جس جگہ کی تلاش میں تھے وہاں پہنچ گئے تم لوگ بھی چلے آؤ۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ ہم سر دست اس مقام پر آباد ہو گئے ہیں اور اپنے مکانات بنوا لئے اور سامان اکٹھا کر چکے ہیں۔ ہمارا یہاں سے منتقل ہونا دشوار ہے۔ ہم تم سے دُور نہیں ہیں۔ جب وہ پیغمبر منتظر ظاہر ہو گا جلد سے جلد ہم اس کی خدمت میں پہنچ جائیں گے۔ غرض وہ لوگ مدینہ میں قیام پذیر ہوئے۔ مکانات بنائے اور مال واسباب و مویشی وغیرہ حاصل کئے۔ جب تبع کو معلوم ہوا کہ وہ بہت مالدار ہو گئے ہیں تو ان کیطرف روانہ ہوا تا کہ اُن سے جنگ کر کے اُن کے تمام مال واسباب چھین لے۔ وہ لوگ ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہو گئے۔ تبع لشکر جرّار لے کر آیا اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ یہودی کمزوروں پر رحم کیا کرتے تھے۔ رات کے وقت تبعؑ کے لشکر والے خرما اور جو، اُن اہلِ قلعہ کے لئے پھینک دیا کرتے تھے۔ تبّع کو معلوم ہوا تو اس نے بھی ان پر رحم کیا اور امان دی تو وہ لوگ قلعہ سے باہر نکلے۔ تبعؑ نے ان سے کہا مجھ کو تمہارے شہر بہت پسند آئے ہیں۔ چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ رہوں۔ انہوں نے کہا، آپ کے لئے یہ شہر مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ محل ہجرت پیغمبر آخرالزمانؐ ہے۔ اور

ترجمہ، اور خدا کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اگر تم منہ پھیر لوگے تو ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام کا کھول کھول کر پہنچا دینا ہے (۱۲) سورۃ التغابن

جب تک وہ ظاہر نہ ہو گا کوئی بادشاہ اس جگہ پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ اُس نے کہا میں اپنے عزیزوں میں سے کچھ لوگوں کو یہاں چھوڑنا چاہتا ہوں کہ جب وہ پیغمبر ظاہر ہو اس کی مدد کریں۔ غرض اُن لوگوں کے ساتھ اُس نے دو قبیلوں اوس اور خزرج کو وہاں آباد کیا۔ رفتہ رفتہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔ آخر وہ لوگ یہودیوں پر غالب ہوئے اور انکے سامان و اسباب اور مال و دولت چھین لئے۔ یہودیوں نے اُنسے کہا کہ جب محمدؐ مبعوث ہونگے ہم بھی تم کو اپنے گھروں سے جن پر تم قابض ہو گئے ہو نکال باہر کریں گے۔ لیکن جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تو انصار تو ایمان لائے مگر یہودی کافر ہو گئے اسی مطلب کی طرف خداوند عالم نے اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے "پہلے کافروں پر فتح یاب ہونے کی دُعائیں مانگتے تھے۔ پھر جب اُن کے پاس وہ چیز جس کو پہچانتے تھے آگئی، تو انکار کرنے لگے لہٰذا کافروں پر خدا کی لعنت ہے" (آیت ۸۹، سورۃ بقرہ)۔

روایت ہے کہ جب تبّع مدینہ میں آئے تین سو پچاس یہودیوں کو قتل کیا اور چاہا کہ مدینہ کو خراب و برباد کردیں۔ ایک بُوڑھے یہودی نے کہا جس کی عمر دو سو پچاس سال کی تھی کہ اے بادشاہ تیرے ایسے انسان کو زیب نہیں دیتا ہے کہ لوگوں کو محض غصّہ میں قتل کر ڈالے اور اس شہر کو خراب و برباد کرنا تیرے بس کی بات نہیں۔ تبّع نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ فرزندانِ اسمٰعیلؑ سے ایک پیغمبر مکّہ میں ظاہر ہو گا اور اس شہر کی طرف ہجرت کرے گا۔ یہ سُنکر تبّع ان کے قتل سے باز آئے اور مکّہ کی جانب گئے وہاں پہنچ کر کعبہ پر غلاف چڑھایا اور وہاں کے لوگوں کو کھانا کھلایا۔ اور چند اشعار نظم کئے جنکا مضمون یہ ہے "میں شہادت دیتا ہوں کہ احمدؐ اس خدا کے رسُول ہیں جو تمام خلائق کا پیدا کرنے والا ہے۔ اگر میری عمر نے وفا کی اور میں زندہ رہا تو بیشک اس کا وزیر اور اُس کا پسر عم ہوں گا"۔ پھر وہ مدینہ آیا اور آنحضرتؐ پر ایمان لایا، اور اپنے اصحاب میں

ترجمہ، وہی تو ہے جو اپنے بندے پر واضح (المطالب) آیتیں نازل کرتا ہے تاکہ تم کو اندھیروں میں سے نکال کر روشنی میں لائے۔ بے شک خدا تم پر نہایت شفقت کرنے والا (اور) مہربان ہے ﴿۹﴾
سورۃ الحدید

سے چار سو اشخاص کو وہاں آباد کیا کہ وہ آنحضرتؐ کے ظہور کا انتظار کریں اور آنحضرتؐ کی نصرت کریں جبکہ وہ ظاہر ہوں اور ایک خط آنحضرتؐ کیلئے لکھ کر اپنے وزیر کو دیا جس میں اپنے ایمان لانے کا ذکر کیا کہ وہ بھی آنحضرتؐ کی اُمّت میں ہے اور التجا کی ہے کہ حضورؐ اس کی بھی شفاعت فرمائیں۔ روایت کے مطابق آنحضرتؐ پر پہلے سے ایمان لانے والوں میں قیس بن ساعدہٗ ایادی بھی تھے۔ چنانچہ روایت ہے کہ جب حضرت رسالت پناہؐ نے مکّہ کو فتح کیا ایک روز کعبہ معظمہ کے نزدیک بیٹھے تھے کہ ایک گروہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ حضرتؐ نے پوچھا تم لوگ کس قوم سے ہو؟ عرض کی بکر بن وائل سے۔ پوچھا تم کو کچھ قیس بن ساعدہٗ ایادی کا حال بھی معلوم ہے؟ عرض کی ہاں، یا رسولؐ اللہ دریافت فرمایا کہ وہ کہاں ہے؟ عرض کی ان کا انتقال ہو گیا۔ فرمایا ہر طرح کی تعریف سزاوار ہے موت و زندگی کے پروردگار کے لئے جو ہر نفس کو موت کا مزہ چکھانے والا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ قیس بازار عکاظ میں ایک سُرخ اُونٹ پر سوار لوگوں کو خُطبہ سُنا رہے ہیں کہ لوگو! جمع ہو اور جب جمع ہو تو خاموش ہو جاؤ، جب خاموش ہو جاؤ تو غور سے سُنو اور سُنو تو یاد رکھو، اور یاد رکھو تو عمل کرو، اور عمل کرو تو لوگوں کو بھی بتاؤ۔ بے شبہ جو پیدا ہوا وہ مرے گا اور جو مر گیا پھر اس دُنیا میں واپس نہ آئے گا۔ یقیناً آسمان پر نعمتیں ہیں اور زمین پر عبرتیں۔ خدا نے تمہارے واسطے آسمان کی بلند چھت اور زمین کا فرش تیار کیا ہے، ستاروں کی متحرک کیا، اور رات و دن کو ایک دوسرے کے بعد جاری کیا، اطراف زمین میں دریا پیدا کیئے جنکی گہرائی معلوم نہیں۔ سچ کہتا ہوں کہ یہ سب کھیل تماشہ نہیں ان کے پیچھے عجیت امورِ آخرت ہیں۔ جو لوگ دُنیا سے جاتے ہیں کیوں واپس نہیں آتے۔ کیا وہاں رہنے پر راضی ہو جاتے ہیں یا

ترجمہ، (اے محمد ﷺ) جب منافق لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو (از راہ نفاق) کہتے ہیں کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپ بے شک خدا کے پیغمبر ہیں اور خدا جانتا ہے کہ در حقیقت تم اس کے پیغمبر ہو لیکن خدا ظاہر کئے دیتا ہے کہ منافق (دل سے اعتقاد نہ رکھنے کے لحاظ سے) جھوٹے ہیں (۱)

سورۃ المنافقون

سورہتے ہیں اور نیند ہی میں قائم رکھے گئے ہیں۔ بقسم کہتا ہوں کہ خدا کا ایک دین ہے جو تمہارے دین سے بہتر ہے۔ حضرت رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ خدا قیس پر رحمت نازل کرے کہ وہ قیامت میں تنہا مبعوث ہوں گے کیونکہ وہ اپنے قبیلہ میں اکیلے صاحب ایمان تھے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں کسی کو اس کے اشعار یاد ہوں تو سُناؤ۔ ان میں سے ایک صاحب نے اُنکے چند اشعار سُنائے جو روز قیامت اور حشر پر ایمان سے متلق تھے۔ اور اس قدر بلند اور حکمت سے بھرے ہوئے تھے کہ اس کے قبیلہ کا جب کوئی آدمی آتا تھا تو حضرتؐ اس سے اس کے اشعار سُنانے کی فرمائش کیا کرتے تھے اور نہایت غور سے سُنتے تھے۔ روایت میں ہے کہ وہ ساٹھ سال زندہ رہے۔ اور وہ اپنی قوم میں پہلے شخص تھے جو روز قیامت پر ایمان رکھتے تھے اور جناب سرورِ عالمؐ کو حسب و نسب کے ساتھ پہچانتے تھے اور ان کے ظاہر و مبعوث ہونے کی خوشخبری دیا کرتے تھے، اور ان کے خطبوں میں بھی آنحضرتؐ کی بشارت ہوتی تھی۔ ایک روایت کے مطابق خدا نے حضرت عیسٰےؑ کو وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل کو آگاہ کریں کہ وہ مجھ پر اور میرے اُمّی پیغمبرؐ پر ایمان لائیں جس کی نسل اس کی دختر بابرکت سے چلے گی جو تمہاری ماں مریمؑ کے ساتھ بہشت میں ہوگی۔ طوبٰی اس کے لئے ہے جو اس پر ایمان لائے۔ جناب عیسیٰؑ نے دریافت کیا معبود طوبٰی کیا ہے؟ فرمایا وہ بہشت میں ایک درخت ہے جس کے نیچے نہر جاری ہے جو شخص اس سے ایک گھونٹ پی لیتا ہے کبھی پیاسا نہیں ہوتا۔ عیسٰےؑ نے عرض کی پالنے والے اس میں سے ایک گھونٹ مجھے بھی عطا فرما۔ خدا نے فرمایا کہ اے عیسٰیؑ اس کا پانی تمام پیغمبروں پر حرام ہے جب تک کہ وہ پیغمبر نہ پی لے۔ اور دوسری اُمتّوں پر حرام ہے قبل اس کے کہ اس پیغمبر کی اُمّت نہ پی لے۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضرت آدمؑ نے خدا

ترجمہ، اور اگر تم ان اہلِ کتاب کے پاس تمام نشانیاں بھی لے کر آؤ، تو بھی یہ تمہارے قبلے کی پیروی نہ کریں۔ اور تم بھی ان کے قبلے کی پیروی کرنے والے نہیں ہو۔ اور ان میں سے بھی بعض بعض کے قبلے کے پیرو نہیں۔ اور اگر تم باوجود اس کے کہ تمہارے پاس دانش (یعنی وحیٔ خدا) آچکی ہے، ان کی خواہشوں کے پیچھے چلوگے تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤگے ﴿۱۴۵﴾ سورۃ البقرۃ

سے سوال کیا تھا کہ پیغمبروں کی صورت اُن کو دکھادے۔ خدا نے تمام پیغمبروں کی شبیہیں اُن کے لئے بھیجیں۔ وہ مغرب میں حضرت آدمؑ کے خزانہ میں محفوظ تھیں، ذوالقرنین نے ان کو نکالا اور حضرت دانیال کو دے دیا تھا۔

قطب راوندی علیہ الرحمتہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ توریت کے سفر اوّل میں ہے کہ جناب ابراہیمؑ پر ایک فرشتہ نازل ہوااور کہا کہ اس پیرانہ سالی میں تمہارے ایک فرزند ہوگا جس کا نام اسحٰق ہے۔ ابراہیمؑ بولے کاش اس وقت تک اسمٰعیلؑ زندہ رہتا تو معبود تیرے گھر کی خدمت کرتا۔ خدا نے فرمایا کہ تمہاری یہ آرزو بر آئے گی اور میں نے تمہاری دُعا اسمٰعیلؑ کے بارے میں قبول کی۔ اس کو برکت عطا کروں گا۔ اس کو بڑا اور بزرگ کروں گا۔ اور اس سے بارہ بلند نفوس پیدا ہوں گے اور اُن سے بہت سی اُمتیں بناؤں گا۔ توریت میں دوسرے مقام پر مذکور ہے کہ خداوندعالم نے ان کے کلام اور حجت کو طور سینا کی جانب سے ظاہر فرمایا اور تجلّے فرمائی ساعیر سے اور ظاہر ہوا کوہِ فاران سے۔ سَینا ایک پہاڑ ہے جس پر خدا نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا تھا، اور ساعیر شام میں ایک پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے تھے، اور کتاب حیقوق میں درج ہے کہ یمن کی سرزمین سے ایک بزرگ تقدیس کرنے والا کوہِ فاران پر آئے گا جس سے آسمان کو زینت حاصل ہوگی جو زمین کو نُور سے بھر دے گا اور موت اُس کے سامنے چلتی پھرتی ہوگی۔ اور کتاب حزقیل میں لکھا ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل سے خطاب فرمایا کہ میں نے فرزندانِ قیدار کی فرشتوں کے ذریعہ مدد کی ہے اور تمہارے دین کو اُن سے پامال کراؤں گا۔ وہ تم کو اپنے دین میں لے لیں گے اور تمہاری حمیت وغضب کے سبب تمہاری جانیں فنا کر دیں گے اور جو کچھ تمہاری نسبت میری مرضی ہوگی وہ عمل میں لائیں گے کیونکہ اُن کے پاس محمدؐ کو ظاہر کروں گا تاکہ

ترجمہ، جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ ان (پیغمبر آخرالزماں) کو اس طرح پہچانتے ہیں، جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں، مگر ایک فریق ان میں سے سچی بات کو جان بوجھ کر چھپا رہا ہے

فرزندانِ قیدار اس کی اطاعت کریں۔ وہ ان کے دشمنوں کو قتل کرے گا اور خداوند عالم جنگ بدر و خندق و حنین میں فرشتوں کے ذریعہ اس کی مدد کرے گا۔ اور سفر پنجم میں لکھا ہے کہ (اے موسیٰ) میں بنی اسرائیل کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تمہاری طرح ایک پیغمبر مبعوث کروں گا اور اپنا کلام اس کے دہن میں قرار دُوں گا اُنکے بھائی اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ حیقوق اور دانیالؑ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ اپنا دین اور اپنی کتاب یمن سے اور اپنی تقدیس کوہِ فاران سے ظاہر کرے گا تو وہ خدا کی حمد اور احمدؐ کی تعریف سے پُر ہو جائے گا۔ اور سطوت وصولت کے ساتھ زمین کا مالک ہو گا۔ اس کا نُور زمین کو روشن کر دے گا اور اس کا لشکر دریا و صحرا میں پھیلا ہو گا۔ اور کتاب شعیاؑ میں حضرتؐ کی تعریف میں منقول ہے کہ وہ میرا بندہ، میرا پسندیدہ و برگزیدہ ہے اس پر اپنی رُوح نازل کروں گا۔ اس کے ذریعہ سے میرا عدل قوموں میں ظاہر ہو گا۔ وہ اندھوں کو بنیا اور بہروں کو سُننے والا بنا دے گا۔ لہو و لعب بکجانب توجّہ نہ کرے گا۔ اور وہ خدا کا نُور ہے جو کبھی زائل نہ ہو گا یہاں تک کہ میری زمین میں میری حجت قائم کر دے اُسی کے ذریعہ سے لوگوں کے عذر و حیلے منقطع ہوں گے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ اس کی بادشاہی کی علامت اس کے شانے پر ہو گی۔ اور دوسری جگہ کتاب شعیاؑ میں تحریر ہے کہ مجھ سے کہا گیا کہ اُٹھ اور دیکھ کیا نظر آتا ہے۔ میں نے کہا دو سواروں کو دیکھ رہا ہوں جو آ رہے ہیں۔ ایک دراز گوش پر سوار ہے دوسرا اُونٹ پر۔ اور ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ بابل اپنے بتّوں سمیت گِر پڑا۔ اور داودؑ کی زبور میں مسطور ہے کہ خداوند سُنت جاری کرنے والے کو مبعوث فرما جو لوگوں کو بتا دے کہ عیسےٰؑ بشر ہیں خدا نہیں ہیں۔ اور بہت سے مقامات پر آنحضرتؐ کی علامتیں مذکور ہیں۔ اور انجیل میں لکھا

ترجمہ، اے پیغمبر اگر یہ لوگ تم سے جھگڑنے لگیں تو کہنا کہ میں اور میرے پیرو تو خدا کے فرمانبردار ہو چکے اور اہل کتاب اور ان پڑھ لوگوں سے کہو کہ کیا تم بھی (خدا کے فرمانبردار بنتے ہو) اور اسلام لاتے ہو؟ اگر یہ لوگ اسلام لے آئیں تو بے شک ہدایت پالیں اور اگر (تمہارا کہا) نہ مانیں تو تمہارا کام صرف خدا کا پیغام پہنچا دینا ہے اور خدا (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے ﴿۲۰﴾ سورۃ آل عمران

ہے کہ مسیح نے اپنے حواریوں سے کہا کہ میں جاتا ہوں اور بہت جلد تمہارے پاس فارقلیط رُوح حق کے ساتھ آنے والا ہے جو اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا بلکہ جو کچھ کہے گا وہ وحی ہوگی۔ وہ میری اور تمہاری گواہی دے گا۔ ہم سب اس کے پاس حاضر ہوں گے وہ ہر امر کی خبر تم کو دے گا۔ اور حکایت یوحنا میں حضرت مسیح سے منقول ہے کہ فارقلیط نہیں آئے گا۔ جب تک میں نہ جاؤں گا۔ وہ جب آئے گا تو لوگوں کو گناہوں پر سرزنش کرے گا۔ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا جو کچھ کہے گا وہ خدا سے سُنکر کہے گا۔ اور بہت جلد تمہارے لئے دین حق لائے گا اور تم کو حوادث اور غیب کی باتوں سے آگاہ کرے گا۔ دوسری حکایت میں بیان کیا ہے کہ فارقلیط وہ رُوح حق ہے جس کو خدا میرے نام کے ساتھ بھیجے گا۔ وہ ہر چیز تم کو سکھائے گا۔ اور میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ تمہارے پاس دوسرے فارقلیط کو بھیجے جو تمہارے ساتھ ابد تک رہے اور تمہیں ہر چیز کی تعلیم دے۔ دوسری حکایت میں لکھا ہے کہ تمہارے درمیان سے بشر جاتا ہے اس کے بعد فارقلیط آئے گا اور تمہارے واسطے رازوں کو ظاہر کرے گا۔ وہ تمہارے لئے ہر چیز کی تفسیر کرے گا۔ وہ میری رسالت کی تصدیق کریگا۔ جس طرح میں اس کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ میں تمہارے واسطے مثالیں لایا ہوں وہ ان کی تاویل لائے گا۔ دوسری جگہ مذکور ہے کہ جب حضرت یحییٰؑ کو ظالموں نے قید کیا تاکہ شہید کریں، انہوں نے اپنے شاگردوں کو جناب عیسیٰؑ کے پاس بھیجا۔ اور کہلایا کہ میں تمہارا انتظار کرتا ہوں کہ تم میرے پاس آؤ گے یا کسی اور کا انتظار کروں۔ آپ نے جواب میں کہلایا کہ حق ویقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ عورتوں میں سے کسی نے یحییٰؑ سے بہتر کسی کو نہیں جنا ہے۔ بیشک توریت اور پیغمبروں کی کتابوں میں درج ہے کہ بعض کے بعد بعض آئے یہاں تک کہ یحییٰؑ آئے۔ اور اب میں کہتا ہوں اگر چاہو قبول کرو یقیناً میرے بعد الیاؑ آئے گا۔ تو سُننے والے کان جس کے ہیں وہ سُنے کہ احمدؐ الیاؑ کی جگہ پر ہوگا۔ اور یہ تاویل کی ہے کہ الیاؑ سے مراد علیؑ ہیں۔ اور

ترجمہ، اس نے (اے محمد ﷺ) تم پر سچی کتاب نازل کی جو پہلی (آسمانی) کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اسی نے تورات اور انجیل نازل کی (۳)

سورۃ آل عمران

بعضوں نے کہا کہ اس واسطے علیؑ کو کہا کہ امور دین حضرت سرورِؐ عالم کی حیات میں اور ان کی وفات کے بعد اُن پر قرار پائیں گے۔ اور حضرت آدمؑ پر خداوندِ عالم نے جو کچھ وحی فرمائی اُن میں سے ایک امر یہ ہے کہ میں خدائے مکّہ یعنی مکّہ ہوں۔ وہاں کے رہنے والے میرے ہمسایہ ہیں اور اس کی زیارت کرنے والے میرے مہمان ہیں۔ میں اُس مقام کو اہل آسمان سے آباد کروں گا۔ اور اہل زمین جوق جوق اس کی طرف تکبیر و تلبیہ کی آوازیں بلند کرتے ہوئے آئیں گے۔ تو جو شخص صرف میری خوشنودی کے لئے اس کی زیادت کرے گا۔ اس نے گویا میری زیادت کی اور میرے گھر آیا پھر مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنی کرامت سے اس کو مخصوص کروں اور اس گھر کو تمہارے فرزندوں میں سے ایک شخص ابراہیمؑ کے ذکر و شرف و بزرگی اور پیغمبری کا سبب قرار دوں گا۔ اور اس کے لئے اس گھر کے حجرے بناؤں گا۔ اور اُس کے ہاتھوں سے اس کی عمارت تیار کراؤں گا اور اس کے لئے اُس کا پانی (زمزم) اور اس کیلئے حلال و حرام جاری کروں گا۔ اور اس کے ذریعہ سے مشعر حرم لوگوں کو پہنچاؤں گا۔ اور اُس کے گلی کوُچوں کو آباد کروں گا یہاں تک کہ تمہارے فرزندوں میں سے وہ پیغمبر آئے جس کا نام محمدؐ ہے اور وہ آخری پیغمبر ہے۔ اور اس کو اس کے گھر کے ساکنوں اور والیوں میں قرار دُوں گا۔ آنحضرتؐ کے معجزات میں سے ہے کہ خداوندِ عالم نے آنحضرتؐ کا نام یعنی محمدؐ محفوظ رکھا تھا، کوئی دوسرا حضورؐ سے پہلے اس نام سے موسوم نہیں ہوا باوجودیکہ لوگوں نے مدتوں پر زمانہ میں اس صاحب اسم کے بارے میں بشارتیں سُنی تھیں۔ چنانچہ سراقہ بن جعشم سے منقول ہے کہ میں تین اشخاص کے ساتھ شام کی جانب گیا۔ وہاں ایک چشمہ کے کنارہ ہم نے قیام کیا جس کے چاروں طرف چند درخت تھے اس کے نزدیک ایک نصرانی کا دیر تھا۔ نصرانی نے اپنے دیر سے دیکھا اور پوچھا تم لوگ کون ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم قبیلۂ مضر سے ہیں۔ اس نے پوُچھا کس مضر سے؟ ہم نے کہا حذف کے مضر سے، اُس نے کہا بہت

ترجمہ، اور جو کتاب (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تم پر نازل ہوئی اور جو کتابیں تم سے پہلے (پیغمبروں پر) نازل ہوئیں سب پر ایمان لاتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں ﴿٤﴾ سورۃ البقرۃ

جلد تم میں ایک پیغمبر مبعوث ہوگا جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا۔ جب ہم لوگ اپنے گھروں کو واپس آئے ہم میں سے ہر ایک کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور سب نے محمدؐ نام رکھا۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ کفار قریش نے نصر بن الحرص اور علقمہ بن ابی معیط کو مدینہ بھیجا تاکہ آنحضرتؐ کی نبوّت معلوم کریں۔ انہوں نے مدینہ پہنچ کر علمائے یہود سے دریافت کیا انہوں حضرتؐ کے اوصاف بیان کئے پھر پوُچھا کہ اس کی متابعت تمہاری قوم کے کن لوگوں نے کی؟ وہ بولے فقیروں اور کمزوروں نے کی ہے تواُن میں سے ایک عالم نے چلاّ کر کہا کہ وہ پیغمبر ہے جس کی تعریف ہم نے توریت میں پڑھی ہے۔ اس کی قوم کے لوگ اس کی دشمنی میں سب سے زیادہ ہوں گے۔

سَیّدالبشرؐ کی ولادت اور پیدائش کے وقت ظاہر ہونے والے معجزات:

علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت سترھویں ماہ ربیع الاوّل کو ہوئی، اور دوسرے لوگ بارہویں ربیع الاوّل جانتے ہیں اور انہی میں سے بعض آٹھ یا دس ربیع الاوّل کے قائل ہیں اور ان میں سے شاذ و نادر ماہِ رمضان میں سمجھتے ہیں۔ اور محمد بن یعقوب کلینی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت کی ولادت جب ہوئی تو ماہ ربیع الاوّل کی بارہ راتیں گزری تھیں جمعہ کا دن اور زوالِ آفتاب کا وقت تھا۔ جس سال خانہ کعبہ کو برباد کرنے ہاتھیوں کا لشکر لایا گیا تھا اور وہ سنگریزوں کے ذریعہ ہلاک ہوئے تھے۔ اور دوسری روایت میں طُلوع فجر کا وقت تھا بعثپ سے چالیس سال پہلے۔ حضرت کی والدہ ایاّم تشریق میں درمیانی جمرہ کے مقام پر عبداللہ بن

ترجمہ، اور جو کتاب میں نے (اپنے رسول محمد ﷺ پر) نازل کی ہے جو تمہاری کتاب تورات کو سچا کہتی ہے، اس پر ایمان لاؤ اور اس سے منکر اول نہ بنو، اور میری آیتوں میں (تحریف کرکے) ان کے بدلے تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیاوی منفعت) نہ حاصل کرو، اور مجھی سے خوف رکھو ﴿٤١﴾

سورة البقرة

عبد المطلب کے گھر حاملہ ہوئیں اور حضرتؐ کی ولادت مکّہ معظمہ میں شعب ابی طالب میں محمد بن یوسف کے مکان میں داہنی جانب کے حجرہ میں واقع ہوئی اور ہارون رشید کی ماں خیزران نے اس حجرہ کو مکان سے باہر نکال کر مسجد بنادیا جس میں لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ گویا کلینی نے ولادت حضرتؐ کے تعین میں تقیہ کیا اور غیروں کے درمیان شہرت کے موافق بیان فرمایا ہے۔ صاحب کتاب عدد قویہ نے کہا ہے کہ حضورؐ کی ولادت سترھویں ماہ ربیع الاوّل روز جمعہ طلوعِ صبح کے وقت اصحاب فیل کے ہلاک ہونے کے پچپن یا پینتالیس روز یا تیس سال بعد واقع ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ اُسی روز اور زیادہ مشہور یہ ہے کہ اُسی سال واقع ہوئی۔ اور عامہ کہتے ہیں کہ روز دوشنبہ کو حضرتؐ پیدا ہوئے اور نوشیرواں کی بادشاہی کے سات سال باقی تھے۔ بعض کا قول ہے کہ ہرمزین نوشیرواں کی بادشاہی کے زمانہ میں آنحضرتؐ کی ولادت ہوئی۔ طبری کا قول ہے کہ نوشیرواں کی حکومت کے بیالیس سال گزرے تھے۔ اس قول کی مؤید وہ روایت ہے جو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں بادشاہ عادل کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ بیان کرتے ہیں کہ شباط رومی کی بیس اور بعض کا قول ہے کہ پہلی یا بیس یا اٹھائیس تاریخ تھی اور اہل فارس کے مہینے کی سترھویں تاریخ تھی اور منزل قمر سے ستارہ عقرب طالع تھا۔ اور ابومعشر کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت کا طائع جدی بیسویں درجہ میں تھا اور زحل و مشتری بُرج عقرب میں تھے مریخ اپنے خانہ میں بُرج حمل میں تھا اور سورج شرف حمل میں تھا اور زہرہ شرف میں بُرج حوت میں تھا اور عطارد بھی حوت میں تھا۔ چاند بھی پہلے میزان میں اور راس جوزا میں تھا اور زنب قوس میں۔ حضرتؐ

ترجمہ، (اے محمدؐ) ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں۔ سو ہم تم کو اسی قبلے کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو، منہ کرنے کا حکم دیں گے تو اپنا منہ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لو۔ اور تم لوگ جہاں ہوا کرو، (نماز پڑھنے کے وقت) اسی مسجد کی طرف منہ کر لیا کرو۔ اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے، وہ خوب جانتے ہیں کہ (نیا قبلہ) ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔ اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں، خدا ان سے بے خبر نہیں ﴿۱۴۴﴾ سورة البقرة

اپنے مکان میں پیدا ہوئے بعد میں وہ مکان عقیل بن ابی طالب کو دے دیا۔ عقیل نے اس کو محمد بن یوسف حجاج کے بھائی کے ہاتھ فروخت کر دیا اُس نے اس کو اپنے مکان میں شامل کر لیا۔ ہارون کا زمانہ آیا تو اس کی ماں خیزراں نے اس کو محمد بن یوسف کے مکان سے الگ کر کے مسجد بنا دیا وہ ابتک اُسی حال پر باقی ہے اور لوگ اس کی زیادت کو جاتے ہیں اور ابن بابویہ نے بیان کیا ہے کہ آنحضرتؐ کی والدہ اٹھارھویں ماہ جمادی الآخر شبِ جمعہ کو حاملہ ہوئیں۔ پھر بسند معتبر حضرت ابو طالب سے روایت کی ہے کہ عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ میں ایک رات حجر اسمٰعیل میں سویا ہوا تھا ناگاہ میں نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ صبح کو بیدار ہوا تو مجھے راہ میں ایک کاہن نے دیکھا کہ میں کانپ رہا تھا اور میرے سر کے بال میرے کاندھے پر پڑے ہوئے ہل رہے تھے۔ اس نے مجھ میں تغیّر مشاہدہ کیا تو پوچھا کہ بزرگ عرب کو کیا امر در پیش ہوا کہ اس کا رنگ ایسا متغیّر ہو گیا ہے۔ کیا کوئی حادثہ واقع ہوا ہے؟ میں نے کہا آج میں حجر اسمٰعیلؑ میں سویا ہوا تھا خواب دیکھا کہ ایک درخت میری پُشت سے روئیدہ ہوا اور اس قدر بڑھا کہ آسمان تک بلند ہو گیا اور اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں جا پہنچیں۔ اور اس درخت سے ایک نُور نکلا جو آفتاب نُور سے ستر گنا زیادہ تھا اور عرب و عجم اس درخت کو سجدہ کر رہے تھے۔ اس کا نُور اور اس کی بلندی ہر آن بڑھتی جاتی تھی۔ قریش کی ایک جماعت چاہتی تھی کہ اس درخت کو اکھاڑ دیں، جب اس کے پاس جانا چاہتے تھے ایک جوان نہایت پاکیزہ صورت عمدہ لباس پہنے ہوئے ان کو پکڑتا اور ان کی پشت توڑ دیتا، اور ان کی آنکھیں نکال دیتا تھا۔ میں نے اپنا ہاتھ بلند کر کے چاہا کہ اس کی ایک شاخ توڑ لوں تو اس

ترجمہ، (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو سچائی کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اہل دوزخ کے بارے میں تم سے کچھ پرسش نہیں ہو گی ﴿۱۱۹﴾ اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی، یہاں تک کہ تم ان کے مذہب کی پیروی اختیار کر لو۔ (ان سے) کہہ دو کہ خدا کی ہدایت (یعنی دین اسلام) ہی ہدایت ہے۔ اور (اے پیغمبر) اگر تم اپنے پاس علم (یعنی وحی خدا) کے آجانے پر بھی ان کی خواہشوں پر چلو گے تو تم کو (عذاب) خدا سے (بچانے والا) نہ کوئی دوست ہو گا اور نہ کوئی مددگار ﴿۱۲۰﴾ سورۃ البقرۃ

جوان نے مجھ کو آواز دی کہ اس میں آپ کا حصّہ نہیں ہے۔ میں نے کہا درخت تو میرا ہے اور میرا ہی حصّہ اس میں نہیں۔ اس نے کہا اس میں اُن لوگوں کا حصّہ ہے جو اس درخت سے لپٹے ہوئے ہیں۔ یہ خواب دیکھ کر میں خوفزدہ بیدار ہوا۔ جب اس کاہن نے یہ خواب سُنا اس کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ بولا کہ اگر آپ سچ کہتے ہیں تو آپ کی صلب سے ایک لڑکا پیدا ہو گا جو مشرق و مغرب کا مالک ہو گا اور پیغمبر ہو گا۔ تو عبدالمطلب نے ابو طالب سے کہا کہ وہ جوان جو اس کی مدد کر رہا تھا کوشش کرو کہ تم ہو۔ لہٰذا ابو طالب ہمیشہ آنحضرتؐ کی نبوّت کے بعد اس خواب کا تذکرہ کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ واللہ وہ درخت ابوالقاسم امین تھے (مؤلف فرماتے ہیں کہ اُس جوان سے مراد امیر المومنینؑ ہوں گے)۔

روایت ہے ابلیس ساتویں آسمان تک جایا کرتا تھا اور اخبار سماوی سُنا کرتا تھا۔ جب حضرت عیسٰیؑ پیدا ہوئے اُس کو تین آسمانوں تک جانے کی ممانعت کر دی گئی، لیکن چوتھے آسمان تک جایا کرتا تھا۔ جب رسولِؐ خدا پیدا ہوئے اس کو تمام آسمانوں سے روک دیا گیا اور شیطانوں کو تیرہائے شہاب سے مار کر بھگایا جانے لگا تو قریش نے دیکھ کر کہا کہ دُنیا ختم ہونے اور قیامت آنے کا وقت آگیا جیسا کہ ہم نے سُنا ہے جو اہلِ کتاب ذکر کیا کرتے تھے۔ عمرو بن اُمیّہ جو اہل جاہلیّت میں سب سے زیادہ صاحبِ علم اور جاننے والا تھا بولا کہ وہ مشہور ستارے جن سے لوگوں کو گرمی و سردی کے زمانہ کا پتہ چلتا ہے اگر ان میں سے ایک ستارہ ٹوٹ کر گرِ پڑے تو سمجھنا چاہیئے کہ تمام مخلوق کے ہلاک ہونے کا وقت آگیا اور اگر وہ ستارے اپنے مقام پر برقرار ہوں اور دوسرے ظاہر ہوں تو کسی عجیب و غریب امر کے ظاہر ہونے کی علامت ہے۔ جس روز صبح کو آنحضرتؐ پیدا

ترجمہ، اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ خدا کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور خدا سے بخشش مانگتے اور رسول (خدا) بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتے تو خدا کو معاف کرنے والا (اور) مہربان پاتے

ہوئے دُنیا میں جہاں جہاں بُت تھے مُنہ کے بَل زمین پر گر پڑے اور کسرے بادشاہ عجم کے محل کو زلزلہ ہوا اور اس کے چودہ کنگرے گِر پڑے اور دریائے سادہ جس کو پوُجتے تھے خشک ہو گیا اور نمک ہو گیا۔ اور وادیٔ سماوہ جس میں کبھی پانی نہ تھا جل تھل ہو گیا اور آتشکدۂ فارس جو ہزار سال سے روشن تھا اور کبھی خاموش نہیں ہوا تھا بالکل بجھ گیا اُسی رات علمائے مجوس نے جو بڑے علم والے تھے خواب میں دیکھا کہ چند اُونٹ صبعی عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہوئے دریائے دجلہ سے گزرے اور اُن کے شہروں میں داخل ہو گئے اور طاق کسرائے درمیان سے ٹوٹ کر دو حصّہ ہو گیا ہے اور دجلہ کا پانی اس کے محل میں جاری ہے اور اُسی رات ایک نوُر حجاز کے چاروں طرف سے ظاہر ہوا اور تمام عالم میں پھیل گیا اور ہر بادشاہ کے تخت اُس کی صبح کو سرنگوں ہو گئے تھے اور تمام بادشاہ گونگے ہو گئے تھے اور بات نہیں کر سکتے تھے اور کاہنوں کا علم زائل ہو گیا تھا اور ساحروں کا سحر باطل ہو گیا اور ہر کاہن اور اس کے ہمزاد کے درمیان جدائی ہو گی اور قریش تمام عرب میں بزرگ مانے گئے۔ لوگ انکو آلخدا کہنے لگے کیونکہ وہ خانۂ خدا کے ہمسایہ تھے۔ بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ جب آپؐ پیدا ہوئے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر آسمان کی جانب بلند کیا اور چاروں طرف نظر کی آپ کے جسم سے ایک نوُر ساطع ہوا جس نے تمام چیزوں کو روشن کر دیا۔ اسکی روشنی میں میں نے شام کے محل دیکھے اور اُسی روشنی کے درمیان میں نے ایک آواز سُنی کہ کوئی کہہ رہا تھا، بہترین خلق پیدا ہوا اس کا نام محمدؐ رکھو۔ جب آنحضرتؐ کو عبدالمطلب کے پاس لائے آپ نے ان کو گود میں لے کر فرمایا کہ میں اُس خدا کا شکر و حمد کرتا ہوں جس نے مجھے ایسا خوشرو فرزند عطا فرمایا جو گہوارہ میں تمام اطفال پر سیادت و بزرگی رکھتا ہے۔ پھر اُن کو ارکان کعبہ کے

ترجمہ، اور اگر تم پر خدا کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو ان میں سے ایک جماعت تم کو بہکانے کا قصد کر ہی چکی تھی اور یہ اپنے سوا (کسی کو) بہکا نہیں سکتے اور نہ تمہارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور خدا نے تم پر کتاب اور دانائی نازل فرمائی ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھائی ہیں جو تم جانتے نہیں تھے اور تم پر خدا کا بڑا فضل ہے (۱۱۳)

اسما کی تعویذ پہنائی اور حضرتؐ کے فضائل میں چند اشعار نظم کیئے۔ اس وقت شیطان نے اپنی اولاد کو آوازی دی، وہ سب اس کے پاس جمع ہوئے۔ اور پوچھا کس امر نے تم کو مضطرب و پریشان کیا ہے۔ اُس نے کہا تم پروائے ہو شروع رات سے اس وقت تک زمین و آسمان میں تغیّر دیکھ رہا ہوں ضرور کوئی بہت بڑا حادثہ زمین میں واقع ہوا ہے۔ کیونکہ جب سے آسمان پر جناب عیسےؑ گئے ہیں آج تک ایسا تغیّر نہیں دیکھا تھا۔ لہٰذا جاؤ اور جستجو کرو کہ کیا حادثہ رُونما ہوا ہے۔ یہ سُنکر وہ سب منتشر ہو گئے۔ پھر واپس آ کر کہا ہمکو تو کوئی بات نہیں معلوم ہوئی۔ اس ملعون نے کہا کہ اس امر کا معلوم کرنا میرا کام ہے۔ پھر وہ ملعون روانہ ہوا۔ اور تمام دُنیا میں گشت کرتا ہوا کعبہ کے پاس پہنچا۔ دیکھا کہ فرشتے اس کے چاروں طرف جمع ہیں۔ اس نے بھی کعبہ کے اندر داخل ہونا چاہا۔ فرشتوں نے لکارا کہ اے ملعون واپس جا۔ وہ وہاں سے بھاگا اور چھوٹا ہو کر کنجشک کے مانند بن گیا۔ اور کوہِ حرا کی جانب سے داخل ہوا۔ جناب جبرائیلؑ نے ڈانٹ کر کہا نکل جا۔ اُس نے کہا اے جبرائیلؑ بس اتنا بتا دو کہ آج رات زمین پر کونسا امر واقع ہوا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آج رات پیدا ہوئے ہیں۔ پوچھا کیا مجھے بھی اُن سے کچھ فائدہ ہو گا فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کیا ان کی کرامت میں میرا کچھ حصّہ ہے؟ فرمایا ہاں۔ اس وقت وہ بولا کہ میں راضی ہوں۔

روایت ہے بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ جب میں جناب رسولؐ خدا کے حمل سے حاملہ ہوئی مجھ میں حملِ کے کچھ آثار ظاہر نہ ہوئے اور وہ کیفیّتیں جو عورتوں کو عام طور سے حمل

ترجمہ، (یہ لوگ) تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کے واقع ہونے کا وقت کب ہے۔ کہہ دو کہ اس کا علم تو میرے پروردگار ہی کو ہے۔ وہی اسے اس کے وقت پر ظاہر کر دے گا۔ وہ آسمان وزمین میں ایک بھاری بات ہو گی اور ناگہاں تم پر آ جائے گی۔ یہ تم سے اس طرح دریافت کرتے ہیں کہ گویا تم اس سے بخوبی واقف ہو۔ کہو کہ اس کا علم تو خدا ہی کو ہے لیکن اکثر لوگ یہ نہیں جانتے ﴿۱۸۷﴾ کہہ دو کہ میں اپنے فائدے اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے فائدے جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو مومنوں کو ڈر اور خوشخبری سنانے والا ہوں ﴿۱۸۸﴾ سورۃ الأعراف

میں در پیش ہوتی ہیں مجھ کو نہیں ہوئیں۔ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آکر کہتا ہے کہ آپ بہترین انسان سے حاملہ ہوئی ہیں۔ جب حضرتؐ کی ولادت کا وقت آیا آپ بہت آسانی سے پیدا ہوئے کہ مجھ کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ حضرتؐ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور نیچے آگئے۔ اس وقت ایک ہاتف کی آواز آئی کہ آپ نے بہترین بشر کو جنا اس کو خدا کی پناہ میں ہر ظالم اور صاحب حسد کے شر سے دے دیجئے۔ ایک روایت ہے کہ جناب فاطمہ بنت اسد (مادرِ امیرالمومنینؑ) نے حضرت ابوطالبؑ کے پاس آکر آنحضرتؐ کی ولادت کی خوشخبری دی اور ولادت سے متعلّق تعجّب خیز باتیں بیان کیں۔ ابوطالبؑ نے فرمایا تیس سال کے بعد ایک فرزند تمہارے بطن سے بھی پیدا ہوگا۔ جو بجز پیغمبری کے تمام کمالات میں اس کے مانند ہوگا۔ روایت کے مطابق کہ ابوطالبؑ نے ساتویں روز آنحضرتؐ کا عقیقہ کیا اور اپنے تمام خاندان کو مدعو کیا۔ لوگوں نے اُن سے پُوچھا کہ کیسا کھانا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ احمدؐ کے عقیقہ کا ولیمہ ہے۔ لوگوں نے پُوچھا ان کا نام احمدؐ کیوں رکھا؟ فرمایا اس لئے کہ اہلِ آسمان اُنکی مدح کریں گے۔ روایت ہے کہ حضرتؐ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ عبدالمطلبؑ کہتے تھے کہ میرا یہ فرزند عظیم مرتبہ والا ہے۔ آنحضرتؐ جب پیدا ہوئے تمام بُت جو کعبہ کے گرد رکھے ہوئے تھے، مُنہ کے بل گِر پڑے اور شام ہوتے ہی ایک آواز آسمان ہے آئی "حق آیا اور باطل مِٹ گیا بیشک باطل مِٹ جانے والا ہی تھا (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۸۱)"۔ جب آنحضرتؐ شکم مادر سے زمین پر تشریف لائے بایاں ہاتھ زمین پر رکھا اور داہنا ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیا اور اپنے

ترجمہ، کہہ دو کہ جس چیز کے لئے تم جلدی کر رہے ہو اگر وہ میرے اختیار میں ہوتی تو مجھ میں اور تم میں فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ اور خدا ظالموں سے خوب واقف ہے ﴿۵۸﴾ اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور اسے جنگلوں اور دریاؤں کی سب چیزوں کا علم ہے۔ اور کوئی پتہ نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری اور سوکھی چیز نہیں ہے مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے ﴿۵۹﴾ سورۃ الأنعام

لبوں کو توحید کے ذکر میں حرکت دی اور زبان مبارک سے ایک نُور ساطع ہوا جس کی روشنی سے تمام دُنیا روشن ہوگئی اور پتھر اور درخت بزبان حال خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور زمین و آسمان میں جو کچھ ہے تسبیح خدا میں محو ہوگئے، یہاں تک کہ جن وانس وشیاطین خوفزدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ زمین پر کوئی عجیب بات حادث ہوئی ہے اور شیطان بھاگا بھاگا پھر رہا تھا اور کہتا تھا کہ اُمتّوں میں سب سے بہتر، خلائق میں سب سے اعلیٰ، بندوں میں سب سے عزّت والے، اور تمام عالم میں سب سے بزرگ محمد ﷺ ہیں۔ فرشتوں فوج در فوج زمین پر آتے اور آسمان پر جاتے رہے اور تسبیح خدا کر رہے تھے اور ستارے حرکت میں تھے اور ہوا میں تیر رہے تھے۔ یہ تمام آنحضرتؐ کی والادت کی علامتیں تھیں۔ ابلیس ملعون نے چاہا کہ آسمان پر جائے اور ان عجیب باتوں کا سبب معلوم کرے ۔ اس کے لئے آسمان سوئم پر ایک جگہ تھی جہاں وہ اور تمام شیاطین جاکر فرشتوں کی باتیں سُنتے تھے۔ جب وہ سب وہاں پہنچے تو شہاب کے تیروں سے مار کر ان کو بھگا دیا گیا۔

روایت کے مطابق جناب آمنہ برابر بشارت آمیز آوازیں ارض وسما سے سُنا کرتی تھیں اور جناب عبداللہ سے بیان کیا کرتی تھیں۔ عبداللہ ان کو تمام باتیں پوشیدہ رکھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ آمنہ کو حمل کی گرانی بالکل معلوم نہ ہوتی تھی۔ جب حضرتؐ کے حمل کو ایک مہینہ گذار پہاڑ، درخت، آسمان وزمین ایک دوسرے کو آنحضرتؐ کی خوشخبری دیتے تھے اسی اثناء

ترجمہ، ان سے پوچھو کہ سب سے بڑھ کر (قرین انصاف) کس کی شہادت ہے کہہ دو کہ خدا ہی مجھ میں اور تم میں گواہ ہے اور یہ قرآن مجھ پر اس لیے اتارا گیا ہے کہ اس کے ذریعے سے تم کو اور جس شخص تک وہ پہنچ سکے آگاہ کردوں کیا تم لوگ اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ خدا کے ساتھ اور بھی معبود ہیں (اے محمد ﷺ!) کہہ دو کہ میں تو (ایسی) شہادت نہیں دیتا کہہ دو کہ صرف وہی ایک معبود ہے اور جن کو تم لوگ شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں ﴿۱۹﴾ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (ہمارے پیغمبر ﷺ) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں جنہوں نے اپنے تئیں نقصان میں ڈال رکھا ہے وہ ایمان نہیں لاتے ﴿۲۰﴾ سورۃ الأنعام

میں جناب عبدالمطلب اور عبداللہ علیہما السّلام مدینہ تشریف لے گئے اور وہاں پندرہ روز قیام کرنا پڑا، اسی جگہ حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا۔ مکان کی چھت پھٹ گئی اور منادی نے ندا دی کہ وہ بزرگ دُنیا سے رُخصت ہو گیا جس کے صلب میں خاتم المرسلینؐ تھے اور کون ہے جو نہ مرے گا۔ جب انعقادِ نطفہ آنحضرتؐ کو دو مہینے گذرے خدا نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ آسمانوں اور زمینوں میں ندا کرے کہ محمدؐ و آلِ محمد پر صلوات بھیجو اور ان کی اُمّت کے لئے استغفار کرو۔ تین مہینے گزرے تھے کہ ابو قحافہ شام سے واپس آرہے تھے۔ جب مکّہ کے قریب پہنچے اُن کے ناقہ نے سر زمین پر رکھ کر سجدہ کیا۔ ابو قحافہ نے ایک لکڑی اس کے سر پر ماری اُس نے پھر بھی سَر نہ اُٹھایا تو وہ بولے کہ تیرے ایسا ناقہ میں نے نہیں دیکھا۔ ناگاہ ایک ہاتف نے اُن کو آواز دی کہ اے ابو قحافہ اس لئے جانور کو مَت مارو کہ تمہاری اطاعت نہیں کرتا۔ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ پہاڑ، درخت، دریا اور آسمان کے سوا ہر مخلوق اپنے پروردگار کے لئے اس شکر میں سجدہ کر رہے ہیں کہ پیغمبر اُمیّ کے حمل کو تین ماہ گزر گئے۔ عنقریب تم ان کو دیکھو گے، بُت پرستوں کی خرابی ہو ان کی اور ان کے ہمراہیوں کی تلواروں سے واصل جہنّم ہوں گے۔ حمل کو چار مہینے گزرے تو ایک زاہد جو طائف کے راستہ میں رہتا تھا اپنے ایک دوست سے ملنے کے لئے اپنے عبادت خانہ سے مکّہ روانہ ہوا اس کا نام حبیب تھا۔ راستہ میں اس نے ایک بچّہ کو دیکھا کہ سجدہ میں پڑا ہوا تھا۔ جب اس کو سجدہ سے لوگ اُٹھاتے تھے وہ پھر سجدہ میں چلا جاتا تھا۔ حبیب نے اس کو اُٹھانا چاہا تو ایک ہاتف کی آواز آئی کہ اس کو رہنے دو کہ وہ خدا کا شکر ادا کر رہا ہے اس سبب سے کہ پیغمبر پسندیدہ اور برگزیدہ کے حمل کو چار ماہ گزر گئے۔ جب پانچ ماہ گزرے اور حبیب اپنے عبادت خانہ میں واپس آیا دیکھا کہ وہ

ترجمہ، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو صرف (خدا کے) پیغمبر ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں بھلا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ؟ (یعنی مرتد ہو جاؤ؟) اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو خدا کا کچھ نقصان نہ کر سکے گا اور خدا شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا

سورۃ آل عمران ﴿١٤٤﴾

حرکت میں ہے اور ساکن نہیں ہوتا اس کے اور تمام عبادت خانہ کے محرابوں میں لکھا تھا کہ اے عبادت خانہ والو خدا اور اس کے رسُول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ کہ اُس کے ظاہر ہونے کا زمانہ قریب آگیا۔ کیا کہنا ہے اُس کا جو اس پر ایمان لائے اور افسوس ہے اُس پر جو اُس سے انکار کرے یہ سُنکر حبیب نے کہا کہ میں نے قبول کیا اور ایمان لایا۔ اس کا منُکر نہ ہوں گا۔ چھٹے مہینے اہلِ یمن و اہل مدینہ اپنے اپنے عید گاہ کو روانہ ہوئے وہ سال میں چند بار عید گاہ جایا کرتے تھے اور ایک درخت کے پاس جمع ہوتے تھے کھاتے پیتے تھے خوشیاں مناتے تھے اور اس درخت کی پرستش کرتے تھے اس مرتبہ جب اُس درخت کے پاس جمع ہوئے ایک صدائے مہیب اُس سے پیدا ہوئی کہ اے اہلِ یمن و یمامہ اور اے بُت پرستو "اے اہلِ باطل تمہاری ہلاکت و بربادی کا وقت آگیا (آیت ۸۱، سورۃ بنی اسرائیل)"۔ یہ سُنکر وہ خوفزدہ ہوئے اور جلد جلد اپنے گھروں کو واپس چلے آئے۔ ساتویں مہینے سواد بنی قارب عبدالمطلب کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کل شب میں نے خواب و بیداری کے درمیان دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور فرشتے آسمان سے نیچے آرہے ہیں اور کہتے ہیں کہ زمین کو آراستہ کرو کیونکہ تمام مخلوق کی جانب حضرت محمدؐ مُصطفٰے عبدالمطلب کے فرزند زادے خدا کے رسولؐ کے آنے کا زمانہ قریب آگیا جو صاحب شمشیر و تیر ہوں گے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کون ہے تو بتایا کہ وہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہوں گے۔ جناب عبدالمطلب نے کہا اس خواب کو پوشیدہ رکھو۔ ایک روایت کے مطابق جب ساتواں مہینہ شروع ہؤا جناب عبدالمطلبؑ نے عبداللہ کو بُلایا اور فرمایا آمنہ کے یہاں ولادت کا زمانہ قریب ہے اور ہمارے پاس اتنا سامان نہیں ہے کہ اُس نومولود کا عقیقہ و ولیمہ شایانِ شان ہو سکے۔ لہٰذا مدینہ جاکر تمام چیزیں خرید لاؤ۔ جناب عبداللہ حسب الحکم مدینہ تشریف لے گئے اور وہیں رحمتِ الٰہی سے ملحق ہوئے۔ اہلِ مکہ کو معلوم ہؤا تو تمام مکّہ والے ان کے غم میں روئے۔

ترجمہ، اور خدا کی فرمانبرداری اور رسولِ (خدا) کی اطاعت کرتے رہو اور ڈرتے رہو اگر منہ پھیرو گے تو جان رکھو کہ ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام کا کھول کر پہنچا دینا ہے ﴿۹۲﴾ المائدۃ

الغرض آٹھ ماہ مدّت حمل کے گزرے کہ دریائے اعظم کی ایک مچھلی جس کو طنبوسا کہتے ہیں وہ سیدھی ہو کر اپنی دُم پر کھڑی ہو گئی اور دریا میں طوفان پیدا ہو گیا اس وقت ایک فرشتے نے کہا کہ ساکن ہو کہ دریا میں تو نے تلاطم برپا کر دیا۔ اُس مچھلی نے کہا جس روز میرے پروردگار نے مجھے خلق فرمایا تھا ہدایت کی تھی کہ جب میں محمدؐ بن عبداللہ کو دُنیا میں پیدا کروں تو اُن کے اور اُن کی اُمّت کے لئے دُعا کرنا۔ اب میں نے سُنا کہ بعض فرشتے دوسرے فرشتوں کو حضرتؐ کی خوشخبری دے رہے ہیں اس سبب سے میں نے حرکت کی ہے تو فرشتوں نے کہا کہ ساکن ہو کر دُعا کر۔ جب نو مہینے گزرے گئے خدا نے ہر آسمان کے فرشتوں کو وحی فرمائی کہ زمین پر جاؤ۔ تو دس ہزار فرشتے نازل ہوئے۔ ہر فرشتے کے ہاتھ میں نور کی ایک قندیل تھی جس سے بغیر تیل کے روشنی ظاہر ہوتی تھی اور ہر قندیل پر لآاِلٰہَ اِلاّ اللہ محمدّ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا ہوا تھا۔ وہ فرشتے مکّہ معظمہ کے گرد جمع ہوئے اور کہتے تھے کہ محمدؐ کا نور ہے اور عبدالمطلب کو ان تمام حالات کی اطلاع ہوتی رہی لیکن پوشیدہ رکھتے تھے اور اُس پورے مہینے آسمان کے ستارے حرکت میں تھے اور شہاب ہَوا میں دَوڑا کرتے تھے۔ جب نو مہینے پورے ہو گئے بی بی آمنہ نے اپنی مادر گرامی برہ سے کہا کہ کسی کو میرے پاس نہ آنے دیجئے گا۔ میں چاہتی ہوں کہ حجرہ میں جا کر اپنے شوہر کی مصیبت میں گریہ کروں اور آنسوؤں سے اپنے دل کی آگ بجھاؤں۔ برہ نے کہا بیٹی ایسے شوہر پر رونا جائز ہے اور منع کرنا ظلم ہے۔ غرض جناب آمنہ حجرہ میں داخل ہوئیں اور ایک شمع جلائی اور آہ و نالہ سے در و دیوار ہلا دیئے۔ اسی حال میں دردِ زہ شروع ہوا۔ انہوں نے چاہا کہ دَوڑ کر دروازہ کھول دیں۔ بہت کوشش کی دروازہ نہیں کھلا تو واپس آ کر بیٹھ گیئں اور اُن پر دہشت عظیم طاری ہوئی۔ ناگاہ دیکھا کہ چھت شگافتہ ہوئی اور چار حوریں نیچے آئیں جنکے چہرے کے نور سے حجرہ روشن ہو گیا۔ انہوں نے کہا اے آمنہ بی بی خوف نہ کیجئے آپ کو کچھ پریشانی نہ ہو گی۔ ہم تو آپ کی خدمت کے

ترجمہ، اے ایمان والو! خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور اس سے روگردانی نہ کرو اور تم سنتے ہو ﴿۲۰﴾ سورۃ الأنفال

لئے آئے ہیں۔ بی بی آمنہ یہ سُنکر مدہوش ہوگئیں۔ ہوش آیا تو دیکھا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سجدہ میں اپنی نورانی پیشانی رکھے ہوئے اور انگشت شہادت اُٹھائے ہوئے لَآاِلٰہ اِلَّا اللہ فرما رہے ہیں۔ آنحضرتؐ کی ولادت باسعادت شب جمعہ صبح کے قریب سترھویں ماہ ربیع الاوّل کو ہوئی جبکہ حضرت آدمؑ کی وفات کو سات ہزار نو سو سال، چار مہینے اور سات روز گزرے تھے اور ایک روایت کے مطابق نوہزار نوسوسال، چار مہینے اور سات روز گذرے تھے۔ بی بی آمنہ نے حضرتؐ کو طاہر و مطہر پایا۔ آنکھوں میں سُرمہ لگا ہوا تھا۔ آپ کے روئے مبارک سے ایک نوُر ظاہر ہوا جو چھت کو توڑتا ہوا نکل گیا۔ بی بی آمنہ نے اس کی روشنی میں حرم اور اطراف عالم کے ہر بلند مقام اور قصر رفیع دیکھے اور ایک برق چمکی جس کی ضیا نے ہر اس مکان کو روشن کردیا جس کے رہنے والے خدا کے علم میں ایمان لانے والے تھے۔ اور اطراف عالم میں جہاں جہاں بُت تھے سب زمین پر گر پڑے۔ ابلیس لعین نے ان عجیب و غریب باتوں کو عالم میں مشاہدہ کیا تو اپنی ذرّیت کو جمع کیا۔ اپنے سر پر خاک ڈالی اور کہا جب سے خلق ہوا ہوں اب تک ایسی مصیبت میں گرفتار نہ ہوا تھا۔ آج رات ایک بچّہ پیدا ہوا ہے جس کا نام محمدؐ بن عبداللہ ہے۔ وہ بتّوں کی پرستش دُنیا سے مٹا دیگا اور خدائے یگانہ کی عبادت کی اہلِ دُنیا کو دعوت دے گا۔ یہ سُنکر اس کی ذریّت نے ذلّت کے ساتھ اپنے سروں پر خاک اُڑائی اور سب کے سب دریائے چہارم میں بھاگ گئے اور چالیس روز تک روتے رہے۔ پھر ان حوروں نے حضرتؐ کو بہشت کے کپڑوں میں لپیٹا اور بہشت کو روانہ ہوگئیں اور فرشتوں کو آنحضرتؐ کی ولادت کی خوشخبری دی۔ یہ سُنکر جبرئیل و میکائیلؑ زمین پر آئے اور دو جوانوں کی صورت میں داخل حجرہ ہوئے۔ جبرئیلؑ کے ہاتھ میں ایک طلائی دشت تھا

ترجمہ، (یہ تمام احکام) خدا کی حدیں ہیں۔ اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر کی فرمانبرداری کرے گا خدا اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے ﴿۱۳﴾ اور جو خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے نکل جائے گا اس کو خدا دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کو ذلت کا عذاب ہوگا ﴿۱۴﴾

سورۃ النساء

اور میکائیلؑ عقیق کی صراحی لئے ہوئے تھے۔ جبرئیلؑ نے حضرتؐ کو ہاتھ پر لیا، میکائیلؑ پانی ڈالنے لگے اور آنحضرتؐ کو غسل دیا اور جناب آمنہ سے کہا کہ ہم حضرتؐ کو پاک کرنے کے لئے غسل نہیں دے رہے ہیں کیونکہ وہ تو طاہر و مطہر ہیں بلکہ نُور و صفا کی زیادتی کے لئے غسل دے رہے ہیں۔ پھر بہشت کے عطروں سے حضرتؐ کو معطر کیا اسی اثناء میں مختلف آوازیں حجرہ کے دروازہ پر بلند ہوئیں۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے حضرتؐ کو سلام کرنے آئے ہیں۔ اور وہ حجرہ بقدرتِ خدا وسیع ہو گیا۔ فرشتے فوج در فوج اُس میں داخل ہوتے تھے اور کہتے تھے "السّلام علیک یا محمدؐ، السّلام علیک یا محمودؐ، السّلام علیک یا احمدؐ، السّلام علیک یا حامدؐ"۔ ثلث رات گزرنے کے بعد بحکمِ خدا جناب جبرئیلؑ بہشت سے چار عَلم لائے۔ سبز علم کو کوہِ قاف پر نصب کیا جس پر سفید حرفوں سے دو سطروں میں لاَاِلٰہَ اِلاَّ اللہ محمدؐ رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ دوسرے عَلم کو کوہِ ابو قبیس پر نصب کیا جس کے دو پھریرے تھے۔ پہلے پر "ترجمہ: نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمدؐ اس کے رسولؐ ہیں" اور دوسرے پر "ترجمہ: کوئی سچّا دین نہیں سوائے محمدؐ کے دین کے" تحریر تھا۔ تیسرا علم بام کعبہ پر کھڑا کیا جس پر "ترجمہ: طوبٰی (جنّت) اُس کے لئے ہے جو اللہ اور محمدؐ پر ایمان لایا اور (دوزخ کا) غار اُس کے لئے ہے جس نے اس کے پیغام کو ردّ کر دیا جو وہ اپنے پروردگار کی طرف سے لائے" تحریر تھا، چوتھے علم کو بیت المقدس پر نصب کیا جس پر "ترجمہ: کوئی غالب نہیں سوائے اللہ کے اور فتح و نصرت اللہ اور محمدؐ کے لئے ہے" تحریر تھا۔ اور ایک فرشتے نے ابو قبیس سے آواز دی کہ اے اہل قریش خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور اس نُور پر جس کو ہم نے بھیجا ہے۔ اور خدا نے ایک ابر کعبہ کے اُوپر بھیجا جس نے مشک و عنبر نثار کیا۔ اور کعبہ سے بُت حجر کی جانب باہر ہو گئے اور مُنہ کے بَل گر پڑے۔ پھر جبرئیلؑ ایک قندیل سُرخ لائے اور کعبہ کے دروازہ پر لٹکا دی جس سے بغیر تیل کے روشنی ہو رہی تھی۔ اور حضرتؐ کی پیشانی مبارک

ترجمہ، کہ بے شک یہ (قرآن) فرشتۂ عالی مقام کی زبان کا پیغام ہے ﴿۱۹﴾ جو صاحب قوت مالک عرش کے ہاں اونچے درجے والا ہے ﴿۲۰﴾ سردار (اور) امانت دار ہے ﴿۲۱﴾ سورۃ التکویر

سے ایک بجلی ظاہر ہوئی جو ہَوا میں بلند ہو کر آسمان تک پہنچی اور اہل ایمان کے ہر گھر میں اس کی روشنی نمایاں ہوگئی۔ اُسی رات ہر توریت وانجیل و زبور میں جہاں جہاں دُنیا میں وہ تھیں حضرتؐ کے نام کے نیچے جہاں ان کتابوں میں تحریر تھا خون کا ایک قطرہ ظاہر ہوا کیونکہ حضرتؐ صاحب شمشیر پیغمبر تھے۔ اوراُسی رات ہر دیر و صومعہ کی محرابوں میں لکھا ہوا ملا کہ آگاہ ہو کہ پیغمبر اُمی پیدا ہوا۔ اس کے بعد بی بی آمنہ نے دروازہ کھولا اور باہر آئیں اور جو عجیب باتیں مشاہدہ کی تھیں ماں باپ سے بیان کیں۔ جب عبدالمطلب کو خوشخبری دی۔ آپ آنحضرتؐ کے پاس آئے دیکھا کہ آپ بزبان فصیح تقدیس و تسبیح الٰہی کر رہے تھے۔ پھر خدا نے ایک سفید ریشمی خیمہ بھیجا جس پر لکھا تھا "(اے رسولؐ) ہم نے تم کو گواہ اور (بہشت کی) خوشخبری دینے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا اور خدا کی طرف اسی کے حکم سے بلانے والا اور ایمان و ہدایت کا روشن چراغ بنا کر بھیجا" وہ خیمہ چالیس روز تک بدستور قائم رہا۔ ایک شخص کا چرب شدہ ہاتھ لگ گیا اس لئے وہ خیمہ آسمان پر اُٹھالیا گیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ قیامت تک باقی رہتا۔ غرض جب بنی ہاشم اور رؤسائے قریش نے اس خیمہ کو دیکھا اور زعفران و مشک و عنبر کا نثار ہونا، بجلی کا چمکنا و عجیب آوازوں کا ظاہر ہونا مشاہدہ کیا اور کانوں سے سُنا، حبیب راہب کے پاس گئے اور کچھ تھوڑا سا حال ان امور کا بیان کیا تو حبیب نے کہا جانتے ہو کہ میرا دین تمہارے دین سے مختلف ہے۔ میری بات مانو چاہے مت مانو لیکن جو حق ہے وہ بیان کرتا ہوں۔ یہ علامتیں اُس پیغمبر کی ہیں جو بہت جلد مبعوث ہونے والا ہے۔ ہم نے تمام آسمانی کتابوں میں اُس کے اوصاف پڑھے ہیں۔ وہ بُتوں کی پرستش مٹائے گا اور خدا کی عبادت کی لوگوں کو دعوت دیگا۔ تمام دُنیا کے بادشاہ اور جبّار اس کے سامنے جھکیں گے۔ تف ہے اہل کفر و طغیان پر کہ اس کو تلوار و نیزہ و تیر سے برباد ہونگے۔ جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے

ترجمہ، (سب) پیغمبروں کو (خدا نے) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو خدا پر الزام کا موقع نہ رہے اور خدا غالب حکمت والا ہے

۱۶۵ سورۃ النساء

نجات پائیں گے، اور جو اس سے انکار کریں گے ہلاک ہوں گے۔ پھر دوسرے روز حضرت عبدالمطلب جناب پیغمبرؐ خدا کو گود میں لے کر کعبہ میں گئے جب کعبہ میں داخل ہوئے تو آنحضرتؐ نے بسم اللہ و باللہ فرمایا۔ کعبہ بقدرت خدا گویا ہوااور کہا۔ السّلام علیک یا محمدؐ و رحمۃُاللہ و برکاتہ۔ اور ایک ہاتف کی آواز آئی " جاالحق وزھق الباطل انّ الباطل کان زھوقا"۔ تیسرے روز عبدالمطلب نے بید کا گہوارہ خرید فرمایا جس کو طرح طرح کے جواہرات سے اور ریشمی زرنگار کپڑے سے آراستہ کیااور موتیوں اور جواہرات کا ایک ہار بنا کر اس میں لٹکا دیا تاکہ جس طرح بچےّ کھیلتے ہیں حضرتؐ بھی کھیلیں گے۔ لیکن حضرتؐ جب خواب سے بیدار ہوتے تھے اُن موتیوں کے ذریعہ خدا کی تسبیح کیا کرتے تھے۔ چوتھے روز سواد بن قارب حضرت عبدالمطلبؑ کے پاس آیا جبکہ وہ کعبہ کے پاس تشریف فرماتے اور اکابر قریش اور بنی ہاشم حضرتؐ کے گرد احاطہ کئے ہوئے تھے۔ اس نے کہا میں نے سُنا ہے کہ عبداللہ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس سے عجیب عجیب باتیں ظاہر ہوتی ہیں میں بھی اسکو دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ عرب میں اپنے علم کی زیادتی کے سبب مشہور تھا اور لوگ اس کے باتوں پر کامل یقین رکھتے تھے۔ یہ سُنکر حضرت عبدالمطلبؑ خانۂ آمنہ میں آئے اور حضرتؐ کو دریافت کیا۔ کہا کہ وہ اپنے گہوارہ میں آرام کر رہے ہیں۔ عبدالمطلبؑ نے گہوارہ کا پردہ اُٹھایا تو ایک بجلی سی آنکھوں میں چمک گئی جو گھر کی چھت سے باہر نکل گئی۔ یہ دیکھتے ہی عبدالمطلب اور سواد دونوں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ پھر سواد بے اختیار حضرتؐ کے تلووں پر آنکھیں مل کر عبدالمطلب سے بولا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ اس بچہّ پر ایمان لاتا ہوں اور جو کچھ یہ خدا کی جانب سے لائے گا اُن سب کا اقرار کرتا ہوں اور حضرتؐ کے چہرہ مبارک کو بوسہ دے کر باہر آیا۔ جب حضرتؐ ایک مہینے کے ہوئے تو آپ کو جو شخص دیکھتا سمجھتا کہ ایک سال کے ہیں اور آپ کے گہوارہ سے برابر تسبیح و تقدیس حق تعالیٰ کی آوازیں آتی رہتی تھیں۔ روایت ہے

ترجمہ، اے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کپڑا لپیٹے پڑے ہو ﴿۱﴾ اُٹھو اور ہدایت کرو ﴿۲﴾ اور اپنے پروردگار کی بڑائی کرو ﴿۳﴾ اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو ﴿۴﴾ سورۃ المدثر

کہ حضرت رسالتمآبؐ چار مہینے کے ہوئے کہ آپؐ کی والدہ جناب آمنہؑ برحمت الٰہی واصل ہوئیں اور آنحضرتؐ بغیر ماں باپ کے ہوگئے اور مادرِ مہربان کے غم میں تین روز تک کچھ نہ کھایا، اور ہر وقت رویا کرتے تھے اور جناب عبدالمطلب بہت بے چین و بے قرار تھے اور صیفہ اور عاتکہ اپنی بیٹیوں کو بُلا کر فرمایا کہ میرے اس فرزند کو چُپ کراؤ اور اس کے لئے دایہ کی تلاش کرو۔ عاتکہ نے آنحضرتؐ کو شہد کھلانا شروع کیا اور بنی ہاشم کی تمام دُودھ والی عورتوں کو بُلا کر چاہا کہ حضرتؐ کسی کا دُودھ قبول فرمالیں لیکن حضرتؐ نے کسی کا دُودھ نہ پیا۔ پھر قریش کی عورتیں آئیں، جن کی تعداد چار سو ساٹھ تک پہنچ گئی مگر آپ نے کسی کا دُودھ نہ قبول فرمایا اور ہر وقت رویا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر عبدالمطلبؑ نہایت غمگیں ہوئے اور کعبہ کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ اتفاقاً قریش کا ایک بوڑھا آدمی عقیل بن وقاس کا اس طرف گزر ہوا۔ حضرت عبدالمطلبؑ کو غمگیں ورنجیدہ دیکھا تو سبب دریافت کیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ میرا بچہ جس روز سے اس کی ماں کا انتقال ہوا ہے نہایت بیقرار و بے چین ہے اور کسی عورت کا دُودھ نہیں پیتا ہے اس سبب سے مجھے کھانا پینا گوارا نہیں۔ اور اس کے معاملہ میں سخت حیران ہوں کہ کیا کروں۔ عقیل نے کہا اے ابوالحارث قریش کے قبیلوں میں ایک عورت کو میں جانتا ہوں جو حسب و نسب، عقل و دانائی اور فصاحت و بلاغت و صباحت میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ اس کا نام حلیمہ بنت عبداللہ ابن حارث ہے۔ عبدالمطلب نے جب اُس کی تعریف سماعت کی اس کو بہت پسند کیا اور اپنے ایک غلام شمرول نامی کو ایک تیز رفتار ناقہ پر سوار کر کے بعجلت تمام قبیلہ بنی سعد بن بکر کی طرف روانہ کیا جو مکہّ سے چھ فرسخ کے فاصلہ پر رہتے تھے۔ اور کہا کہ بہت جلد عبداللہ بن الحراث کو میرے پاس بُلا کر لا۔ غرض وہ جلد اس کو

ترجمہ، کہو کہ اے اہل کتاب! جب تک تم تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) تمہارے پروردگار کی طرف سے تم لوگوں پر نازل ہوئیں ان کو قائم نہ رکھو گے کچھ بھی راہ پر نہیں ہو سکتے اور یہ (قرآن) جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے ان میں سے اکثر کی سرکشی اور کفر اور بڑھے گا تو تم قوم کفار پر افسوس نہ کرو ﴿٦٨﴾ سورۃ المائدۃ

لے آیا۔ جناب عبدالمطلبؑ نے دیکھا تو اس کے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے اور اس کو گلے لگایا اور اپنے پہلو میں بٹھایا اور فرمایا کہ اے عبداللہ میں نے تم کو اس واسطے تکلیف دی ہے کہ محمدؐ میرا فرزند زادہ چار مہینے کا ہے، اس کی ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور وہ نہایت بے چین ہے اور کسی عورت کا دُودھ مُنہ سے نہیں لگاتا۔ سُنا ہے کہ تمہاری بیٹی حالت زچگی میں ہے۔ اگر کوئی حرج نہ ہو تو محمدؐ کو دُودھ پلانے کے لئے اس کو بھیج دو اگر بچّہ نے اس کا دُودھ قبول کر لیا تو تم کو اور تمہارے قبیلہ کو تو نگر کر دُوں گا۔ عبداللہ یہ سُنکر بہت خوش ہوئے اور واپس آ کر اپنی بیٹی حلیمہ کو خوشخبری دی۔ حلیمہ بھی خوش ہوئیں، غسل کیا اور طرح طرح کی خوشبوؤں سے اپنے تیئں معطّر کیا اور لباس فاخرہ پہن کر اپنے والد عبداللہ اور اپنے شوہر بکر بن سعد کو لے کر حضرت عبدالمطلبؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ایک اور روایت ابن شہر آشوب اور قطبِ راوندی رحمتہ اللہ علیہما نے حلیمہ بنت ابی ذویب سے روایت کی ہے کہ ہمارے شہروں میں خشک سالی اور قحط کا دَور دُورہ تھا سوائے مکّہ کے جو آنحضرتؐ کی برکت سے محفوظ و معمور تھا۔ جناب حلیمہ بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگوں ک یہ حالت تھی کہ دو دو روز کھانے کو نصیب نہ ہوتا تھا اور جنگوں میں جا کر جانوروں کے کھانے کی گھاس کھایا کرتے تھے۔ ایک رات غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ ایک مرد آیا اور اُس نے

ترجمہ، وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت (کی کتاب) اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور حق ظاہر کرنے کے لئے خدا ہی کافی ہے ﴿۲۸﴾ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں سخت ہیں اور آپس میں رحم دل، (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے کہ (خدا کے آگے) جھکے ہوئے سر بسجود ہیں اور خدا کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں۔ (کثرت) سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں۔ اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں۔ (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کا جی جلائے۔ جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے خدا نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے ﴿۲۹﴾ سورۃ الفتح

مجھے ایک نہر میں ڈال دیا جس کا پانی دُودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیرین تھا۔ اور کہا کہ اس میں سے پانی پیوٗ۔ میں نے خُوب سیَر ہو کر پیا۔ پھر ہم کو ہمارے مقام پر واپس پہنچا دیا اور کہا مکّہ کی طرف جاوٗ۔ وہاں تمہارے واسطے روزی کشادہ ملے گی اُس فرزند کی برکت سے جو وہاں پیدا ہوا ہے۔ پھر اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارا اور کہا خدا نے تمہارے دُودھ میں زیادتی اور تمہارے حُسن و جمال میں ترقی عطا فرمائی۔ جب میں بیدار ہوئی اپنے قبیلہ کی طرف گئی۔ لوگوں نے کہا اے حلیمہ ہم کو تمہاری حالت پر بہت تعجّب ہے ایسا حُسن و جمال تم کو کہاں سے حاصل ہو گیا۔ میں نے اُن سے اپنا راز پوشیدہ رکھا۔ پھر دو روز کے بعد تمام قبیلہ والوں کو ایک ہاتف کی آواز سُنائی دی کہ اے زنان بنی سعد خوش ہو کہ تم پر برکتیں نازل ہوئیں اور تکلیفیں زائل ہوئیں اُس مولودؐ کو دُودھ پلانے کے سبب جو مکّہ میں پیدا ہوا ہے۔ خوشا حال اُس کا جو اُس کو دُودھ پلانے کے لئے حاصل کرے۔ یہ آواز سُنکر تمام اہلِ قبیلہ مکّہ کی سمت روانہ ہوئے۔ میں بنی سعد بن برک کی عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ مکّہ آئی تاکہ ہم عورتیں بچوّں کو دُودھ پلانے کے لئے لے جائیں۔ ہم لوگ سب سے زیادہ پریشان حال تھے ہمارے تمام مویشی ہلاک ہو چکے تھے کوئی جانور باربرداری کے لئے بھی نہ تھا۔ میں ایک بیمار مادۂ خچر پر سوار تھی جو بہت آہستہ چلتا تھا اور میرے ساتھ اُونٹنی تھی جس کے ایک قطرہ دُودھ نہ ہوتا۔ جب جناب حلیمہ داخل مکّہ ہوئیں اور سیدھی جناب عبدالمطلبؑ کے پاس پہنچیں جبکہ وہ حضرت کعبہؑ کے نزدیک کرسُی پر بیٹھے تھے اور سلام کے عرض کیا کہ میں قبیلہ سعد کی ایک عورت ہوں اور بچوّں کو دُودھ پلانے کے لئے آئی ہوں۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے فرمایا میرے بیٹے کا لڑکا ہے جو یتیم ہے، اگر تم پسند کرو میں اُس کو تمہیں دے دوں گا اور تمہارے اُمور میں تمہاری مدد کروں۔ جناب حلیمہ نے کہا میں اپنے شوہر سے مشورہ کر لوُں اگر وہ راضی ہوئے تو آپ کے پاس آؤں گی۔ شوہر نے ان کو مشورہ دیا کہ اگرچہ فرزند یتیم سے کوئی خاص

ترجمہ، یہ (رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی) اگلے ڈرسنانے والوں میں سے ایک ڈرسنانے والے ہیں ﴿۵٦﴾ سورۃ النَّجم

نفع متصوّر نہیں ہوتا پھر بھی اس کو لے لو شایئد خدا اس کے سبب ہم کو کافی برکت عطا فرمائے کیونکہ اس کا جدّ کرم و احسان میں مشہور ہے۔ غرض اُس درّ یتیم کو اُن سے حاصل کیا اور جب حضرتؐ کو گود میں لیا، آپؐ نے میری جانب نظر کی، آپؐ کی آنکھوں سے ایک نُور ساطع ہوا۔ اور جب میں آنحضرتؐ کو اپنے شوہر کے پاس لائی تو اس اونٹنی کے دُودھ اس قدر جاری ہوا کہ ہمارے اور ہمارے بچّوں کے لئے کافی ہو جاتا تھا۔ یہ دیکھ کر میرے شوہر نے کہا ایسا مبارک فرزند مجھ کو ملا ہے جس کی برکت سے نعمتوں کا رُخ ہماری طرف ہو گیا۔ دوسرے روز صبح کو آنحضرتؐ کو میں نے اپنے خچر پر سوار کیا۔ وہ کعبہ کی طرف چلا اور وہاں پہنچ کر باعجاز آنحضرتؐ تین مرتبہ اس نے سجدہ کیا اور گویا ہوا کہ مجھے بیماری سے شفا حاصل ہوئی اور تکلیفوں سے نجات ملی اس سبب سے کہ سید الانبیاءؐ اور خاتم المرسلینؐ اور بہترین اوّلین و آخرین میری پُشت پر سوار ہوئے۔ اس کی کمزوری رفع ہو گئی۔ وہ اس قدر چست و تیز ہو گیا کہ ہمارے ہمراہیوں کے تمام چوپائے اس کے مقابلہ پر نہ آسکتے تھے۔ اور میرے ساتھ والوں کو میرے اور میرے جانوروں کے تغیّر حالات پر بہت تعجّب ہوتا تھا۔ غرض ہر روز نعمتیں اور برکتیں ہم پر بڑھتی رہیں اور لوگوں کے اُونٹ اور گوسفند چراگاہ سے بُھوکے واپس آتے تھے لیکن ہمارے جانور سَیر اور دُودھ سے بھرے ہوئے آتے تھے۔ اثنائے راہ میں ہم ایک غار کے پاس سے گزرے اس میں سے ایک مرد پیر باہر آیا جس کی پیشانی کا نُور آسمان تک پہنچ رہا تھا۔ اس نے آنحضرتؐ کو سلام کیا اور کہا خداوند کریم نے مجھے حضرتؐ کی رعایت اُمور کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اسی وقت ہرنوں کا ایک گلّہ اُدھر سے گزرا۔ اُن

ترجمہ، اور ہم نے (اے محمد ﷺ) تم کو حق ظاہر کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور خوف دلانے والا (بنا کر) بھیجا ہے ﴿۸﴾ تاکہ (مسلمانو) تم لوگ خدا پر اور اس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کو بزرگ سمجھو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو ﴿۹﴾ جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پھر جو عہد کو توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے۔ اور جو اس بات کو جس کا اس نے خدا سے عہد کیا ہے پورا کرے تو وہ اسے عنقریب اجر عظیم دے گا ﴿۱۰﴾ سورۃ الفتح

سب نے بزبان فصیح مجھ سے کہا کہ اے حلیمہ تم نہیں جانتی ہو کہ کس کو تربیت کے لئے لائی ہو۔ وہ پاکیزہ لوگوں میں پاک ترین ہے۔ غرض میں جس پہاڑ اور صحرا کی طرف سے گزرتی تھی سب آنحضرتؐ کو سالم کرتے تھے۔ پھر تو ہماری معیشت و مال میں برکت و زیادتی اتنی ہوئی کہ ہم امیر ہوگئے، آنحضرتؐ کی برکت سے جانور بہت ہوگئے۔ آنحضرتؐ نے اپنے کپڑوں میں پاخانہ پیشاب کبھی نہ کیا اور کبھی کپڑا نہ ہٹایا کہ آپ کی شرمگاہیں ظاہر ہوتیں۔ میں عموماً آپ کے ساتھ ایک نوجوان کو دیکھتی جو کپڑوں سے آپکی شرمگاہیں چھپاتا اور محافظت کرتا رہتا۔ میں نے آنحضرتؐ کی پانچ سال دو مہینے تربیت کی۔ امیر المومنین علیؑ نے فرمایا کہ دُختر حمزہ سے آنحضرتؐ کا عقد کرنے کا مشورہ کیا گیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ شائید تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے کیونکہ آنحضرتؐ اور جناب حمزہ نے ایک عورت کا دُودھ پیا تھا۔

الغرض جب عبد المطلبؑ کی وفات کا وقت آیا آپ نے حضرت ابو طالبؑ سے آنحضرتؐ کے بارے میں وصیّت کی اور ان کی حفاظت دولجوئی واکرام کے لئے بہت تاکید فرمائی اور برحمت الٰہی واصل ہوئے۔ حضرت ابو طالبؑ اور جناب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہما اپنی اولاد پر حضرتؐ کو ترجیح دیا کرتے تھے اور جو حق خدمت تھا بجالاتے تھے۔ ابو طالبؑ نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے ساتھ رکھتا تھا اور ایک لمحہ کے لئے اُن کو جُدا نہ کرتا تھا اور نہ کسی کا ان کے بارے میں اعتبار کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ان کو اپنے بستر پر سُلاتا اور بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ رات کو میں اُن کو بستر پر نہ پاتا ۔ جب میں اُن کی تلاش میں اُٹھتا تو راتوں کو دُعائیں اور عجیب باتیں سُنتا تھا کہ مجھے تعجّب ہوتا۔ اکثر دیکھتا کہ ایک نہایت حسین شخص آکر آپ کے سر پر ہاتھ پھیرتا، دُعا دیتا اور غائب ہو جاتا۔ اکثر

ترجمہ، کہہ دو کہ میں کوئی نیا پیغمبر نہیں آیا۔ اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا (کیا جائے گا) میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی آتی ہے اور میرا کام تو علانیہ ہدایت کرنا ہے ﴿۹﴾ سورۃ الأحقاف

خواب میں دیکھتا کہ تمام دُنیاان کی مسخر ہوگئی ہے۔ وہ بلند ہوتے ہوئے آسمان پر پہنچے ہیں۔ایک روز وہ غائب ہوگئے ہیں۔اُن کی تلاش میں بہت سر گرواں رہا۔ ناگاہ دیکھا کہ چلے آرہے ہیں اور ایک شخص ان کے ساتھ ہے جس کے مثل میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔میں نے کہااے فرزند کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کی ہے کہ مجھ سے جُدانہ ہوا کرو۔اس شخص نے کہا گھبراؤ نہیں، وہ جب تمہارے پاس سے الگ ہوتے ہیں تو میں اُن کے ساتھ رہتا ہوں اور انکی حفاظت کرتا ہوں۔ وہ ہمیشہ آبِ زمزم پیتے تھے۔اکثر ابو طالبؑ صبح کو ان کے لئے کھانا لاتے تو وہ فرماتے کہ چچا جان میں سیر ہوں۔ جب دوپہر یا شام کو ابو طالبؑ اپنے بچوّں کے لئے کھانا لاتے تو فرماتے کہ ابھی ہاتھ کھانے میں نہ ڈالو جبتک کہ آنحضرتؐ نہ آجائیں اور تناول نہ کرلیں۔جب آنحضرتؐ ابتدا کرتے توسب لڑکے آپ کی برکت سے سَیر ہو جاتے اور کھانا اُسی قدر موجود رہتا۔اہل عرب کی عادت نہ تھی کہ کھانے کے وقت بسم اللہ کہیں، لیکن بچپن میں آنحضرتؐ کی یہ عادت تھی کہ جب تک بسم اللہ نہ کہتے کھانا نوش نہ فرماتے نہ پانی پیتےاور فارغ ہوکر الحمد اللہ کہتے تھے۔اور دوسری روایت میں ہے کہ ابتدا میں بسم اللہ الاحد اور فارغ ہوکر الحمد اللہ کثیر افرماتے۔ایک روایت کے مطابق جب صبح کو بچوّں کے لئے کھانا لایا جاتا تھا تو دوسرے لڑکوں کی طرح آنحضرتؐ اپنا ہاتھ تک نہ بڑھاتے تھے۔ لڑکے جب سوکر اٹھا کرتے تھے تو انکی آنکھوں میں کیچڑ بھرے رہتے، لیکن آنحضرتؐ کا مُنہ دُھلا ہوا ہوتا اور آپ کے جسم سے خوشبو آتی رہتی تھی۔اکثر ایسا ہوتا کہ جب میں آپ کے پاس جاتا آپ تنہا ہوتے اور ایک نُور آپ کے سر سے آسمان تک کھنچا ہوتا۔میں نے کبھی جھوٹ اور مہمل باتیں آپ سے نہیں سُنیں نہ کبھی بلند آواز سے آپ ہنسے۔ کبھی لڑکوں کے ساتھ

ترجمہ، ہم نے تم کو حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بھیجا ہے۔اور کوئی اُمت نہیں مگر اس میں ہدایت کرنے والا گزر چکا ہے ﴿۲۴﴾ اور اگر یہ تمہاری تکذیب کریں تو جو لوگ ان سے پہلے تھے وہ بھی تکذیب کر چکے ہیں ان کے پاس ان کے پیغمبر نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتابیں لے لے کر آتے رہے ﴿۲۵﴾ پھر میں نے کافروں کو پکڑ لیا سو (دیکھ لو کہ) میرا عذاب کیسا ہوا

﴿۲۶﴾ سورة فاطر

کھیل میں شریک نہ ہوئے نہ کبھی اُن کے کھیل کی طرف نگاہ کی۔ تنہائی کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ جب آپ سات برس کے تھے یہودیوں کا ایک گروہ آیا اور کہا ہم نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ حق تعالیٰ محمدؐ کو حرام و شبہیہ سے محفوظ رکھے گا، ہم اس کا تجربہ کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ایک فربہ مرُغ کو پکا کر اس مجمع میں لائے جہاں قریش کی ایک جماعت اور آنحضرتؐ موجود تھے۔ اور سب کے سامنے رکھ دیا اور قریش نے مل کر کھایا۔ لیکن آنحضرتؐ نے اس کی طرف ہاتھ بھی نہ بڑھایا۔ لوگوں نے پُوچھا آپ کیوں نہیں کھاتے فرمایا یہ حرام ہے اور خدا مجھے حرام سے محفوظ رکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا حلال ہے اگر آپ پسند کریں ہم ایک لقمہ آپ کے منُہ میں کھلا دیں۔ فرمایا اگر تم سے ممکن ہو تو کھلاؤ۔ اُن لوگوں نے ہر چند کوشش کی کہ لقمہ آنحضرتؐ کے دہن تک پہنچائیں لیکن نہ ہو سکا۔ اُن کے ہاتھ دائیں اور بائیں مڑ جایا کرتے تھے اور حضرتؐ کے دہن تک نہیں پہنچ سکے۔ پھر دوسرا مرغ بریاں لایا گیا جو ہمسایہ کے گھر سے غائب ہو گیا تھا۔ اس کو پکڑا اس نیّت سے کہ اگر وہ آئے گا تو اس کی قیمت اس کو دے دیں گے۔ جب حضرتؐ نے اس میں سے لقمہ اُٹھایا وہ لقمہ گر گیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا یہ مال شبہ سے ہے میرا خدا مجھے اس سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ دوسروں نے پھر کوشش کی کہ لُقمہ حضرتؐ کے دہن اقدس تک پہنچائیں مگر نہ پہنچا سکے۔ اس وقت یہودیوں نے اقرار کیا کہ یہی وہ صفتیں ہیں جنکو ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے۔ ایک روایت کے مطابق ابو طالبؑ بتّوں کے پاس نہیں جاتے تھے اور قریش اس بارے میں اُن سے تکرار کرتے اور بتّوں کی پرستش پر اصرار کرتے۔ تو وہ فرماتے کہ میں اپنے برادر زادہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جُدا نہیں ہو سکتا اور اس کی مخالفت بھی نہیں کر سکتا۔ وہ نہ بتّوں کو دیکھنا پسند کرتا ہے نہ اُن کا نام سُننا چاہتا ہے۔ قریش نے کہا اس کو فہمائش کرو اور بتّوں کی تعظیم کی عادت ڈالو۔ ابو طالبؑ نے

ترجمہ، اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ﴿۲۸﴾ اور کہتے ہیں اگر تم سچ کہتے ہو تو یہ (قیامت کا) وعدہ کب وقوع میں آئے گا ﴿۲۹﴾ سورۃ سبأ

کہالاحول ولا قوۃ الّا باللہ ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا اس لئے کہ شام کے تمام راہبوں سے میں نے سُنا ہے کہ بتّوں کی بربادی اسی بچّہ کے ہاتھ سے ہوگی۔ قریش نے پُوچھا کیا تم نے بھی اس سے کوئی خاص بات مشاہدہ کی جس سے اُن کی باتوں کی تصدیق ہوتی؟ فرمایا ہاں شام کے راستہ میں ایک خشک درخت کے نیچے ہم لوگ ٹھہرے تھے وہ اُسی وقت اس کے اعجاز سے شاداب ہو گیا اور اس میں پھل لگ گئے۔ جب ہم لوگ وہاں سے روانہ ہوئے تو اس درخت نے اپنے تمام پھل اُس پر نثار کر دیئے اور بحکمِ خدا گویا ہوا کہ اے شجرۂ طیبۂ نبوّت اور درخت عظیم رسالت اپنے دستہائے مُبارک کو مجھ پر پھیرتے جاؤ تاکہ قیامت تک سرسبز و شاداب رہوں۔ یہ سُنکر محمدؐ سے اپنا ہاتھ اس پر پھیرا تو سبزی و شادابی میں اضافہ ہو گیا۔ پھر واپسی میں جب ہم لوگ اُس درخت کے پاس آئے تو دیکھا کہ ہر طرح کے پرندے جو دُنیا میں ہیں اُس درخت کی شاخوں پر اپنے اپنے گھونسلے بنائے ہوئے ہیں اور ہر طائر کی تعداد کے مطابق اُس میں شاخیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور اس قدر لمبا اور قد آور ہے کہ اس کے ایسا کوئی درخت کبھی نظر سے نہیں گزرا اور تمام طیور نے حضرتؐ کے سر پر اپنے پروں سے سایہ کر لیا اور گویا ہوئے کہ ہم کو آپ کے دست مبارک کی برکت سے اس درخت پر اپنے پناہ کی جگہ میّسر آئی ہے۔ اسطرح کی ایک روایت حضرت فاطمہؑ بنت اسد سے منقول ہے کہ ہمارے گھر کے صحن میں ایک درخت تھا جو مدتوں سے خشک ہو چکا تھا۔ ایک روز آنحضرتؐ اُس کے پاس تشریف لائے اور اپنا ہاتھ اُس پر ملا وہ درخت اسی وقت سبز و شاداب ہو گیا اور اس میں رطب پیدا ہو گئے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں ہر روز آنحضرتؐ کے لئے رطب جمع کرتی اور محفوظ رکھتی تھی۔ جب حضرت تشریف لاتے آپؐ کے سامنے حاضر کر دیتی تھی۔ وہ اس کو باہر لے جا کر بنی ہاشم کے بچّوں پر تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرتؐ تشریف لاتے تو میں نے عذر کیا کہ آج درختوں میں رطب نہیں پھلے تھے۔ فاطمہؑ بنت اسد کہتی ہیں حضرتؐ کے نوُر

ترجمہ، کہہ دو کہ میں نے تم سے کچھ صلہ مانگا ہو تو وہ تم ہی کو (مبارک رہے)۔ میرا صلہ خدا ہی کے ذمے ہے۔ اور وہ ہر چیز سے خبر دار ہے ﴿۴۷﴾ سورۃ سبأ

مبارک کی قسم جب آپ نے یہ سُنا ان درختوں کے پاس تشریف لے گئے اور چند کلمات کہے۔ میں نے دیکھا کہ اُن درختوں میں ایک درخت اس قدر خم ہوا کہ حضرتؐ کا ہاتھ اُس کے اوپر کے سرے تک پہنچ گیا۔ اور آپ نے جس قدر طب چاہے توڑ لئے۔ پھر وہ درخت اُسی طرح بلند ہو گیا۔ اس وقت میں نے درگاہِ باری میں تضرع والحاح کے ساتھ دُعا کی کہ اے پروردگارِ آسمان مجھے بھی ایک فرزند عطا فرما جو اس کا بھائی اور اس کے مثل ہو۔ اسی رات امیر المومنین علیؑ کا نطفہ منعقد ہوا اور وہ آنحضرتؐ کی برکت سے کبھی بتوں کی پرستش کے قریب نہ گئے اور کبھی غیر خدا کی عبادت نہ کی۔

حضرت ابو طالبؑ سے روایت ہے کہ حضرتؐ آٹھ سال کے تھے کہ میں نے شام کی جانب تجارت کے لئے جانے کا ارادہ کیا اُس وقت ہَوا بہت گرم تھی۔ جب میں نے سفر کا قصد کیا میرے عزیزوں نے کہا کہ محمدؐ کو کس کے پاس چھوڑ دو۔ میں کہا اپنے ساتھ لے چلوں گا کیونکہ مجھے کسی کا اعتبار نہیں جس کے سُپرد کروں۔ وہ بولے کہ اس گرم موسم میں اس پروردۂ حرم و بطحا کو سفر میں لے چلنا مناسب نہیں ہے۔ میں نے کہا واللہ میں اس کو جُدا نہیں کر سکتا۔ میں اُس کے لئے ایک محمل تیار کروں گا۔ غرض میں نے حضرتؐ کو اُونٹ پر بٹھایا اور اُن کے اُونٹ کو ہر وقت اپنے سامنے رکھتا تھا تاکہ وہ میری نگاہوں سے اُوجھل نہ ہوں۔ جب دھوپ تیز ہوتی تو ایک ابر سفید برف کے مانند آتا اور حضرتؐ کو سلام کرکے آپؐ کے سر پر سایہ فگن ہوتا۔ وہ جہاں جہاں جاتے وہ ابر آپ کے ساتھ رہتا اور اکثر عُمدہ پھل اُس سے گِرتے۔ ایک روز اثنائے راہ میں پانی کی قلّت ہو گئی۔ ہمارے قافلہ والے ایک مشک پانی کی ایک اشرفی کے عوض خرید کیا کرتے، لیکن ہمارے پاس آنحضرتؐ کی برکت سے پانی بہت کافی تھا اور کسی وقت کم نہ ہوا۔ ہم جس منزل پر

ترجمہ، اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ﴿۴۵﴾ اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن ﴿۴۶﴾

ٹھہرتے آپؐ کی برکت سے حوض بھر جاتے اور وہاں کی زمین سبزہ سے پُر ہو جاتی اور ہر وقت ہم پر فراوانی اور فراخی حاصل تھی۔ راستہ میں جو اُونٹ تھک کر بیٹھ جاتا حضرتؐ اپنا دست مبارک اُس پر پھیر دیتے وہ پھر چلنے لگتا۔ ہم لوگ ایک بڑے درخت کے نیچے ٹھہرے جو اس کے صومعہ کے نزدیک تھا۔ اُس درخت کی شاخیں خشک ہو چکی تھیں اُس میں پھل نہیں لگتے تھے۔ ہمیشہ قافلے اُسی درخت کے نیچے ٹھہرا کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ اُس درخت کے نیچے رونق افروز ہوئے وہ درخت لہلہا اُٹھا اور اُس میں بہت سی شاخیں پیدا ہو کر آنحضرتؐ کے سر پر سایہ فگن ہو گئیں اور تین قسم کے پھل اُس میں لگے گئے، دو گرمیوں کے موسم کے اور ایک جاڑے کی فصل کا۔ اہل قافلہ یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئے اور سب کو حیرت ہوئی۔ جناب ابو طالبؑ کہتے ہیں کہ جب ہم شام کے نزدیک پہنچے واللہ شام کے قصر حرکت میں آئے اور اُن سے ایک نُور آفتاب کے نُور سے زیادہ روشن بلند ہوا۔ جب ہم لوگ شام میں داخل ہوئے ہر طرف سے لوگ حضرتؐ کے جمال عدیم المثال کے نظارہ کے لئے دَوڑ پڑے اور حضرتؐ کے حسن و جمال اور فضل و کمال کا شہرہ تمام اطراف شام میں پہنچا۔ جس جس جگہ راہب اور عالم تھے آنحضرتؐ کے گرد آ کر جمع ہوئے۔ علمائے اہل کتاب کا ایک سب سے بڑا عالم نسطور تین روز تک آیا اور آنحضرتؐ کے برابر بیٹھا کیا لیکن کوئی گفتگو نہیں کی۔ جب تیسرا روز ختم کے قریب پہنچا وہ بیتابانہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور آپؐ کے گرد گھومنے لگا میں نے پوچھا اے راہب تو کیا چاہتا ہے اُس نے کہا ان کا کیا نام ہے میں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نام ہے۔ یہ سُنتے ہی اُس کا رنگ متّغیر ہو گیا۔ اس نے کہا آپ اُن سے التماس کیجئے کہ اپنی پشت و شانے کھولیں آنحضرتؐ نے اپنے شانے پر سے پیراہن ہٹایا تو راہب کی نگاہ مہرُ نبوّت پر پڑی دیکھتے ہی وہ وہ بیتاب ہو کر گر پڑا اور اس کو چُومنے لگا اور مجھ سے کہا کہ بہت جلد اس

ترجمہ، اور ہم نے (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم کو صرف خوشی اور عذاب کی خبر سنانے کو بھیجا ہے ﴿٥٦﴾
کہہ دو کہ میں تم سے اس (کام) کی اجرت نہیں مانگتا، ہاں جو شخص چاہے اپنے پروردگار کی طرف جانے کا رستہ اختیار کرے ﴿٥٧﴾

سورۃ الفرقان

خورشید نبوّت کو واپس لے جایئے۔ اگر آپ جانتے کہ اس سرزمین پر ان کے کس قدر دشمن ہیں تو ہر گز ان کو اپنے ہمراہ نہ لاتے۔ پھر وہ روز آنحضرت کی خدمت میں آتا اور مراسمِ خدمت بجالایا کرتا۔ لذیذ کھانے حضرتؐ کے لئے لاتا۔ جب ہم لوگ شام سے واپس چلے تو حضرتؐ کے لئے وہ ایک پیراہن لایا اور عرض کی کہ حضرتؐ اس کو پہن لیں شائید اس کے سبب سے کبھی کبھی مجھے یاد فرمالیں۔ جب میں نے دیکھا کہ حضرتؐ کے چہرہ سے آثارِ کراہت ظاہر ہو رہے ہیں تو میں نے پیراہن لے کر رکھ لیا اور کہا میں ان کو پہنا دوں گا اور نہایت عجلت کے ساتھ حضرتؐ کو لے کر بیت اللہ الحرام کی جانب واپس آگیا۔ جب اہلِ مکّہ کو ہمارے آنے کی خبر معلوم ہوئی ابو جہل کے سوا تمام چھوٹے بڑے حضرتؐ کے استقبال کو آئے۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت سرورِ کائناتؐ خدیجہؑ کا مال لے کر بغرض تجارت شام کی جانب تشریف لے گئے تھے اور آپؐ کے ہمراہ عبد مناۃ بن کنانہ اور نوفل بن معاویہ بھی قافلہ میں تھے۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ مکّہ میں سیلاب آیا اور کعبہ کی دیواریں شکستہ اور چھوٹی ہو گئیں تو قریش نے ارادہ کیا کہ دیواریں بالکل توڑ کر از سرِ نو تعمیر کریں اور کعبہ کی چوڑائی اور زیادہ کریں جو بنائے ابراہیمؑ تیس گز لمبی اور چوبیس گز چوڑی اور اس کی اونچائی نو گز تھی۔ لیکن قریش یہ نہیں کر سکے تو مشورہ کیا کہ طول و عرض کو اُسی طور رہنے دو اور اُونچائی کو زیادہ کر دو۔ پھر اُن کے دل میں گزرا کہ کسی نے اُن سے کہا ہے کہ تم میں سے ہر ایک

ترجمہ، اے (آدم زاد) تجھ کو جو فائدہ پہنچے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو نقصان پہنچے وہ تیری ہی (شامت اعمال) کی وجہ سے ہے اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تم کو لوگوں (کی ہدایت) کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور (اس بات کا) خدا ہی گواہ کافی ہے ﴿۷۹﴾ جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک اس نے خدا کی فرمانبرداری کی اور جو نافرمانی کرے گا تو اے پیغمبر تمہیں ہم نے ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ﴿۸۰﴾ اور یہ لوگ منہ سے تو کہتے ہیں کہ (آپ کی) فرمانبرداری (دل سے منظور ہے) لیکن جب تمہارے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ان میں سے بعض لوگ رات کو تمہاری باتوں کے خلاف مشورے کرتے ہیں اور جو مشورے یہ کرتے ہیں خدا ان کو لکھ لیتا ہے تو ان کا کچھ خیال نہ کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو اور خدا ہی کافی کارساز ہے ﴿۸۱﴾ سورۃ النساء

کو چاہیے کہ اپنے پاکیزہ مال لائے ایسا مال نہ ہو جو قطعِ رحم یا دوسرے حرام طریقہ سے حاصل کیا گیا ہو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو وہ مشکل دُور ہو گئی اور کعبہ کو بنانا شروع کیا اور جب حجر اسود نصب کرنے کا وقت آیا تو آپس میں اختلاف پیدا ہوا کہ کون نصب کرے یہاں تک کہ اُن میں باہم جنگ وجدال کی نوبت پہنچ گئی۔ آخر اس بات پر فیصلہ ہوا کہ جو سب سے پہلے مسجد الحرام میں آئے اس کو حکم قرار دینا چاہیے، تو سب سے پہلے آنحضرتؐ داخل کعبہ ہوئے۔ ان لوگوں نے حضرتؐ سے حال بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے ایک چادر بچھائی اور خود حجر اسود کو اُٹھا کر اُس پر رکھا اور رؤسائے قبیلہ سے کہا ہر طرف سے چادر کو پکڑ کر اُٹھائیں۔ اس طرح لوگ حجر کو اُس کے مقام تک لائے۔ پھر آنحضرتؐ نے خود اُٹھا کر اُس کے مقام پر نصب کر دیا۔ خداوند عالم نے ان کو اس شرف سے مخصوص فرمایا۔ ایک دفعہ بادشاہ رُوم نے ایک کشتی میں چھت کے لئے لکڑیاں وغیرہ جو ضرورت تھی بھر کر بھیجی تھیں۔ اس لئے کہ حبشہ میں اُس کے واسطے ایک عبادت خانہ تیار کیا جائے۔ لیکن ہَوا نے اُس کشتی کو مکّہ کے ساحل پر پہنچا دیا جو وہاں پہنچ کر کیچڑ میں پھنس گئی اور کسی طرح نہ نکلی۔ قریش کو یہ خبر معلوم ہوئی تو دریا کے کنارے آئے دیکھا کہ جو کچھ ان کو کعبہ کی چھت اور اس کی آرائش کے لئے ضرورت ہے سب کچھ اُس کشتی میں موجود ہے۔ اُنہوں نے وہ سب خرید لیا اور

ترجمہ، (اے محمد ﷺ) خدا کی مہربانی سے تمہاری افتاد مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے۔ اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ تو ان کو معاف کر دو اور ان کے لئے (خدا سے) مغفرت مانگو۔ اور اپنے کاموں میں ان سے مشورت لیا کرو۔ اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کر لو تو خدا پر بھروسا رکھو۔ بے شک خدا بھروسا رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے ﴿۱۵۹﴾ اور خدا تمہارا مددگار ہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کرے اور مومنوں کو چاہیئے کہ خدا ہی پر بھروسا رکھیں ﴿۱۶۰﴾ اور کبھی نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر (خدا) خیانت کریں۔ اور خیانت کرنے والوں کو قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز (خدا کے روبرو) لا حاضر کرنی ہوگی۔ پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی ﴿۱۶۱﴾

مکّہ میں اُٹھالائے۔ لکڑیوں کی پیمائش کی تو وہ کعبہ کی چھت کی چوڑائی کے مطابق تھیں۔ غرض کعبہ کی تعمیر مکمل کر کے اُس پر یمنی کپڑے کے پردے ڈال دیئے۔ روایت ہے کہ پیغمبرِ خدا نے قریش سے پوشیدہ بیس حج کئے۔ بعثت سے پہلے دس اور بروایتے، سات حج کئے اور چار برس کی عمر میں نماز پڑھی۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضرتؐ پانچ سال جناب حلیمہ کے پاس رہے، چھٹے سال بی بی آمنہ کا انتقال ہوا اور ساتویں سال اہلِ مکّہ کو بہت سے کاہنوں نے آنحضرتؐ کی نبوّت کی خبر دی اور اسی سال راہب جحفہ کا واقعہ در پیش ہوا۔ اسی سال آنحضرتؐ کی برکت اور عبدالمطلبؑ کی دُعا سے بارش ہوئی۔ اُسی سال عبدالمطلبؑ سیف بن ذی نیرن کی تہنیت کو گئے اور اُس نے اُن کو آنحضرتؐ کی نبوّت کی خوشخبری دی۔ اور آٹھویں سال جناب عبد المطلبؑ نے ابوطالبؑ کو آنحضرتؐ کی حفاظت کے بارے میں وصیّت فرمائی اور وہ آنحضرتؐ کی کفایت و حفاظت میں مشغول ہوئے اور جناب عبدالمطلبؑ برحمتِ الٰہی واصل ہوئے جبکہ اُن کی عمر بیاسی سال اور بروایتے ایک سو بیس سال کی تھی۔ بیان ہوا ہے کہ اسی سال حاتم اور نوشیرواں نے وفات پائی اور ہرمز پسر نوشیرواں بادشاہ ہوا اور سال نہم ابوطالبؑ آنحضرتؐ کو شام کے سفر میں ہمراہ لے گئے۔ بعض نے روایت کی ہے نویں سال آنحضرتؐ ابوطالبؑ کے ساتھ بصرہ گئے اور بارہویں سال شام گئے۔ اور بحیرا کا قصّہ دوسری مرتبہ کے سفر میں پیش آیا۔ آپکی ولادت کے سترھویں سال ہرمز معزول کیا گیا اور لشکر کے بڑے لوگوں نے اس کو اندھا کر دیا اور انیسویں سال اس کو مار ڈالا اور اس کے لڑکے پرویز کو بادشاہ بنایا۔ اور تیئسویں سال کعبہ از سرِ نو تعمیر کیا گیا۔ اور بعضوں کے قول

ترجمہ، (اے پیغمبر) کہہ دو کہ لوگو اگر تم کو میرے دین میں کسی طرح کا شک ہو تو (سن رکھو کہ) جن لوگوں کی تم خدا کے سوا عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا۔ بلکہ میں خدا کی عبادت کرتا ہوں جو تمھاری روحیں قبض کر لیتا ہے اور مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ ایمان لانے والوں میں ہوں ﴿۱۰۴﴾ اور یہ کہ (اے محمد سب سے) یکسو ہو کر دین (اسلام) کی پیروی کئے جاؤ۔ اور مشرکوں میں ہرگز نہ ہونا ﴿۱۰۵﴾ اور خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کو نہ پکارنا جو نہ تمہارا کچھ بھلا کر سکے اور نہ کچھ بگاڑ سکے۔ اگر ایسا کروگے تو ظالموں میں ہو جاؤگے ﴿۱۰۶﴾ سورۃ یونس

کے مطابق پچیسویں برس جناب خدیجہ سے عقد ہوا اور سب سے زیادہ صحیح قول کے مطابق پینتیسویں سال کعبہ کی از سرِ نو تعمیر ہوئی۔ اور کہتے ہیں کہ اسی سال جناب فاطمہؑ صلوات اللہ علیہا پیدا ہوئیں اور اڑتیسویں سال روشنیوں کے دیکھنے اور فرشتوں کی آوازیں سُنتے سے آثارِ نبوّت ظاہر ہوئے۔ اور چالیسویں سال آنحضرتؐ مبعوث برسالت کبرٰے ہوئے۔ اسی سال پرویز بادشاہ عجم ہوا اور اس نے بادشاہِ عرب نعمان بن منذر کو قتل کیا۔

بی بی خدیجہؓ کے فضائل اور آنحضرتؐ کے ساتھ آپؐ کا عقد کا تذکرہ:

منقول ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے جو ایمان لایا وہ علی بن ابن طالبؑ تھے اور عورتوں میں جناب خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تھیں۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ بہترین زنانِ بہشت چار عورتیں ہیں۔ خدیجہؓ بنت خویلد، فاطمہؑ بنت محمدؐ صلوات اللہ علیہم، مریمؑ دختر عمرانؑ اور آسیہؑ دختر مزاحم زوجۂ فرعون۔ جناب خدیجہؓ آنحضرتؐ کی رسالت کی قابل وزیر اور مددگار تھیں۔ جب لوگ آنحضرتؐ سے علیٰحدہ ہوگئے تھے تو وہ آپؐ کی مونس و غمخوار تھیں۔ جب اہل مکّہ حضرتؐ کو آزار و تکلیف پہنچا رہے تھے تو وہ آنحضرتؐ کی مدد اور تسلّی و تشفی کرتی تھیں اور اپنے حُسن اخلاق سے آنحضرتؐ کو دلاساد تسکین دیتی تھیں اور اپنے مال سے آپ کی مدد کرتی تھیں۔ منقول ہے کہ جب حضورؐ کو جبریلؑ معراج میں آسمانوں پر لے گئے اور واپس لائے تو حضورؐ نے جبریلؑ سے پُوچھا کہ تمہاری کوئی حاجت ہے عرض کی یہ ہے کہ خدیجہؓ کو خدا کی جانب سے اور میری طرف سے سلام کہہ دیجئے گا۔ آنحضرتؐ نے جب ان کو جبرئیلؑ کا سلام پہنچایا تو وہ بولیں کہ خدا سلامتی کا مالک ہے سلامتی اسی کے سبب سے اور اُسی کی طرف سے ہے اور جبرئیلؑ پر سلامتی ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب کبھی جبرئیلؑ نازل ہوتے اور خدیجہؓ وہاں موجود نہ ہوتیں تو

ترجمہ، اور خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے ﴿۱۳۲﴾ سورۃ آل عمران

اُن کو سلام کہلاتے تھے۔ ایک اور حدیث میں منقول ہے کہ ایک روز جناب جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا یا حضرتؐ، خدیجہؑ آپؐ کے واسطے آب و طعام لے کر آرہی ہیں ان کو خداوند عالم کی جانب سے اور میری طرف سے سلام کہہ دیجئے۔ اور ان کو خوشخبری دیجئے کہ خدا نے اُن کے لئے بہشت میں ایک مکان جواہرات سے تیار کیا ہے جس میں رنج و تکلیف کا نام و نشان نہیں۔ روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کے ساتھ جناب خدیجہؑ کی تزویج کا یہ سبب تھا کہ ایک مرتبہ عید کے دن زنان قریش مسجد الحرام میں جمع ہوئیں ناگاہ ایک یہودی اُن کے سامنے سے گزرا اور کہنے لگا کہ بہت جلد تم میں ایک پیغمبر مبعوث ہوگا۔ لہٰذا تم ہر ایک اُس سے نکاح کرنے کی کوشش کرو۔ یہ سُنکر عورتوں نے اس کو ڈھیلے مارنا شروع کئے۔ لیکن اس کی یہ بات خدیجہؑ کے دل میں جم گئی۔ اُس کے بعد ایک روز جناب ابو طالبؑ نے پیغمبرؐ خدا سے کہا کہ اے فرزند میں چاہتا ہوں کہ تمہارے لئے زوجہ کا انتظام کروں مگر میرے پاس مال نہیں ہے۔ خدیجہؑ میری رشتہ دار ہیں اور مالدار ہے۔ خدیجہؑ کے ہر شہر و آبادی میں غلام و مویشی تھے۔ یہاں تک کہ بعضوں نے کہا ہے کہ اسی ہزار اُونٹ تھے جو متفرق مقامات پر تھے اور ہر ملک و شہر میں اُن کے ملازمین و منیبین تجارت کیا کرتے تھے جیسے مصر و شام و حبشہ وغیرہ۔ ہر سال ایک جماعت کو اپنے غلاموں کے ساتھ تجارت کیلئے بھیجتی ہیں۔ تم کو منظور ہو تو تمہارے واسطے کچھ اُن سے سامان تجارت حاصل کروں تاکہ تم بھی تجارت کرو اور خداوندِ عالم تم کو نفع کرامت فرمائے۔ حضرتؐ نے فرمایا بہت مناسب ہے۔ غرض جناب ابو طالبؑ، خدیجہؑ کے پاس گئے اور کہا کہ محمدؐ چاہتے ہیں کہ تمہارے مال سے تجارت کریں۔ خدیجہؑ نے کہا بہت خُوب، بسر و چشم منظور ہے اور بہت خوش ہوئیں۔ اپنے غلام میسرہ سے کہا کہ جس قدر مال تیری تحویل میں ہے محمدؐ کے سُپرد کر دے اور ان کی خدمت حاضر رہ ہر گز

ترجمہ، مومنو! خدا اور اس کے رسول کا حکم قبول کرو جب کہ رسول خدا تمہیں ایسے کام کے لیے بلاتے ہیں جو تم کو زندگی (جاوداں) بخشتا ہے۔ اور جان رکھو کہ خدا آدمی اور اس کے دل کے درمیان حامل ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہ تم سب اس کے روبرو جمع کیے جاؤ گے ﴿۲۴﴾ سورۃ الأنفال

ان کی نافرمانی نہ کرنا۔ غرض وہ تمام مال لے کر آنحضرتؐ میسرہ کے ساتھ تجارت کے لئے شام کی جانب روانہ ہوئے اور بروایتے خزیمہ بن حکیم بھی جو جناب خدیجہؓ کے رشتہ دار تھے اُس سفر میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھے۔ اور اس ہمراہی میں آنحضرتؐ کی محبت اُنکے دل میں بہت زیادہ پیدا ہوگئی۔ اثنائے راہ میں خدیجہؓ کے دو اُونٹ تھک کر گرِپڑے میسرہ حیران ہوا (اور ڈرا) کہ ان کا بار زمین پر گرِجائے گا۔ وہ دَوڑا ہوا آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور صورت حال بیان کی۔ آنحضرتؐ اُن اُونٹوں کے پاس آئے اور اپنا دستِ مبارک ان کے پیروں پر پھیرا وہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور دوسرے اُونٹوں سے زیادہ تیز چلنے لگے۔ خزیمہ نے یہ حال دیکھا تو حضرتؐ سے اُس کی محبّت اور اعتقاد میں اور ترقی ہوگئی اور حضرتؐ کی خدمت واطاعت میں پہلے سے زیادہ اہتمام کرنے لگا۔ پھر وہ قافلہ وہاں سے شام میں پہنچا اور اُن کو تجارت میں بہت فائدہ ہوا۔ پھر وہ لوگ واپس آئے اور مکّہ کے قریب پہنچے تو میسرہ نے حضرتؐ سے کہا اے صاحبِ اوصاف پسندیدہ، ہم نے آپ سے اس سفر میں بہت معجزات دیکھے جس پتھر اور درخت کے پاس سے ہمارا گزر ہوا اُن سب نے آپؐ پر سلام کیا اور کہا، اسلاعلیک یارسول اللہ۔ اور اس سفر میں گھاٹیاں تھیں جو ہر مرتبہ مدّتوں میں طے ہوا کرتی تھیں۔ اس مرتبہ آپ کی برکت سے ایک رات میں طے ہوگئیں اور اس مرتبہ جس قدر نفع تجارت میں ہوا چالیس سال کی مدّت میں اب تک نہ ہوا تھا۔ لٰہذا مناسب یہ ہے کہ آپؐ خود جاکر خدیجہؓ کو اس سفر کی خوشگواری اور سُود مندی کی خوشخبری دیجئےتاکہ وہ خوش ہوجائیں۔ آنحضرتؐ یہ سُنکر اہلِ قافلہ سے پہلے روانہ ہوئے اور خدیجہؓ کے مکان کی جانب رُخ فرمایا۔ ان کا مکان بہت وسیع وکشادہ تھا۔ اُس کی چھت پر ریشم کا ایک خیمہ نصب تھا جس میں طرح طرح کی نقش ونگار بنے ہوئے تھے جس کی طنابیں ریشم کی تھیں جو فولاد کی میخوں سے بندھی ہوئی

ترجمہ، (اے محمد! مجاہد لوگ) تم سے غنیمت کے مال کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ (کیا حکم ہے) کہہ دو کہ غنیمت خدا اور اس کے رسول کا مال ہے۔ تو خدا سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو (۱) سورۃ الأنفال

تھیں۔ خدیجہؑ اس وقت چند عورتوں کے ساتھ بالاخانہ پر بیٹھی تھیں اور راستہ پر نگاہ تھی۔ ناگاہ اُن کی نظر ایک سوار پر پڑی جو دُور سے آرہا تھا اور ایک بادل کا ٹکڑا اُسکے سر پر سایہ کئے ہوئے تیزی سے اُس کے ساتھ آرہا تھا اور دو فرشتے اُس کے دائیں اور بائیں ہوا پر اس کے ساتھ چلے آرہے تھے جنکے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں تھیں۔ اور بادل میں سے زبرجد کی ایک قندیل بالائے سر لٹکی ہوئی تھی۔ اور اس ابر کے چاروں طرف یاقوت کا ایک خیمہ ہوا پر ساتھ ساتھ تھا۔ جناب خدیجہؑ یہ حال دیکھ کر متعجّب ہوئیں اور دل میں کہا خداوندا ایسا کر کہ یہ تیری بارگاہ کا مقرب بندہ میرے حقیر کاشانہ میں آئے۔ جب آنحضرتؐ اور قریب آئے تو پہچانا کہ یہ محمدؐ ہیں، بس ننگے پیر آنحضرتؐ کی طرف دوڑیں اور جاکر آپ کے پائے اقدس کو چُوم لیا۔ حضرتؐ نے ان کو بخیر و عافیت اور کامیابی کے ساتھ واپسی کی خوشخبری دی۔ خدیجہؑ نے کہا یا حضرتؐ میسرہ آپ کے ہمرکاب کیوں نہ آیا؟ فرمایا پیچھے آرہا ہے۔ بی بی خدیجہؑ نے کہا اے سیّدؐ حرم و بطحا واپس تشریف لے جایئے اور میسرہ کے ساتھ واپس آیئے۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ جو کچھ از قسم ابر دنُور وغیرہ دیکھا ہے دوبارہ عین الیقین کے ساتھ مشاہدہ کرلیں۔ آنحضرتؐ واپس چلے تو ابر بھی ساتھ ہی سایہ فگن واپس ہوا، اور پھر واپسی میں اسی طرح ساتھ ساتھ رہا۔ پھر تو خدیجہؑ کو آنحضرتؐ کی عظمت و جلالت کا یقین ہوگیا۔ غرض میسرہ نے بی بی خدیجہؑ سے کہا اے خاتون اس سفر میں اس معدن فضل و کمال سے ایسے حیرت انگیز واقعات ظاہر ہوئے کہ میں بیان نہیں ہو سکتے۔ تھوڑے سے تھوڑا کھانا حضرتؐ کے سامنے لایا جاتا اور اُس پر اپنا دست مبارک رکھ دیتے تو بہت سی جماعتیں سیر ہو جاتیں، اور کھانا کم نہ ہوتا۔ جب دُھوپ تیز ہوتی تو دو فرشتے آپؐ پر سایہ کیا کرتے تھے۔ جس

ترجمہ، (کہہ دو) کہ مجھ کو یہی ارشاد ہوا ہے کہ اس شہر (مکہ) کے مالک کی عبادت کروں جس نے اس کو محترم (اور مقام ادب) بنایا ہے اور سب چیز اُسی کی ہے اور یہ بھی حکم ہوا ہے کہ اس کا حکم بردار رہوں ﴿۹۱﴾ اور یہ بھی کہ قرآن پڑھا کروں۔ تو جو شخص راہ راست اختیار کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لئے اختیار کرتا ہے۔ اور جو گمراہ رہتا ہے تو کہہ دو کہ میں تو صرف نصیحت کرنے والا ہوں

﴿۹۲﴾ سورۃ النمل

درخت اور پتھر و کنکر کی طرف سے آپؐ گزرتے سب آپؐ کو سلام کیا کرتے، پھر راہبوں کے اور دوسرے حالات بیان کیئیے۔ یہ تمام حالات سُنکر خدیجہؑ نے اپنے مزید اطمینان کیلئے ایک طبق رطب آنحضرتؐ کے لئے منگایا اور چند اشخاص کو بُلا کر آنحضرتؐ کے ساتھ کھانے میں شریک کردیا۔ سب کے سب سیر ہوگئے اور رطب بدستور باقی رہا۔ یہ دیکھ کر خدیجہؑ نے خوشی میں اس خوشخبری دینے کے سبب میسرہ اور اُس کے لڑکوں کو آزاد کردیا اور دس ہزار درہم عطافرما کر کہا کہ حضرتؐ کے ساتھ جائے اور آنحضرتؐ سے عرض کی کہ اپنے چچا ابو طالبؑ سے کہیں کہ میرے چچا عمرو بن اسد سے اپنے واسطے میری خواستگاری کریں۔ اور اپنے چچا کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھ کو محمدؐ کے ساتھ تزویج کردیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ خدیجہؑ کے باپ خویلد بن اسد سے خواستگاری کی گئی لیکن زیادہ مشہور یہ ہے خویلد اُس وقت وفات پاچکے تھے اُن کے چچا ہی سے اُن کی خواستگاری کی گئی۔ جناب ابو طالبؑ اپنے عزیزوں اور قریش کے چند اشخاص کو لے کر خدیجہؑ کے چچا ورقہ بن نوفل کے پاس آئے اور خود کلام کی ابتدا کی اور خطبہ پڑھا جس کا مضمون یہ ہے، حمد وثنا اُس خدا کے لئے زیبا ہے جو خانہ کعبہ کا پروردگار ہے۔ اور اُس نے ہم کو آلِ ابراہیمؑ اور ذریت اسمٰعیلؑ سے قرار دیا اور ہم کو امن وامان کی جگہ حرم کا ساکن اور تمام لوگوں پر سردار بنایا اور اپنے گھر سے ہم کو خصوصیّت عطا فرمائی جس کی طرف اطراف عالم سے لوگ آتے ہیں۔ وہ ایسا مقام ہے جہاں ہر طرف کے میوے لوگ لاتے ہیں اور خدا نے ہم کو اس شہر میں برکت عطا فرمائی ہے جس میں ہم ساکن ہیں۔ امّا بعد واضح ہو کہ میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قریش کے تمام لوگوں پر فضیلت و فوقیت حاصل ہے کوئی شخص اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔ وہ سب سے بلند مرتبہ

ترجمہ، جو مال خدا نے اپنے پیغمبر کو دیہات والوں سے دلوایا ہے وہ خدا کے اور پیغمبر کے اور (پیغمبر کے) قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور حاجتمندوں کے اور مسافروں کے لئے ہے۔ تاکہ جو لوگ تم میں دولت مند ہیں ان ہی کے ہاتھوں میں نہ پھرتا رہے۔ سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو۔ اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بے شک خدا سخت عذاب دینے والا ہے ﴿۷﴾ سورۃ الحشر

ہے۔ خُلق میں اُس کا مثل و مانند نہیں اگر وہ مال و دولت میں کم ہے تو مال تغیّر پذیر ہے سایہ کے مانند جو بہت جلد زائل ہو جاتا ہے۔ اس کو خدیجہؑ کی جانب رغبت ہے اور خدیجہؓ کو بھی اُس سے محبت ہے اس لئے ہم آئے ہیں کہ آپ سے اُس کے واسطے اس کی خواہش کے مطابق خدیجہؓ کی خواستگاری کریں۔ اور جس قدر مہر آپ چاہیں میں اپنے مال سے دینے کو تیار ہوں جس قدر چاہیں ابھی لے لیں اور جس قدر چاہیں موجل قرار دیں۔ اور ربّ کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اُس کی شان و منزلت بہت بلند ہے۔ اس کی عقل و رائے کامل ہے۔ اُس کا دین شائع اور اس کی زبان شافع ہے۔ اتنا کہہ کر جناب ابو طالبؑ خاموش ہو گئے۔ پھر خدیجہؓ کے چچا نے جو علمائے نصاریٰ میں سب سے زیادہ دانشمند اور عظیم الشان تھے جواب دینا چاہا مگر ابو طالبؑ کی باتوں کے جواب سے قاصر تھے اس لئے ان کی زبان لکنت کرنے لگی اور اُن کے نفس میں اضطراب پیدا ہو گیا اور صحیح جواب دینا ممکن نہ ہو سکا۔ خدیجہؓ نے جو یہ حال دیکھا انتہائی شوق کے سبب پردۂ حیا کو ذرا سا اُٹھا کر نہایت فصاحت کے ساتھ بولیں چچا جان اگرچہ اس موقع پر آپ ہی گفتگو کے لئے مجھ سے زیادہ مناسب اور سزاوار ہیں، لیکن آپ کو میرے نفس پر مجھ سے زیادہ اختیار نہیں ہے۔ اے محمدؐ میں نے اپنے نفس کو آپؐ کے ساتھ تزویج کیا، اور میرا مہر خود میرے مال سے ہے۔ اپنے چچا سے کہیے

ترجمہ، اے پیغمبر ہم نے تمہارے لئے تمہاری بیویاں جن کو تم نے ان کے مہر دے دیئے ہیں حلال کر دی ہیں اور تمہاری لونڈیاں جو خدا نے تم کو (کفار سے بطور مال غنیمت) دلوائی ہیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور تمہاری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے ماموؤں کی بیٹیاں اور تمہاری خالاؤں کی بیٹیاں جو تمہارے ساتھ وطن چھوڑ کر آئی ہیں (سب حلال ہیں) اور کوئی مومن عورت اگر اپنے تیئں پیغمبر کو بخش دے (یعنی مہر لینے کے بغیر نکاح میں آنا چاہے) بشرطیکہ پیغمبر بھی ان سے نکاح کرنا چاہیں (وہ بھی حلال ہے لیکن) یہ اجازت (اے محمد ﷺ) خاص تم ہی کو ہے سب مسلمانوں کو نہیں۔ ہم نے ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جو (مہر واجب الادا) مقرر کر دیا ہے ہم کو معلوم ہے (یہ) اس لئے (کیا گیا ہے) کہ تم پر کسی طرح کی تنگی نہ رہے۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے

﴿۵۰﴾ سورۃ الاحزاب

کہ ولیمہ زفاف کے لئے اُونٹ ذبح کریں۔ آپ جس وقت چاہیں اپنی زوجہ کے میرے پاس تشریف لائیں۔ اُس وقت ابو طالبؑ نے فرمایا اے گروہِ مردم گواہ رہنا کہ اُس نے خود اپنے تیئں محمدؐ سے تزویج کیا اور اپنے مہر کی ضامن خود ہی ہو گئ۔ یہ سُنکر قریش کے ایک شخص نے کہا طرفہ ماجرا ہے کہ عورتیں مردوں کے مہر کی ضامن ہوتیں ہیں۔ یہ سُنتے ہی جناب ابو طالبؑ کو غصّہ آیا، تمام قریش اُن سے ڈر جاتے تھے اور آپکی ہیبت سے پناہ مانگتے تھے۔ ابو طالبؑ نے فرمایا اگر دوسرے شوہر میرے بھتیجے کے مانند ہوں گے عورتیں بہت زیادہ مال اور زیادہ مہر اُن سے طلب نہ کریں گی۔ اور اگر تمہاری طرح ہونگے تو مہر گراں اُن سے لیں گے۔ پھر ابو طالبؑ نے ایک اُونٹ نحر کیا اور آنحضرتؐ کا زفاف حضرت خدیجہؓ خیر النساء کے ساتھ منعقد ہوُا۔ اُس وقت عرش وکُرسی وجد میں آئے اور فرشتوں نے سجدہ شکر میں قیام کیا۔ حق سبحانہ وتعالٰی نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ لوائے حمد کو کعبہ پر نصب کریں۔ مکّہ کے پہاڑوں نے فخر سے سر بلند کئے اور تقدس و تسبیح الٰہی میں مشغول ہوئے۔ زمین شادی سے بالیدہ ہوئی مکہ شرف میں عرش اعظم سے برتر ہوا۔ الغرض جناب ابو طالبؑ نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ پڑھا اور ورقہ نے خدیجہؓ کو آنحضرتؐ کی زوجیت میں دیا۔ اس موقع پر ایک شخص نے جس کا نام عبداللہ بن غنم تھا، چند شعر نظم کئے جن کا مضمون یہ ہے "اے خدیجہؓ تم کو مبارک ہو کہ تمہارے ہمائے سعادت نے عزّت وشرف کے عرش کے کنگرہ کی جانب پرواز کیا، اور تم بہترین اوّلین و آخرین کی شریکِ زندگی بن گیئں۔ دُنیا میں محمدؐ کے مثل کوئی کہاں ممکن ہے۔ یہ وہ میں جن کی پیغمبری کی بشارت موسٰیؑ وعیسٰیؑ نے دی ہے۔ اور بہت جلد اُن کی بشارت کا اثر ظاہر ہونے والا ہے۔ برسوں سے کتابِ آسمانی کے پڑھنے اور لکھنے والوں نے اقرار کیا ہے کہ وہ رسولِ بطحا اور اہلِ ارض و سما کے ہدایت کرنے والے

ترجمہ، اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور جو (کتاب) محمد ﷺ پر نازل ہوئی اسے مانتے رہے اور وہ ان کے پروردگار کی طرف سے برحق ہے ان سے ان کے گناہ دور کر دیئے اور ان کی حالت سنوار دی (۲) سورۃ محمد

ہیں"۔ خدیجہؑ نے اپنے تمام اموال، غلام اور کنیزیں آنحضرتؐ کو ہبہ کر دیا۔ جب آنحضرتؐ رسالت پر مبعوث ہوئے سب سے پہلے عورتوں میں آپ ایمان لائیں اور جب تک وہ زندہ رہیں آنحضرتؐ نے کسی دوسری عورت کی طرف توجہ نہ کی۔ جناب خدیجہؑ حسن و جمال اور حسن و سیرت و کردار میں مکّہ کی تمام عورتوں میں اپنی مثال نہ رکھتی تھیں اور جب آپ کی شادی ہوئیں تو آنحضرتؐ کی عمر پچیس سال اور جناب خدیجہؑ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ لیکن ابن عباس سے منقول ہے کہ اُس وقت خدیجہؑ کی عمر اٹھائیس سال کی تھی۔ بعثت کے پانچ سال بعد جناب فاطمہؑ زہراء صلوٰۃ اللہ علیہا کی ولادت ہوئی۔ آپؑ کی ولادت کی کیفیّت یوں تحریر ہے کہ ایک روز جناب رسُولِؐ خدا ابطح میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب امیر المومنینؑ، عمار یاسر، منذر بن ضحضاح، حمزہ، عباس، ابو بکر و عمر بھی موجود تھے، ناگاہ جبرئیلؑ اپنی اصل صورت میں نازل ہوئے اور اپنے پروں کو پھیلایا جس نے تمام مشرق و مغرب کو گھیر لیا اور آنحضرتؐ کو آواز دی کہ خداوند علی اعلیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ چالیس روز خدیجہؑ سے علیٰحدہ رہیں۔ حضرتؐ بموجب حکم چالیس روز تک خدیجہؑ کے پاس نہیں گئے۔ تمام دن روزہ رکھتے اور راتوں کو عبادت کرتے۔ عمار کو خدیجہؑ کے پاس بھیجا اور کہلا دیا کہ میرا نہ آنا کسی کراہت کے سبب نہیں ہے بلکہ خدا کا یہی حکم ہے تا کہ اپنی تقدیر جاری کرے، اپنے متعلق سوائے نیکی کے کچھ اور خیال نہ کرنا کیونکہ خداوندِ عالم ہر روز چند بار اپنے فرشتوں سے تمہارے متعلق مباحات کرتا ہے۔ مناسب ہے کہ ہر شب اپنے دروازوں کو بند کر لینا اور اپنے لباس شب میں آرام کیا کرنا۔ میں اپنی چچی فاطمہؑ بنتِ اسد کے یہاں رہوں گا یہاں تک کہ وعدۂ الٰہی کی مدّت ختم ہو۔ غرض جناب خدیجہؑ آنحضرتؐ کی جُدائی میں ہر روز کئی بار رویا کرتی تھیں۔ جب چالیس روز ختم ہو گئے جبرئیلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور کہا

ترجمہ، اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تم کو تمام جہان کے لئے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے ﴿۱۰۷﴾ کہہ دو کہ مجھ پر (خدا کی طرح سے) یہ وحی آتی ہے کہ تم سب کا معبود خدائے واحد ہے۔ تو تم کو چاہیئے کہ فرمانبردار بن جاؤ ﴿۱۰۸﴾ سورۃ الأنبياء

خداوندِرحیم وکریم آپ کو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ میری طرف سے تحفہ وکرامت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اُسی وقت میکائیلؑ نازل ہوئے اور ایک طبق لائے جس پر ایک رومال سندس بہشت کا ڈھکا ہوا تھا۔ اور کہا خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ آج اس طبق کے کھانے سے افطار کیجئے۔ جناب امیر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ ہر شب افطار کے وقت آنحضرتؐ مجھ سے فرماتے تھے کہ دروازہ کھول دو جس کا جی چاہے آکر میرے ساتھ کھانا کھائے۔ لیکن آج حضرتؐ نے فرمایا کہ جاکر دروازہ پر بیٹھو اور کیسی کو اندر مت آنے دو کیونکہ میرے سوا ہر ایک پر یہ طعام حرام ہے۔ غرض افطار کے وقت حضرتؐ نے طبق کو کھولا اُس میں بہشت کے میووں میں سے ایک خوشہ انگور اور ایک خوشہ خرما کے تھے اور بہشت کے پانی کا ایک گلاس۔ حضرتؐ نے اُن میووں کو سیر ہو کر کھایا اور وہ پانی پیا۔ جبرئیلؑ نے بہشت کی صراحی سے پانی ڈالا اور میکائیلؑ نے حضرتؐ کا ہاتھ دُھلایا اور اسرافیلؑ نے بہشت کے رومال سے حضرتؐ کے ہاتھ پُونچھے اور باقی ماندہ کھانا مع برتنوں کے آسمان پر واپس لے گئے۔ پھر حضرتؐ نماز کے لئے اُٹھے جبرئیلؑ نے کہا اس وقت نماز جائز نہیں ہے ابھی خدیجہؓ کے گھر جائیے اور اُن سے مقاربت کیجئے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ اس رات آپ کی نسل سے ذریت طاہرہ خلق فرمائے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ خانہ خدیجہؓ کی طرف چلے۔ جناب

ترجمہ، (اے پیغمبر) ان کے سوا اور عورتیں تم کو جائز نہیں اور نہ یہ کہ ان بیویوں کو چھوڑ کر اور بیویاں کرو خواہ ان کا حسن تم کو (کیسا ہی) اچھا لگے مگر وہ جو تمہارے ہاتھ کا مال ہے (یعنی لونڈیوں کے بارے میں تم کو اختیار ہے) اور خدا ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے ﴿۵۲﴾ مومنو پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر اس صورت میں کہ تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے اور اس کے پکنے کا انتظار بھی نہ کرنا پڑے۔ لیکن جب تمہاری دعوت کی جائے تو جاؤ اور جب کھانا کھا چکو تو چل دو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھ رہو۔ یہ بات پیغمبر کو ایذا دیتی ہے۔ اور وہ تم سے شرم کرتے ہیں (اور کہتے نہیں ہیں) لیکن خدا سچی بات کے کہنے سے شرم نہیں کرتا۔ اور جب پیغمبروں کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر مانگو۔ یہ تمہارے اور ان کے دونوں کے دلوں کے لئے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔ اور تم کو یہ شایاں نہیں کہ پیغمبر خدا کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ ان کی بیویوں سے کبھی ان کے بعد نکاح کرو۔ بے شک یہ خدا کے نزدیک بڑا (گناہ کا کام) ہے ﴿۵۳﴾ سورۃ الاحزاب

خدیجہؑ کہتی ہیں کہ مجھے تنہائی سے انس ہو گیا تھا۔ رات ہوتی تو میں دروازوں کو بند کر لیتی پردے گرادیتی اور نماز میں مشغول ہو جاتی۔ پھر لباس شب پہن کر چراغ کو گل کر دیتی اور سو جاتی تھی۔ اس رات کچھ غنودگی میں تھی کہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز کان میں آئی۔ میں نے پُوچھا کون ہے، سوائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کو دروازہ کھٹکھٹانا مناسب نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں محمدؐ ہی ہوں۔ یہ سُنتے ہی میں نے دوڑ کر دروازہ کھول دیا۔ آنحضرتؐ کی یہ عادت تھی کہ جب سونے کا ارادہ کرتے پانی منگاتے اور تجدید وضو فرماتے اور دو رکعت نماز بجالاتے پھر بستر پر آکر لیٹتے تھے۔ اسی رات میں نے نورِ فاطمہؑ اپنے شکم میں پایا۔ الغرض آنحضرتؐ کی جو بھی اولادیں ہوئیں وہ سب خدیجہؑ کے بطن سے ہوئیں سوائے ابراہیم کے جو ماریہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔ مشہور یہ ہے کہ انتقال کے وقت جناب خدیجہؑ پینسٹھ سال کی تھیں۔ جناب رسولِ خدا نے خود ان کو اپنے ہاتھوں سے دفن کیا اور حجونِ مکّہ میں دفن کی گئیں۔ خدیجہؑ کی وفات شعب ابی طالبؑ سے رہائی کے بعد ہجرت سے تین سال پہلے واقع ہوئی۔ اور کہتے ہیں کہ ان کی وفات ابو طالبؑ کی وفات کے تین روز بعد ہوئی۔

جب جناب خدیجہؑ نے رحلت فرمائی تو حضرت فاطمہؑ اپنے پدر بزرگوار کے گِرد گھُومتی تھیں اور پوچھتی تھیں کہ بابا جان میری ماں کہاں ہیں اُس وقت جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کی آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ فاطمہؑ کو میرا سلام پہنچادو اور کہہ دو کہ تمہاری ماں ایسے مکان میں ہے جس کی چھت سونے کی ہے اس کی بنیادوں کی جگہ پر یاقوت سُرخ کے کھمبے ہیں اور وہ مکان آسیہؑ و مریمؑ کے مکانوں کے درمیان ہے۔ حضرتؐ نے یہ پیغام جناب فاطمہؑ سے بیان فرمایا تو معصومہؑ نے فرمایا کہ خدا تمام عیبوں سے پاک و منزہ ہے سلامتی

ترجمہ، اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اور اس سے ڈرے گا تو ایسے لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں ﴿۵۲﴾ سورۃ النور

اُسی کی طرف سے ہے اور برکتیں اُسی کی طرف پلٹتی ہیں۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسولِ خداؐ گھر میں تشریف لائے تو دیکھا کہ جناب عائشہ، جناب فاطمہؑ کو تصدیق اُس وقت کی جبکہ تم سب نے تکذیب کی اور وہ اُس وقت ایمان لائیں جبکہ تم سب ڈانٹ رہی ہیں اور کہتی ہیں کہ اے خدیجہ کی بیٹی تو یہ سمجھی ہے کہ تیری ماں کو ہم پر کوئی فضیلت ہے ہم پر اُس کو کیا فوقیت ہو سکتی ہے۔ وہ بھی ہماری طرح ایک عورت تھی۔ جناب فاطمہؑ نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو رونے لگیں۔ حضرتؐ نے شفقت سے فرمایا پارۂ جگر تیرے رونے کا کیا سبب ہے۔ عرض کی امّا عائشہ نے میری مادر گرامی کا نام حقارت سے لیا ہے اور مجھے سرزنش کی ہے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ کو غصّہ آگیا اور فرمایا اے حمیرا خاموش ہو خدا اس عورت کو برکت دیتا ہے جو اپنے شوہر کو بہت دوست رکھتی ہے اور اس کے اولاد بہت ہوتی ہے۔ اور خدیجہ خدا اس پر رحمت نازل کرے اس کے بطن سے خدا نے مجھے طاہر و مطہر عبداللہ و قاسم سے دو فرزند عطا فرمائے اور اُن کے شکم سے فاطمہؑ پیدا ہوئیں۔ لیکن تیرے رحم کو خدا نے بانجھ قرار دیا کہ کوئی بچّہ تجھ سے پیدا نہ ہوا۔ ایک مرتبہ جناب رسالتمآبؐ اپنی بیویوں کے درمیان بیٹھے ہوئے جناب خدیجہؑ کا ذکر کر رہے تھے اور رو رہے تھے کہ عائشہ نے کہا کیا آپ بنی اسد کی ایک بوڑھی عورت پر گریہ کرتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا خاموش! اُس نے میری کافرہ تھیں۔ اُس کے شکم سے میرے لیئے اولادیں ہوئیں اور تم سب بانجھ ہو۔ امّا عائشہ فرماتی ہیں کہ جب ہم چاہتے کہ آنحضرتؐ ہم سے خوش ہوں تو جناب خدیجہ کا تذکرہ نیکی کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

ترجمہ، (اور تم کو یہ بھی اختیار ہے کہ) جس بیوی کو چاہو علیحدہ رکھو اور جسے چاہو اپنے پاس رکھو۔ اور جس کو تم نے علیحدہ کر دیا ہو اگر اس کو پھر اپنے پاس طلب کر لو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ (اجازت) اس لئے ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غمناک نہ ہوں اور جو کچھ تم ان کو دو۔ اسے لے کر سب خوش رہیں۔ اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خدا اسے جانتا ہے۔ اور خدا جاننے والا اور بردبار ہے ﴿۵۱﴾ سورۃ الاحزاب

آنحضرتؐ کے جسم کے معجزات:

روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں لوگوں میں جناب آدمؑ سے سب سے زیادہ مشابہ اور جناب ابراہیمؑ سب سے زیادہ صورت و سیرت میں مجھ سے مشابہ تھے۔ خدا نے بالائے عرش سے میرے دس نام اپنے عظمت و جلال کے رکھے، اور میرے اوصاف بیان فرمائے۔ اور ہر پیغمبر کی زبانی ان کی قوم کو میری خوشخبری پہنچائی، اور توریت وانجیل میں میرا بہت تذکرہ کیا ہے۔ اپنے کلام کی مجھے تعلیم دی۔ مجھ کو آسمان پر بلند کیا اور میرا نام اپنے نامِ بزرگ سے اشتقاق فرمایا۔ اُس کا ایک نام محمود ہے اس لئے اُس نے میرا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھا۔ اور مجھ کو بہترین زمانہ اور بہترین اُمّت میں پیدا کیا۔ توریت میں میرا نام احید رکھا کیونکہ توحید و یگانہ پرستی خدا کے سبب میری اُمّت کے اجسام آتشِ جہنم پر حرام قرار دیئے۔ انجیل میں میرا نام احمدؐ ہے کیونکہ میں آسمان میں محمود ہوں اور میری اُمّت حمد کرنے والی ہے۔ زبور میں مجھ کو ماحی کہا گیا ہے اس لئے کہ خدا میرے سبب سے زمین پر بتوّں کی پرستش مٹائے گا۔ اور قرآن میں میرا نام محمد رکھا ہے کیونکہ قیامت میں تمام اُمتیں میری مدح کریں گی اس سبب سے کہ سوائے میرے کوئی شفاعت نہ کرے گا مگر میری اجازت سے کرے گا اور قیامت میں مجھ کو حاشر کے نام سے پکاریں گے کیونکہ میری اُمّت کا زمانہ قیامت کے زمانہ سے متصل ہوگا۔ پھر مجھ کو موقف کے نام سے یاد کیا جائے گا کیونکہ میں لوگوں کو خدا کے نزدیک حساب کے لئے کھڑا کرونگا اور خدا نے میرا نام عقب رکھا ہے کیونکہ تمام پیغمبروں کے عقب میں آیا ہوں اور میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ میں رسولِؐ رحمت ورسولِؐ توبہ اور رسولِؐ ملاحم ہوں یعنی جنگ کرنے والا ہوں اور میں رسولؐ مقفے ہوں کہ تمام انبیاء کے قفا میں یعنی بعد میں مبعوث ہوا ہوں۔ اور میں قثم ہوں یعنی کامل تمام کمالات کا

ترجمہ، (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے ﴿۱﴾ تو اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھا کرو اور قربانی دیا کرو ﴿۲﴾ کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا ﴿۳﴾ سورة الکوثر

جامع۔ اور میرے پروردگار نے مجھ پر احسان کیا ہے اور کہا ہے کہ ہر پیغمبر کو اس کی اُمّت کی زبان میں یعنی ایک زبان کے ساتھ مبعوث کیا ہے، اور تم کو ہر سرخ و سیاہ پر مبعوث کیا ہے اور تمہاری مدد کی ہے اُس خوف کے ساتھ جو تمہاری طرف سے تمہارے دشمنوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ کسی دوسرے پیغمبر کے بارے میں ایسا نہیں کیا۔ اور کافروں کا مالِ غنیمت تمہارے لئے حلال کر دیا ہے لیکن تم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کیا تھا۔ بلکہ اُن کو یہ حکم دیا ہے کہ کافروں سے جو مالِ غنیمت میں حاصل ہو اس کو جلا دو۔ اور تم کو اور تمہاری اُمّت کو عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ عطا کیا ہے اور وہ سورۃ فاتحہ الکتاب کے سورتوں میں سے اور سورۃ بقرہ کی آیتیں ہیں اور تمہاری اُمّت کے لئے تمام رُوئے زمین کو محل سجدہ قرار دیا ہے بر خلاف اُمتہائے گزشتہ کے کہ ان کو عبادت خانوں کے سوا کہیں سجدہ کا حکم نہ تھا۔ اور زمین کی خاک کو تمہارے لئے پاک کرنے والی بنایا اور کلمۂ اَللّٰہُ اَکبرُ کو تمہیں اور تمہاری اُمّت کو بخشا۔ اور اپنا ذکر تمہارے ذکر سے متصل کر دیا کہ جب تمہاری اُمّت مجھ کو وحدانیّت کے ساتھ یاد کرے تو تم کو رسالت کے ساتھ یاد کرے۔ لٰہذا اے محمدؐ تم کو اور تمہاری اُمّت کو خوشخبری ہو۔ ایک روایت کے مطابق جناب سرورِ کائنات کے دس نام تھے۔ پانچ نام قرآن میں مذکور ہیں اور پانچ نام اس سے علیٰحدہ ہیں۔ قرآن میں مذکورہ نام محمدؐ، احمدؐ، عبدؐاللہ، یٰسین اور نونؐ ہیں۔ اور جو قرآن میں نہیں ہیں وہ فاتح، خاتم، کافی، مقفی اور حاشر ہیں۔ خدا نے حضرتؐ کا مزملّ نام رکھا کیونکہ جس وقت آنحضرتؐ پر وحی نازل ہوئی تو آپؐ کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ اور مدثّر کا خطاب قیامت سے پہلے حضرتؐ کی رجعت کے اعتبار سے ہے یعنی وہ جو کفن پہنے ہوئے زندہ ہو کر دوبارہ لوگوں کو عذابِ خدا سے

ترجمہ، پھر اگر یہ لوگ عیسیٰ کے بارے میں تم سے جھگڑا کریں اور تم کو حقیقت الحال تو معلوم ہو ہی چلی ہے تو ان سے کہنا کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلاؤ اور ہم خود بھی آئیں اور تم خود بھی آؤ پھر دونوں فریق (خدا سے) دعا والتجا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجیں (۶۱) سورۃ آل عمران

ڈرائے۔ اکثر علماء نے آنحضرتؐ کے اسمائے گرامی اور القاب ان کے علاوہ جو سابق میں مذکور ہو چکے جو قرآن سے بیان کئے ہیں یہ ہیں، شاہد، شہید، مبشر، بشیر، نذیر، داعی، سراج منیر، رحمۃ للعالمین، رسول اللہ، خاتم النبیین، نبی، اُمیؐ، نور، نعمت، رؤف، رحیم، منذر، مُذکرِ، شمس، نجم، حمٓ، سما اور تین۔ سرورِ کائنات نے فرمایا کہ خلاق عالم نے مجھ کو اور علیؑ کو ایک نور سے پیدا کیا اور ہمارے واسطے اپنے ناموں میں سے دو نام اشتقاق کئے۔ خداوند صاحبِ عرشِ محمود ہے میں محمدؐ ہوں اور حق سبحانہٗ تعالیٰ علیِّ اعلےٰ ہے اور امیر المومنینؑ علیؑ ہیں۔

آنحضرتؐ ہر زبان و تحریر و حروف سے واقف تھے لیکن واضح ہو کہ اس میں اختلاف ہے کہ آنحضرتؐ کو خدا نے اُمیؐ کیوں فرمایا ہے۔ بعض کہتے ہیں اس لئے کہ آپؐ لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے، بعض کا قول ہے کہ آپؐ اُمّت سے منسوب ہیں یعنی بظاہر کسی سے تعلیم نہ حاصل کرنے کی وجہ سے مثل عرب کے اَن پڑھ لوگوں کی طرح تھے، بعضوں نے کہا ہے کہ اُم (ماں) کی جانب منسُوب تھے یعنی بظاہر جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے اُسی حال پر تھے اور کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا، اور بعض حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ آپؐ اُم القرےٰ یعنی مکّہ کی جانب منسوب تھے۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرتؐ نے بعثت سے پہلے تک کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا۔ جیسا کہ خداوندِ عالم نے فرمایا ہے کہ "تم نے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھی تھی، نہ اپنے ہاتھ سے لکھنا سیکھا تھا" (آیت ۴۸، سورۃ عنکبوت)۔ اگر ایسا ہوتا تو اہلِ باطل شک میں مبتلا ہوتے۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ بعثت کے بعد بھی لکھ پڑھ سکتے تھے یا نہیں، تو حق یہ ہے کہ آپؐ لکھنے پڑھنے پر قادر تھے۔ چنانچہ وحی الٰہی کے ذریعہ آپؐ ہر چیز کو جانتے اور بقدرتِ

ترجمہ، اوران میں بعض ایسے ہیں جو پیغمبر کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص نرا کان ہے۔ (ان سے) کہہ دو کہ (وہ) کان (ہے تو) تمہاری بھلائی کے لیے۔ وہ خدا کا اور مومنوں (کی بات) کا یقین رکھتا ہے اور جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں ان کے لیے رحمت ہے۔ اور جو لوگ رسول خدا کو رنج پہنچاتے ہیں ان کے لیے عذاب الیم (تیار) ہے ﴿۶۱﴾

خدا ہر اُس کام پر قادر تھے جس سے دوسرے تمام لوگ عاجز تھے لیکن مصلحتاً خود لکھتے نہ تھے۔ اور اکثر اوقات دوسروں کو خطوں پڑھنے کا حکم فرماتے اور کسی انسان سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا۔ چنانچہ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ خط لکھتے اور پڑھتے تھے۔ دوسری حدیث اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ "وہ خدا وہ ہے جس نے ایک رسُولؐ اَن پڑھوں میں انہی میں سے مبعوث کیا" (آیت ۲۸، سورۃ جمعہ) حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے لیکن چونکہ کوئی کتاب خدا کی جانب سے اب تک اُن کے لئے نہیں آئی تھی اور نہ اُن میں کوئی پیغمبر ہوا تھا اس سبب سے اُن کو اُمّی کہا۔ امام تقیؑ سے ایک شخص نے پوُچھا کہ جنابِ رسولؐ خدا کا نام اُمّی کیوں ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا سُنّی لوگ کیا کہتے ہیں اُس نے کہا وہ کہتے ہیں کہ اس لئے حضرتؐ کو اُمّی کہا کہ آپ اَن پڑھ تھے۔ فرمایا وہ غلط کہتے ہیں۔ خدا اُن سے سمجھے ایسا کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ خدا حضرتؐ کی شان میں فرماتا ہے کہ اُس نے اُن میں ایک رسول اُنہی میں سے بھیجا جو اُن کے سامنے خدا کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر وہ خود کچھ نہیں جانتا تھا تو ان کو تعلیم کیسے دیتا تھا۔ واللہ حضرتؐ تہتر (۷۳) زبان میں لکھتے پڑھتے تھے۔ بلکہ خدا نے ان کو اُمّی اس لئے کہا کہ وہ اہل مکّہ میں سے تھے اور مکّہ کا ایک نام اُمّ القرے بھی ہے جیسا کہ فرمایا ہے کہ "وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَھَا" (آیت ۹۲، سورۃ الانعام)۔ منقول ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے میری جانب قرآن کو وحی کی ہے تا کہ تم کو اور ہر اُس شخص کو ہر زبان اور لُغت میں عذاب خدا سے ڈراؤں جس تک میری دعوت پہنچے۔ امام باقرؑ سے منقول ہے کہ کوئی کتاب یا وحی نازل نہ کی مگر زبان عربی میں۔ مگر وہ انبیاء کے کانوں میں اُنہی کی قوم کی زبان و لغت میں پہنچتی تھی اور ہمارے پیغمبرؐ کے گوش مبارک میں عربی ہی زبان میں پہنچتی تھی

ترجمہ، اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کوئی امر مقرر کردیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔ اور جو کوئی خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا (۳۶)

اور ہر شخص جو حضرتؐ سے باتیں کرتا اپنی ہی زبان میں کرتا، لیکن آنحضرتؐ کے کانوں میں عربی زبان میں اس کی باتیں پہنچتی تھیں۔ اور تمام آیتیں جو حضرت جبرئیلؑ آنحضرتؐ کے پاس لاتے حضرتؐ کے احترام و تعظیم کے سبب انکی طرف سے ترجمہ کیا کرتے تھے۔

روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا نے اپنی انگوٹھی امیر المومنینؑ کو دے کر فرمایا کہ اس پر محمدؐ بن عبداللہ نقش کرالاؤ۔ جناب امیرؑ نے حکاک کو نقش کے لئے دے دی۔ اُس نے محمدؐ بن عبداللہ نقش کر دیا۔ دوسرے روز حضرت علیؑ نے انگوٹھی حکاک سے واپس لی تو دیکھا کہ اس پر محمدؐ رسول اللہ کندہ تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں نے تجھ کو یہ کندہ کرنے کو تو نہیں کہا تھا۔ اُس نے کہا یا حضرتؑ آپ بجا فرماتے ہیں مجھ سے غلطی ہوگئی میرے ہاتھوں سے ایسا ہو گیا۔ امیر المومنینؑ وہ انگوٹھی آنحضرتؐ کے پاس لائے اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اس کو اپنی انگلی میں پہن لیا اور فرمایا میں محمدؐ بن عبداللہ بھی ہوں اور محمدؐ رسول اللہ بھی ہوں۔ دوسرے روز صبح کو جب اس کو دیکھا تو اس کے نیچے "علیاً ولی اللہ" بھی نقش تھا۔ حضرتؐ کو حیرت ہوئی۔ اُسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا خدا فرماتا ہے کہ اے میرے حبیبؐ جو تم نے چاہا تم نے نقش کیا اور جو

ترجمہ، (اے محمد ﷺ! یہ) کتاب جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے اس کو پڑھا کرو اور نماز کے پابند رہو۔ کچھ شک نہیں کہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ اور خدا کا ذکر بڑا (اچھا کام) ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُسے جانتا ہے ﴿٤٥﴾ اور اہلِ کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر ایسے طریق سے کہ نہایت اچھا ہو۔ ہاں جو اُن میں سے بے انصافی کریں (اُن کے ساتھ اسی طرح مجادلہ کرو) اور کہہ دو کہ جو (کتاب) ہم پر اُتری اور جو (کتابیں) تم پر اُتریں ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اُسی کے فرمانبردار ہیں ﴿٤٦﴾ اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف کتاب اُتاری ہے۔ تو جن لوگوں کو ہم نے کتابیں دی تھیں وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور بعض ان (مشرک) لوگوں میں سے بھی اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور ہماری آیتوں سے وہی انکار کرتے ہیں جو کافر (ازلی) ہیں ﴿٤٧﴾ اور تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اُسے اپنے ہاتھ سے لکھ ہی سکتے تھے ایسا ہوتا تو اہلِ باطل ضرور شک کرتے ﴿٤٨﴾ سورۃ العنکبوت

ہم نے چاہا ہم نے نقش کیا۔ امام باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اُس کے نگینہ پر محمدؐ رسول اللہ کندہ تھا۔ امام صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی دو انگوٹھیاں تھیں ایک پر : "لَآ اِلٰہَ اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ" لکھا تھا دوسری پر "صَدَقَ اللہُ" تحریر تھا۔ امام محمدؐ باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ تین کلاہ رکھتے تھے ایک یمینہ دوسری بیضا جو سفید تھی تیسری مضربہ تھی جس کے دو گوشے تھے جس کو جنگ کے موقع پر پہنتے تھے اور ایک چھوٹا عصا تھا جس پر آپ تکیہ کر لیا کرتے تھے۔ اور عید کے دنوں اپنے ہمراہ صحرا میں لے جایا کرتے تھے اور خطبہ پڑھتے وقت اُس پر تکیہ کرتے تھے اور ایک چھڑی تھی جس کو مشوق کہتے تھے اور ایک خیمہ تھا جس کو رکن کہتے تھے ایک پیالہ تھا جس کو متیعہ کہتے تھے اور ایک دوسرا پیالہ تھا جس کو ری کہتے تھے۔ حضرتؐ کے پاس دو گھوڑے تھے ایک کا نام مرتجز اور دوسرے کا سکب تھا۔ دو خچر تھے۔ ایک کو دُلدُل دوسرے کو شہبا کہتے تھے۔ دو اُونٹنیاں تھیں عضبا و جذعا۔ چار تلواریں تھیں ذوالفقار، عون، مجذم اور سوم، ذوالفقار آسمان سے جبرئیلؑ لائے تھے جس کا قبضہ چاندی کا تھا۔ ایک ٹٹو تھا جس کو یعفو کہتے تھے۔ ایک عمامہ تھا سحاب نام۔ ایک زرہ تھی ذات الفضول جس کی تین کڑیاں چاندی کی تھیں ایک سامنے اور دو پیچھے۔ حضرتؐ کا ایک علم تھا جس کو عقاب کہتے تھے۔ ایک بار برداری کے لئے اُونٹ تھا دیباج نامی۔ ایک لِوا تھا جس کو معلوم کہتے تھے اور ایک خود تھا جس کو سعد کہتے تھے۔ ان تمام چیزوں کو حضرتؐ نے اپنی وفات کے وقت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کو عطا فرمایا اور اپنی انگوٹھی اُتار کر ان کی انگشت مبارک میں پہنا دی تھی۔ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی ایک تلوار کے قائمہ میں مجھے ایک صحیفہ مِلا جس میں بے شمار علوم تھے۔ اُن میں یہ تین باتیں بھی

ترجمہ، (لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے خواہش مند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں (۱۲۸)

تھیں کہ ایک اُس کے ساتھ تعلق قائم کرو جو تم سے تعلق قطع کرے۔ دوئم حق بات کہو اگرچہ تم
کو نقصان ہی پہنچے، اور سوئم اس کے ساتھ احسان کرو جو تمہارے ساتھ بُرائی کرے۔ روایت
ہے کہ رضائے سرورِ کائنات اس میں ہے کہ خدا آپؐ کے اہلبیتؑ کے ہمراہ آپؐ کے دوستوں اور
محبّوں کو بہشت میں داخل کرے گا۔ منقول ہے کہ ایک روز جناب رسولِؐ خدا حضرت فاطمہؑ
صلوات اللہ علیہا کے گھر تشریف لے گئے، دیکھا کہ آپؑ چکی چلا رہی ہیں اور ایک موٹی چادر
اوڑھے ہوئے ہیں جیسا کہ اُونٹ کا جُل ہوتا ہے۔ حضرتؐ یہ حال دیکھ کر روئے اور فرمایا اے فاطمہؑ
دُنیا کی سختیاں آخرت کی ابدی نعمتوں کے عوض برداشت کرو۔ دوسری حدیث میں وارد ہے ہے
خدا نے پیغمبرؐ کو وہ شہر و ملک دکھائے جو آپؐ کی اُمّت فتح کرے گی۔ حضرتؐ دیکھ کر خوش ہوئے تو
خدا نے فرمایا کہ تمہارے واسطے آخرت دُنیا سے بہتر ہے اور تمہارا پروردگار قیامت کے روز تم کو
اس قدر عطا کرے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ خدا نے آنحضرتؐ کو بہشت میں ہزار قصر ایسے بخشے
ہیں جنکی زمین مشک کی ہے اور ہر قصر میں عورتیں اور خدمتگار اس قدر ہیں جو قصر کے شایان
ہے۔ منقول ہے کہ امام زین العابدینؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ خداوندِ عالم نے کس سبب سے

ترجمہ، وہ جو (محمد ﷺ) رسول (اللہ) کی جو نبی اُمی ہیں پیروی کرتے ہیں جن (کے اوصاف) کو وہ
اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے
روکتے ہیں۔ اور پاک چیزوں کو ان کے لیے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹہراتے
ہیں اور ان پر سے بوجھ اور طوق جو ان (کے سر) پر (اور گلے میں) تھے اتارتے ہیں۔ تو جو لوگ ان پر
ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور انہیں مدد دی۔ اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے اس کی
پیروی کی۔ وہی مراد پانے والے ہیں ﴿۱۵۷﴾ (اے محمد ﷺ) کہہ دو کہ لوگو میں تم سب کی
طرف خدا کا بھیجا ہوا (یعنی اس کا) رسول) ہوں۔ (وہ) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔ اس کے سوا
کوئی معبود نہیں وہی زندگانی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ تو خدا پر اور اس کے رسول پیغمبر اُمی پر جو
خدا پر اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو تا کہ ہدایت پاؤ ﴿۱۵۸﴾
اور قوم موسیٰ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو حق کا راستہ بتاتے اور اسی کے ساتھ انصاف کرتے ہیں
﴿۱۵۹﴾ سورۃ الأعراف

آنحضرتؐ کو یتیم کر دیا اور آپؐ کے ماں باپ کو آپؐ کی کم سنی میں دُنیا سے اُٹھا لیا؟ فرمایا اس لئے کہ آنحضرتؐ پر کسی مخلوق کا کوئی حق نہ رہے۔ امام صادقؑ سے منقول ہے کہ اس لئے یتیم کر دیا تھا کہ سوائے خدا کے آنحضرتؐ پر کسی کی اطاعت واجب و لازم نہ ہو۔ "تم یتیم تھے" کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے زمانہ کے یکتا کمالات میں مثل درّ یتیم کے ہو۔ خدا نے تمہاری طرف لوگوں کی رہنمائی کی اور تم کو مرجع خلائق بنایا اور تم لوگوں میں گمنام تھے۔ لوگ تم کو نہیں پہچانتے تھے اور تمہاری قدر و منزلت نہیں سمجھتے تھے تو اہلِ دُنیا کو ہدایت کی تا کہ تم کو پہچانیں اور خلائق کو تمہاری طرف محتاج کیا تو ان کو تمہارے علم سے غنی کر دیا۔ اے رسولؐ تم کو عائل یعنی مفلس و تہی دست پایا تو خدا نے خدیجہؑ کے مال سے اور کافروں کی غنیمتوں سے غنی کر دیا۔ واضح ہو کہ اس میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے کہ "کیا خدا نے تم کو یتیم بغیر باپ ماں کے نہیں پایا تو عبدالمطلبؑ اور ابو طالبؑ کے ذریعہ پناہ دی اور تمہاری تربیّت و حفاظت پر ان کو موکل کیا اور تم کو گم شدہ پایا یعنی تم اپنے دادا سے مکّہ کے دروں میں گم ہو گئے تھے"۔

جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آپؐ کی عظمت ظاہر ہوتی تھی اور سینۂ اقدس سے ہیبت نمایاں تھی اور چہرۂ اقدس سے نور درخشان تھا جس طرح چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔ کمر سے اُوپر کچھ بلندی تھی جس سے بہت بلند معلوم ہوتے تھے۔ سر مبارک بڑا تھا۔ سر کے بال نہ بہت گھنگھریالے تھے نہ بالکل سیدھے کھڑے کھڑے۔ اکثر اوقات کان کی لَو سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ جب کبھی زیادہ لمبے ہو جاتے تو بیچ میں سے مانگ نکال لیا کرتے تھے اور سر کے دونوں طرف بالوں کو ڈال لیا کرتے تھے۔ آپؐ کا

ترجمہ، وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں ان ہی میں سے (محمد ﷺ) کو پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔ اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے ﴿۲﴾ سورۃ الجمعۃ

چہرہ اقدس سفید و نورانی تھا۔ پیشانی کشادہ، ابرو باریک کمان کی طرح کھنچے ہوئے اور باہم ملے ہوئے نہ تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ ملے ہوئے تھے۔ ایک رگ پیشانی کے درمیان تھی جو غصّہ کے وقت پھول جاتی اور اُبھر آتی تھی۔ اور آنحضرتؐ کی ناک کشیدہ اور باریک تھی درمیان سے اُٹھی ہوئی جس سے ایک نوُر چمکتا تھا۔ ریش مُبارک گھنی ہوئی جس کے بال برابر ادھر اُدھر نکلے ہوئے نہ تھے۔ دہن اقدس بالکل چھوٹا نہ تھا۔ دانت بہت سفید براق نازک اور کشادہ تھے۔ نہایت نرم بال سینہ سے ناف تک اُگے ہوئے تھے۔ اور آپکی گردن صفائی درخشندگی اور استقامت میں چاندی کی گردن کی طرح تھی جو بنائی جاتی ہے اور صیقل کی جاتی ہے۔ آپؐ کے جسم کے تمام اعضا نہایت مناسب اور قوی تھے اور سینہ اور پیٹ ایک دوسرے کے برابر تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان کشادگی تھی اور جسم کی تمام جوڑ کی ہڈیوں کے سرے مضبوط اور ٹھوس تھے۔ یہ شجاعت و قوت کی نشانی ہے اور عرب میں قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔ بدن مبارک سفید و نورانی تھا۔ سینہ کے درمیان سے ناف تک بالوں کا ایک باریک سیاہ چمکدار خط تھا مثل چاندی کے جس پر صیقل کیا ہوا ہو۔ ان کی صفائی کی زیادتی کے سبب ایک سیاہ خط معلوم ہوتا تھا۔ آپؐ کے پستان سینہ اور شکم ہر طرف بالوں سے خالی تھے۔ آپؐ کے ہاتھوں اور شانوں پر بالوں تھے۔ کلائیاں چوڑی اور ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔ ہاتھ پیر مضبوط تھے۔ یہ صفتیں مردوں کے لئے پسندیدہ اور بہادری اور طاقت کی علامتیں ہیں۔ انگلیاں لمبی، بازو اور پنڈلیاں صاف و کشیدہ تھیں۔ پیروں کے تلوے برابر نہ تھے بلکہ درمیان میں خالی تھے جو زمین پر نہ لگتے تھے۔ پشت پا صاف و نرم تھیں اس حد تک کہ اگر اُن پر پانی کا ایک قطرہ گرتا تو رُکتا نہ تھا، راستہ چلنے میں مغروروں کی

ترجمہ، اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح القدس کے ذریعے سے (قرآن) بھیجا ہے۔ تم نہ تو کتاب کو جانتے تھے اور نہ ایمان کو۔ لیکن ہم نے اس کو نور بنایا ہے کہ اس سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں۔ اور بے شک (اے محمد ﷺ) تم سیدھا رستہ دکھاتے ہو ﴿۵۲﴾ سورۃ الشوریٰ

طرح پیروں کو زمین پر کھینچتے نہ تھے بلکہ اُٹھا کر چلتے تھے۔ سر جھکا کر چلتے جیسے کی بلندی سے اُترتے ہیں۔ جباروں کے مانند گردن ٹیڑھی نہ کرتے۔ قدم دُور دُور رکھتے مگر متانت دو قار کے ساتھ رکھتے۔ کسی سے گفتگو کرتے تو صاحبان دولت کے مانند گوشۂ چشم سے نہ دیکھتے بلکہ پورے جسم کے ساتھ اُس کی طرف مڑ جاتے۔ بیشتر نگاہیں نیچی رکھتے اور بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ دیکھتے۔ نظر کرنے میں پوری آنکھیں کھول کر نہ دیکھتے بلکہ گوشۂ چشم سے دیکھتے۔ سلام میں سبقت فرماتے۔ ہر وقت غور و فکر میں رہتے کبھی غور و خوض اور کسی شغل سے خالی نہ رہتے۔ بلاضرورت کلام نہ کرتے۔ باتیں کرنے میں پورا دہن نہ کھولتے لیکن گفتگو واضح اور صاف ہوتی تھی۔ کلمات جامع ہوتے۔ جن میں الفاظ کم اور معانی بہت اور حق ظاہر کرنے والے ہوتے، کلام میں زیادتی نہ ہوتی۔ اظہار مقصد میں کمی نہ ہوتی۔ نہایت نرم مزاج تھے۔ سختی و درشتی آپؐ کے خُلق کریم میں مطلق نہ تھی۔ کسی کو حقیر نہ سمجھتے۔ تھوڑی نعمت کو بہت جانتے اور کسی نعمت کی مذمّت نہ کرتے، لیکن دُنیائے فانی کی کھانے پینے کی چیزوں کی تعریف بھی نہ فرماتے۔ کبھی غصّہ نہ کرتے لیکن ایسے حق کے بارے میں جو ضائع کیا جاتا ہو خدا کی خوشنودی کے لئے غضبناک ہوتے اس طرح کہ کوئی آپؐ کو پہچان نہ سکتا، اور آپؐ کے غضب کے مقابلہ پر ٹھہرنے کی تاب نہ رکھتا تھا یہاں تک کہ حصولِ حق کے لئے انتقام لے کر حق کو جاری فرما لیتے۔ کسی جانب اشارہ کرتے تو چشم و ابرو سے نہیں بلکہ ہاتھ سے اشارہ کرتے، تعجّب کے موقع پر ہاتھ اُٹھاتے اور حرکت دیتے۔ کبھی داہنے کو بائیں ہاتھ پر مارتے۔ جب خدا کے لئے غصّہ فرماتے تو بہت اظہار کرتے۔ جب خوش ہوتے تو آنکھیں جُھکا لیتے اور خوشی کا اظہار بہت نہ کرتے تھے۔ حضرتؐ کا ہنسنا تبسّم تھا اور ہنسنے کی آواز مشکل سے ظاہر ہوتی۔ کبھی کبھی ہنسنے میں دندانہائے نورانی شبنم کے قطروں کے مانند چمکنے لگتے۔ گھر کی مشغولیّت میں اوقات تین حصّوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصّہ

ترجمہ، تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے خدا (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی اُمید ہو اور وہ خدا کا ذکر کثرت سے کرتا ہو ﴿۲۱﴾ سورۃ الاحزاب

عبادتِ خالق کے لئے، ایک حصّہ ازواج کے لئے اور ایک حِصّہ اپنی ذات کیلئے۔ جو وقت جس کام کے لئے ہوتا اس میں کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوتے۔ اور وقت کا جو حصّہ اپنے واسطے مخصوص فرمایا تھا وہ دوسرے لوگوں میں صرف کیا کرتے تھے اس میں سے کچھ اپنے لئے باقی نہ رکھتے۔ پہلے مخصوص لوگوں سے ملتے اس کے بعد باقی وقت عوام میں گزارتے۔ ہر شخص کی عزّت دین میں اُس کے علمِ اور اُس کی فضیلت کے مطابق کرتے اور اُن کی ضرورت کے موافق انکی طرف متوّجہ رہتے اور جو کچھ اُن کے فائدہ اور اُمّت کی اصلاح کیلئے ضروری ہوتا بیان فرماتے اور بار بار فرماتے کو موجود لوگ جو مجھ سے سُن رہے ہیں اُن لوگوں تک پہنچادیں جو موجود نہیں ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ ان کی حاجتیں مجھ سے بیان کرو جو خود مجھ تک اپنی حاجتیں نہیں پہنچا سکتے۔ بے شبہ جو شخص کسی کی حاجت کسی بادشاہ تک پہنچاتا ہے جو خود نہیں پہنچا سکتا خداوندِ عالم روزِ قیامت اس کو ثابت قدم رکھے گا۔ ایسی ہی مفید باتوں کے سوا حضرتؐ کی مجلس میں کوئی دوسری بات کا تذکرہ نہیں ہوتا تھا۔ حضرتؐ کسی کی لغزش اور گفتگو میں غلطی پر مؤاخذہ نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے صحابہ آپ کی مجلس میں علم کے طالب ہو کر آتے اور رخصت ہوتے تو علم کی حلاوت و شیرینی لیکر جاتے اور دوسروں کی ہدایت و رہنمائی کرتے تھے۔ یہ حالات تو آنحضرتؐ کے گھر جانے کے تھے جب حضرتؐ گھر سے باہر نکلتے تو بے فائدہ گفتگو نہیں کرتے لوگوں کی دلجوئی فرماتے اُن سے نفرت نہیں کرتے تھے ہر قوم کے بزرگ کی عزّت کرتے اور اس کو اس کی قوم پر والی بنادیتے۔ لوگوں کے شر سے پرہیز کیا کرتے لیکن اُن سے علیٰحدگی اختیار نہ فرماتے، اور اُن کے ساتھ خوشخوئی و خوش مزاجی میں کمی نہ کرتے۔ اپنے اصحاب سے ملتے رہتے اور اُن کے حالات معلوم کرتے رہتے۔ اُن کی جو اچھی باتیں لوگوں میں مشہور ہوتیں ان کی تعریف کرتے اور زیادہ ترغیب دیتے اور اُن کی بُرائیوں کو ان کی نگاہوں میں بُرا ثابت کرکے اُن

ترجمہ، وہ تمہارے اعمال درست کردے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک بڑی مراد پائے گا (۷۱) سورۃ الاحزاب

کو ترک کرانے کی کوشش فرماتے۔ آپؐ کے تمام کام اعتدال کے ساتھ ہوتے افراط و تفریط سے کام نہ لیتے۔ لوگوں کے حالات سے غافل نہ ہوتے تاکہ وہ خود بھی غافل نہ ہوں اور باطل کی طرف رجوع نہ ہو جائیں۔ اور حق کے اظہار میں کوتاہی نہ کرتے اور اس سے دست بردار نہیں ہوتے تھے۔ نیک لوگوں کو اپنے پاس جگہ دیتے تھے۔ آپؐ کے نزدیک زیادہ صاحبِ فضل و شرف وہ تھا جس کی خیر خواہی مسلمانوں کے حق میں زیادہ ہوتی، اور سب سے زیادہ بزرگ وہ تھا جو لوگوں کے ساتھ زیادہ نیکی و احسان کیا کرتا۔ حضرتؐ کی مجلس کے آداب یہ تھے کہ مجلس میں نہیں بیٹھتے اور وہاں سے نہیں اُٹھتے مگر ذِکرِ خدا کے ساتھ۔ اور مجلس میں اپنے واسطے کوئی مخصوص جگہ قرار نہ دیتے اور لوگوں کو بھی اس سے منع فرماتے۔ جب کسی جلسہ میں تشریف لے جاتے سب کے پیچھے جو جگہ خالی ہوتی وہیں بیٹھ جاتے تھے، اور لوگوں کو بھی اسی کی ترغیب دیتے۔ اپنے اہلِ مجلس میں سے ہر ایک کے ساتھ اس طرح احترام و عزّت کے ساتھ التفات فرماتے کہ ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ دُنیا میں مجھ سے زیادہ حضرتؐ کے نزدیک بلند مرتبہ کوئی نہیں۔ جس کے ساتھ بیٹھتے جب تک وہ خود نہ اُٹھتا حضرتؐ بھی نہ اُٹھتے تھے۔ اگر کوئی شخص کوئی حاجت پیش کرتا تو حتی الامکان روا کر دیتے تھے۔ ورنہ اس سے شیریں کلامی اور وعدہ کے ساتھ راضی کر لیتے آپؐ کا خلقِ عمیم تمام دُنیا پر چھایا ہوا تھا۔ تمام لوگ آپؐ کے نزدیک حق میں برابر تھے۔ آپؐ کی مجلس اقدس بردباری، حیا، سچائی اور امانت سے پُر ہوتی، اُس میں شور و غل نہیں ہوتا تھا، کسی کی بُرائیاں نہیں بیان کی جاتی تھیں۔ اگر کسی سے کوئی غلطی یا خطا سرزد ہوتی تو اِس کا ذِکر نہیں کیا جاتا تھا۔ سب کے سب آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عدل و انصاف اور نیکی و احسان کا برتاؤ کرتے۔ اور ہر ایک دوسرے کو تقوٰے و پرہیز گاری کی وصیّت کرتا اور آپس میں تواضع اور عاجزی کا برتاؤ

ترجمہ، کہہ دو کہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تم۔ (ہاں) مجھ پر یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود خدائے واحد ہے تو سیدھے اسی کی طرف (متوجہ) رہو اور اسی سے مغفرت مانگو اور مشرکوں پر افسوس ہے

سورۃ حٰمٓ السجدۃ ٦

کرتے۔ بُوڑھوں کی عزّت کرتے چھوٹوں پر رحم کرتے اور صاحب حاجت کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے، غریبوں کی رعایت کرتے۔

آنحضرتؐ کی عادت اہلِ مجلس کے ساتھ یہ تھی کہ ہمیشہ کشادہ رو اور نرم خو رہتے، کسی کو آپؐ کی ہمنشینی سے زحمت و تکلیف نہ ہوتی۔ آپؐ تند مزاج اور سخت کلام نہ تھے۔ کبھی فحش بات زبان سے نہ نکالتے۔ لوگوں کے عیوب نہ بیان کرتے نہ بہت تعریف کرتے۔ اگر کوئی بات خلافِ مزاج ہو جاتی تو نظر انداز فرماتے کوئی شخص آپؐ سے نااُمید نہیں ہوتا تھا۔ کسیِ کی اُمید آپؐ سے منقطع نہیں ہوتی تھی۔ کسی سے لڑتے نہ تھے بہت باتیں نہ کرتے۔ جس چیز سے کوئی فائدہ نہ ہوتا اس کی طرف التفات نہ کرتے۔ کسی کی مذمّت نہ کرتے کسی کی سرزنش نہ فرماتے۔ لوگوں کے عیوب اور غلطیوں کی جستجو نہ کرتے۔ کسی امر میں کلام نہ کرتے سوائے اُس کے جس میں ثواب کی اُمید ہوتی۔ جب حضرت گفتگو کرتے تو اہلِ مجلس سر جُھکا کر اس طرح خاموش و ساکت ہو جاتے گویا کہ اُن کے سروں پر طیور بیٹھے ہیں۔ حضرتؐ کے سامنے لوگ شور و غل اور آپس میں تکرار نہ کر سکتے۔ اگر ایک شخص بات کرتا تو دوسرے لوگ خاموش ہو کر غور سے سُنتے، اس کی باتوں کے خلاف کلام نہ کرتے۔ حضرتؐ لوگوں کے ساتھ اُن کے ہنسنے اور تعجّب میں ان کی موافقت فرماتے۔ غریبوں اور دیہاتیوں کے خلاف ادب برتاؤ پر صبر کرتے یہاں تک صحابہ ان کو اپنے ساتھ حضرتؐ کی مجلس میں لاتے اور وہ سوال کرتے اور مستفید ہوتے۔ آنحضرتؐ خود فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی حاجتمند کو دیکھو تو میرے پاس لاؤ۔ حضرتؐ کو خوشامدانہ مدح و ثنا پسند نہ تھی سوائے اس کے جس پر حضرتؐ نے کچھ احسان فرمایا ہوتا۔ آپؐ کسی کی بات قطع نہ کرتے سوائے اس کے کہ وہ گفتگو باطل ہوتی تو حضرت منع فرماتے یا خود وہاں سے اُٹھ کر چلے جاتے۔ آنحضرتؐ جب سکوت فرماتے تو چار وجہوں کے سبب۔ حلم، جو جاہلوں کے مقابلہ میں ہوتا جبکہ وہ

نامناسب اور بیہودہ بات کرتے۔ یا اس کے ضرر سے، محفوظ رہنے کے لئے سکوت فرماتے، یا ہر شخص کی قدر و منزلت کے لحاظ سے ہوتا، یا غور و فکر کے سبب سے ہوتا۔ ہر شخص کی قدر و منزلت کالحاظ یہ کہ تمام اہل مجلس پر یکساں التفات فرماتے اور ہر ایک کی باتیں توجّہ سے سُنتے۔ اور غور و فکر دُنیائے فانی اور دار بقاکے بارے میں ہوا کرتا۔ حضرتؐ کی ذات حلم و صبر کا مجموعہ تھی۔ کوئی بات آپؐ کو غضبناک نہیں کرتی تھی اور کوئی چیز آپؐ کو بے چین نہیں کرتی تھی۔ چار باتیں آپؐ کی احتیاط و پرہیز کی تھیں۔ نیکیوں کا کرنا تاکہ لوگ آپؐ کی پیروی کریں، برائیوں کا ترک کرنا تاکہ لوگ ترک کر دیں۔ جس امر میں اُمّت کا فائدہ ہو اُس میں زیادہ کوشش کرنا، ایسے امر کا عمل میں لانا جس میں اُمّت کے لئے دُنیا و آخرت کی بہتری ہو۔ امام باقرؑ سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا کہ ہم گروہِ انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں، لیکن دل بیدار رہتے ہیں اور میں جس طرح سامنے دیکھتا ہوں اُسی طرح سر کے پیچھے سے دیکھتا ہوں لٰہذا نماز میں اپنی صفیں دُرست رکھو ورنہ

ترجمہ، تارے کی قسم جب غائب ہونے لگے ﴿۱﴾ کہ تمہارے رفیق (محمد ؐ) نہ رستہ بھولے ہیں نہ بھٹکے ہیں ﴿۲﴾ اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں ﴿۳﴾ یہ تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے ﴿۴﴾ ان کو نہایت قوت والے نے سکھایا ﴿۵﴾ (یعنی جبرائیل) طاقتور نے پھر وہ پورے نظر آئے ﴿۶﴾ اور وہ (آسمان کے) اونچے کنارے میں تھے ﴿۷﴾ پھر قریب ہوئے اور اَور آگے بڑھے ﴿۸﴾ تو دو کمان کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم ﴿۹﴾ پھر خدا نے اپنے بندے کی طرف جو بھیجا سو بھیجا ﴿۱۰﴾ جو کچھ انہوں نے دیکھا ان کے دل نے اس کو جھوٹ نہ مانا ﴿۱۱﴾ کیا جو کچھ وہ دیکھتے ہیں تم اس میں ان سے جھگڑتے ہو؟ ﴿۱۲﴾ اور انہوں نے اس کو ایک بار بھی دیکھا ہے ﴿۱۳﴾ پرلی حد کی بیری کے پاس ﴿۱۴﴾ اسی کے پاس رہنے کی جنت ہے ﴿۱۵﴾ جب کہ اس بیری پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا ﴿۱۶﴾ ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی ﴿۱۷﴾ انہوں نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں ﴿۱۸﴾ سورۃ النّجم

خداوندِعالم تمہارے دِلوں میں باہم مخالفت پیدا کردے گا۔ منقول ہے کہ خداوندِعالم نے آنحضرتؐ کے واسطے بہشت سے ہریسہ بھیجا جس کے کھانے سے چالیس مردوں کی قوت مجامعت آنحضرتؐ میں پیدا ہوگئی، ایک اور روایت کے مطابق کہ پیغمبرؐ نے دردِ پُشت کی خدا سے شکایت کی تو خدا نے فرمایا کہ ہریسہ کھاؤ۔

ترجمہ، (اے پیغمبر) کہہ دو کہ لوگو! میں تم کو کھلم کھلا نصیحت کرنے والا ہوں ﴿٤٩﴾ سورۃ الحج

ترجمہ، کہہ دو کہ میں تو صرف ہدایت کرنے والا ہوں۔ اور خدائے یکتا اور غالب کے سوا کوئی معبود نہیں ﴿٦٥﴾ سورۃ ص

ترجمہ، اگر تم کو اس (کتاب کے) بارے میں جو ہم نے تم پر نازل کی ہے کچھ شک ہو تو جو لوگ تم سے پہلے کی (اُتری ہوئی) کتابیں پڑھتے ہیں ان سے پوچھ لو۔ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس حق آچکا ہے تو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا ﴿٩٤﴾ سورۃ یونس

(نوٹ: بقیہ انبیاء کے حالات زندگی اگلی جلدوں میں ملاحظ فرمائیں۔)

برائے مہربانی ایک سورۃ فاتحہ پڑھ کرابو جعفر ولد علی محمد، کنیز سیدہ بنت علی سجاد، حسن جعفر ولد ابو جعفر اور تمام مومنین و مومنات، مسلمین و مسلمات، شہداء ملت، لاوارث مرحومین خصوصاً میرے اباؤ واجداد کی روح کو بخش دیں۔ شکریہ

page is left blank intentionally